نجس اشیا کو پاک کرنے کے احکام

”إِنَّ الْمُؤْمِنَ لَايَنْجَس“ کی تشریح:

سوال: ”إن المؤمن لاينجس“ کی تشریح فرمایئے؟

الجواب

قول مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے:

”إِنَّ الْـمُؤْمِنَ لَايَنْجَسُ“ یعنی مومن نجس نہیں ہوتا۔ یہ کلام مبارک جواب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے قول کے، وارد ہوا، کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنبی تھے اور اس حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے پرہیز کیا، تو پھر غسل کیا اور مسجد مبارک میں آئے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے چلے جانے کا سبب پوچھا، تو انہوں نے کہا کہ میں جنبی تھا، تو مجھ کو برا معلوم ہوا کہ میں اس حالت میں آپ کے حضور میں بیٹھوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

”إن المؤمن لاينجس“.(۱)

ترجمہ: مومن نجس نہیں ہوتا ہے۔

تو مراد اس سے یہ ہوا کہ مومن نجس نہیں ہوجاتا ہے کہ اس نجاست کی وجہ سے اس کے ساتھ اختلاط اور کلام کرنا اور صحبت رکھنا منع ہوجائے، مقصود اس سے یہ ہے کہ مومن کا اعتقاد درست ہوتا ہے اور اس کے اعمال اچھے ہوتے ہیں اور اس کے اخلاق عمدہ ہوتے ہیں، تو مومن اگرچہ جنبی بھی ہو، مگر ان خوبیوں کی وجہ سے وہ ایسا نہیں کہ اس کی صحبت سے نفرت کی جائے، بخلاف کافر کے، کہ کافر اس قابل نہیں کہ اس کے ساتھ صحبت کی جائے اور اس کی ہمنشینی اختیار کی جائے، بلکہ سزاوار ہے کہ اس کے ساتھ ہم چشمی بھی نہ کی جائے۔

عاصم بن ثابت کا واقعہ جو غزوہ رجیع میں ہوا کہ انہوں نے عہد کیا تھا اللہ تعالیٰ سے کہ ان کو مشرک کبھی مس نہ کرے گا، تو شہادت کے بعد ان کا بدن اشرفی سے داغا گیا، تو یہ ان کے کمال تورع کی وجہ سے ہوا، یا اس وجہ سے ایسا کیا گیا کہ انہوں نے عہد کیا تھا کہ وہ عہد ان کے حق میں لازمی نذر کے مانند تھا۔

(۱) صحیح البخاری: ۲۸۳، مسلم: ۳۷۱، ابوداؤد: ۲۳۰، سنن الترمذی: ۱۲۱، سنن النسائی: ۱/۱۴۵۔۱۴۶، جمع الفوائد: ۱۳۴۔ انیس

اگر کہا جائے کہ اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ مومن مطلقاً کسی حالت میں نجس نہیں ہوتا ہے، تو یہ صحیح نہیں، اس واسطے کہ مومن کبھی محدث ہوتا ہے کہ اس پر وضو واجب ہوتا ہے اور کبھی جنبی ہو جاتا ہے، کہ اس پر غسل واجب ہے اور اس حالت میں اس پر نماز پڑھنا، قرآن شریف پڑھنا اور مسجد میں داخل ہونا حرام ہو جاتا ہے، اور جب نجاست کے انواع سے ایک طرح کی نجاست کے بارے میں خاص حکم قرار پایا کہ اس نجاست کی نفی مومن سے کی گئی، تو اس سے ثابت ہوا کہ خاص طرح کی نجاست خاص مشرکین میں ہے اور عام طور پر ان میں نجاست نہیں۔

حاصل کلام یہ ہے کہ متواتر طور پر ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین کے ساتھ کسی خاص ضرورت سے اختلاط رکھا، ان کے ساتھ مصافحہ کیا، ان کے ساتھ نشست رکھی، ان کو مس کیا، ان کے ہاتھ کا کھانا اور پھل کھایا اور ان کا بنا ہوا کپڑا پہنا، کس طرح کہا جائے کہ یہ ثابت نہیں ہے، کیوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شامی جبہ پہنا اور اس وقت اہل شام کفار تھے، البتہ مشرکین کا کوئی فرقہ ایسا ہو کہ ان لوگوں کے بارے میں یقین ہو یا ظن ہو کہ وہ لوگ نجاست کو برا نہیں جانتے ہیں، مثلاً ہنود گوبر سے پرہیز نہیں رکھتے ہیں، اور مثلاً نصاریٰ کہ وہ لوگ شراب اور خنزیر سے پرہیز نہیں رکھتے ہیں، تو ان کے ساتھ کھانا حرام ہے، (اور یہ) کہ ان کے برتن میں بلا دھوئے پانی پیا جائے۔(۱)

(فتاویٰ عزیزی اردو، مطبع سعید کمپنی لاہور: ص ۴۵۶-۴۵۷)

کیا مشرکین نجس ہیں، شرعی نجاست کی تفصیل:

سوال: کیا مشرکین نجس ہیں، شرعی نجاست کی تفصیل بیان کیجئے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

تفسیر آیت:

"**اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلاَ يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا**".(۲)

ترجمہ: "مشرکین نجس ہیں، تو چاہیے کہ اس سال کے بعد، مسجد حرام کے نزدیک، نہ آئیں"۔

تفسیر فتح العزیز میں لکھا ہے کہ اس آیت سے مشرک کی نجاست معلوم ہوتی ہے، تو اس نجاست کی تحقیق میں علماء کرام میں اختلاف ہے:

---

(۱) **انسانی جسم**: جب تک انسان زندہ ہو، چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلم، اس کا جسم پاک رہتا ہے، البتہ اگر کوئی نجاست لگ جائے، تو نجاست لگا ہوا حصہ ناپاک ہو جاتا ہے۔ جنبی شخص یا حیض ونفاس والی عورت پر گرچہ غسل فرض ہوتا ہے، مگر ان کا بدن نجس نہیں ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: انسان اگر مر جائے تب بھی اس کا بدن نجس و ناپاک نہیں ہوتا ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیة: ۱/۳۰۲۔ یہی قول صحیح ہے، گرچہ احناف کا دوسرا قول مردہ انسان کے بدن کے ناپاک ہونے کا ہے۔ (طہارت کے احکام ومسائل صفحہ ۲۱، انیس)

(۲) سورۃ التوبة: ۲۸

ائمہ زیدیہ سے ہادی نے کہا ہے کہ کتے اور خنزیر کے مانند ان کا بدن نجس ہے اور دلیل یہ بیان کی ہے، کہ ابو شیخ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت بیان کی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

"من صافح مشركاً فليتوضأ أو ليغسل كفيه". (۱)

ترجمہ: جو شخص مشرک سے مصافحہ کرے، تو چاہیے کہ وضو کرے، یا اپنی دونوں ہتھیلی دھوڈالے۔

اور ابن مردویہ نے ہشام بن عروہ کی روایت بیان کی ہے کہ: "ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے روایت کی ہے اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ انہوں نے کہا کہ!

"استقبل رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم جبريل عليه السلام فناوله يده فأبى أن يتناول فقال: ياجبريل! ما منعك أن تأخذ بيدي؟ قال: إنك أخذت بيد يهودي فكرهت أن يمس يدي يداً قد مسها يد كافر فدعا رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ماءً فتوضأ فتناوله يده فتناولها". (۲)

ترجمہ: رخ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کی طرف، پس اپنا ہاتھ ان کی طرف بڑھایا، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ہاتھ پکڑنے سے انکار کیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے جبرئیل! کس چیز نے باز رکھا آپ کو میرا ہاتھ پکڑنے سے، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ نے ایک یہودی کا ہاتھ پکڑا ہے، مجھ کو کراہت پیدا ہوئی کہ میرا ہاتھ ایسے ہاتھ کو مس کرے کہ اس کو کافر کے ہاتھ نے مس کیا ہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی طلب فرمایا، وضو کیا اور پھر اپنا ہاتھ بڑھایا، تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دست مبارک پکڑ لیا۔

ظاہر ہے کہ اس استدلال میں تأمل ہوتا ہے، اس لیے کہ شرع میں وارد نہیں ہوا کہ، نجس چیز مس کرنے سے وضو واجب ہو جاتا ہے، بلکہ واجب یہ ہے کہ صرف جس جگہ نجاست لگی ہے، وہ جگہ دھوئی جائے، تو اگر مشرک نجس العین بھی ہوتا، تو اس کو مس کرنے سے وضو لازم آنے کی کوئی وجہ نہیں، بلکہ اس کی نجاست دوسری طرح کی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ اس کی تحقیق آئندہ آئے گی، یہ استدلال نہایت واہی ہے کہ مستدل کا گمان کیا جائے۔ "**فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ**" (۳) سے ثابت ہوتا ہے کہ مشرک کا بدن نجس ہے۔

وجہ یہ ہے کہ یہ حکم اگر اس وجہ سے ہوتا کہ مشرکین کا بدن نجس ہے، تو یہ حکم صرف مسجد حرام کے بارے میں نہ ہوتا اور یہ امر ظاہر ہے۔

---

(۱) أبو الشيخ وابن مردوية عن ابن عباس رضي اللّٰه عنهما، بحواله فتح القدير للشوكاني، ص:۱۰۲۲۔ انیس

(۲) رواه الطبراني في الأوسط: ۱۶۴/۳ (۲۸۱۳) بضعف، جمع الفوائد، نواقض الوضوء: ۱۱۵۔ انیس

(۳) سورة التوبة: ۲۸۔

اورعلاوہ اس کے مسند عبدالرزاق اور تفسیر ابن جریر اور ابن منظر اور ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم اور ابی الشیخ میں مذکور ہے کہ قتادہ کی روایت مسند احمد میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ:

"لایدخل المسجد الحرام مشرک بعد عامي هذا أبداً إلاأهل العهد وخدمكم".(۱)

ترجمہ: ''یعنی مسجد الحرام میں اس سال کے بعد مشرک کبھی داخل نہ ہوں، سوا ان کفار کے کہ ان کے ساتھ اہل اسلام نے صلح کا عہد کیا ہو اور سوا ان کفار کے کہ وہ تم لوگوں کے خادم ہوں''۔

اگر مشرک کی نجاست بذاتہ ہوتی، تو اہل عہد اور غلام مستثنیٰ کیوں کئے جاتے، اسی وجہ سے فقہاء اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ مشرکین کا بدن طاہر ہے، اور یہ مسئلہ دلیل نقلی اور دلیل عقلی سے ثابت کیا ہے۔

دلیل نقلی یہ ہے کہ زمانۂ صحابۂ کرامؓ سے اب تک برابر شائع ورائج ہے کہ اہل اسلام مشرکین کے برتن سے پانی پیتے ہیں اور مشرکین اپنے ہاتھ سے پانی لے آتے ہیں اور پانی اہل اسلام پیتے ہیں، چنانچہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے مدائن میں ایک دہقانی کے ہاتھ کا پانی پیا اور ایسا ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نصرانی کے گھر کے پانی سے وضو کیا، اس طرح کے اور بھی واقعات وقوع میں آئے ہیں اور یہ بھی ثابت ہے کہ ہند، سندھ، حبش اور بر بر سے اور مجوس فارس کے یہاں سے اور خراسان سے کپڑا عرب میں جاتا تھا اور وہ کپڑا وہاں کے اہل اسلام پہنتے تھے اور اس سے کچھ انکار نہ رکھتے تھے اور مثلاً شہد اور گھی وغیرہ ہر چیز مشرکین کے یہاں کی کھاتے تھے، تو اگر مشرکین کا بدن نجس ہوتا، تو اہل اسلام ایسا کیوں کرتے اور خصوصاً اہل کتاب یہود اور نصاریٰ سے کہ ان کی عورتوں کے ساتھ بالا جماع نکاح کرنا جائز ہے، یہ ظاہر دلیل اس امر کے لیے ہے کہ مشرکین کا بدن اور پسینہ پاک ہے۔

عقلی دلیل یہ ہے کہ اگر مشرکین کا بدن نجس العین ہوتا، تو اسلام قبول کرنے کے بعد ان کا بدن کس طرح تبدیل ہو جاتا ہے کہ اس میں اسلام کی تاثیر ان کے بدن میں نہیں ہوتی، بلکہ اسلام کا اثر صرف ان کی روح میں پہنچتا ہے اور میرے نزدیک اس میں بحث ہے، اس واسطے کہ اجماع سے ثابت ہے کہ انقلاب حقیقت سے طہارت حاصل ہوتی ہے، چنانچہ علماء کرام نے کہا ہے کہ ''جب گدھا نمک کی کان میں ڈال دیا جائے اور نمک ہو جائے، تو وہ طاہر ہو جاتا ہے''، ایسی اور بھی صورتیں ہیں کہ ''جب کافر اسلام سے مشرف ہوتا ہے، تو اس کے احکام متغیر ہو جاتے ہیں'' کہ اسلام کی وجہ سے معصوم الدم ہو جاتا ہے، یعنی اس کے قتل کی ممانعت ہو جاتی ہے، اور وہ شہادت اور کفاءت اور ولایت وغیرھا کے قابل ہو جاتا ہے، اس کی حقیقت حکماً تبدیل ہو جاتی ہے، اگرچہ حقیقتاً تبدیل نہیں ہوتی ہے۔

مثلاً لڑکی جب بالغ اور غلام جب آزاد کر دیا جائے، تو اس کی حقیقت بھی حکماً تبدیل ہو جاتی ہے، تو یہ بعید نہیں کہ یہ

(۱) وقد أخرج عبدالرزاق، وابن جرير، وابن المنذر، وابن أبي حاتم وابن مردوية عن جابر...وقال ابن كثير: تفرد به أحمد مرفوعًا والموقوف أصح. (فتح القدير للشوكاني:۲۲/۱۰، انیس)

تبدیلی حقیقت انقلاب شمار کیا جائے، اور کہا جائے کہ بحالت شرک اس کا بدن نجس تھا اور بعد اسلام اس کی طہارت کا حکم ہوا، تو علماء کرام کا یہ جو قول ہے کہ اسلام کی تاثیر ان کے بدن میں نہیں ہوتی ہے، بلکہ صرف ان کی روح میں ہوتی ہے، تو اس کے جواب میں ہم کہتے ہیں کہ اگر ان کی مراد یہ ہے کہ اسلام کی تاثیر بالذات ان کے بدن میں نہیں ہوتی ہے، تو یہ مسلم ہے اور اس سے ہمارے مسئلہ میں ضرر نہیں، اس واسطے کہ ہم تاثیر ذاتی کے قائل نہیں اور نہ اس کی اس امر میں کچھ ضرورت ہے کہ نجاست کی صفت ذات کے ساتھ منقلب ہو جائے اور اگر ان کی مراد یہ ہے کہ اسلام کے بعد وہ معصوم الدم ہو جاتے ہیں اور یہ صرف بدن کے احکام سے ہے، تو ایسا ہی حکم طہارت کا بھی ہے، وجہ یہ ہے کہ روح اور بدن میں نہایت درجہ کا امتزاج ہے کہ ایک کا حکم دوسرے میں سرایت کرتا ہے، تو جب روح بالذات طاہر ہوئی تو بدن بھی بالعرض طاہر ہوا۔ (فتاویٰ عزیزی اردو، مطبع سعید کمپنی لاہور: ۴۵۷ تا ۴۵۹)

شرعی نجاست کے طبقات:

سوال: شرعی نجاست کے طبقات کی تفصیل کیا ہے، مشرکین نجس بذاتہ ہیں کیا؟

الجواب

اس مقام کی تحقیق یہ ہے کہ شرعی نجاست کے چند طبقات ہیں، اور ہر طبقہ کے لیے علیٰحدہ حکم ہے، البتہ اولیٰ نجاست جسمیہ ہے، اور اس کی تین قسمیں ہیں:

(۱) ایک ایسی نجاست ہے کہ وہ صرف وہم کے ذریعہ سے معلوم ہوتی ہے، عقل کے نزدیک اس کی نجاست ثابت نہیں، بلکہ وہ نجاست عقل کے خلاف ہے، جیسے ناک کا پانی اور تھوک اور وہ برتن کہ خاص بول اور براز کے لیے بنایا گیا ہو، اور ہنوز اس میں بول و براز نہ لگا ہو، یا بول و براز لگنے کے بعد دھو کر پاک کیا گیا ہو، اس طرح کی نجاست کو متقذرات کہتے ہیں، نجاست نہیں کہتے، اور جو اس سے پرہیز رکھے، اس کو متنظف کہتے ہیں، متطہر نہیں کہتے، اور یہی فرق تنظیف اور تطہیر میں ہے، شرع میں اس کا اعتبار مساجد اور نماز کے مقام میں ہے، چنانچہ مساجد میں تھوکنے کے بارے میں وعید وارد ہے اور اونٹ کے رہنے کی جگہ میں اور حمام وغیرہ ایسی جگہوں میں نماز پڑھنا منع ہے۔

(۲) نجاست جسمیہ ایسی نجاست ہے کہ وہم اور عقل دونوں کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے اور وہ نجاست حقیقیہ ہے، مثلاً بول اور براز اور دم مسفوح یعنی جاری خون اور حیوانات کا فضلہ وغیرہ اور جو اس طرح کی چیزیں ہیں کہ اس کی نجاست کا شرع میں بھی اعتبار ہے، چنانچہ جب نماز پڑھنے کا ارادہ ہو، تو ایسی نجاست کا دھونا واجب ہے، اور بلا اشد ضرورت کے ایسی نجاست بدن اور کپڑے میں لگانا حرام ہے۔

(۳) نجاست حکمیہ ایسی نجاست ہے کہ صرف عقل کے ذریعہ معلوم ہوتی ہے اور وہم کو اس میں دخل نہیں اور یہ

نجاست چند طرح کی، مختلف طور پر ہے، بعض ایسی نجاست ہے کہ اس وقت عقل سے معلوم ہوتی ہے کہ جب عقل شرع کے نور سے منور ہو جائے اور وہ نجاست حکمیہ ہے، مثلاً حدث، منی، حیض اور نفاس کا خون نکلنے سے وہم کے ذریعہ سے نہیں معلوم ہوتا ہے، بلکہ جب عقل شرع کے نور سے منور ہوتی ہے، تو اس وقت عقل کے ذریعہ سے نجاست معلوم ہوتی ہے، جو وجدانیات کی حالت ہے کہ اس وقت انسان کو اس نجاست سے اسی قدر نفرت ہوتی ہے، جس قدر نجاست حقیقیہ سے نفرت ہوتی ہے، بلکہ اس سے بھی زیادہ تنفر ہو جاتا ہے۔

بعض نجاستیں ایسی ہیں کہ عقل کے ذریعہ بھی معلوم نہیں ہوتیں، بلکہ جب ملائکہ کے ساتھ اختلاط ہوتا ہے اور ان کی مصاحبت کا اتفاق ہوتا ہے، تو اس وقت عقل کے ذریعہ سے وہ نجاست معلوم ہوتی ہے، جیسے کذب اور غیبت اور چغلی کی نجاست ہے، اور اسی طرح کی نجاست بعض اخلاق ذمیمہ کی بھی ہے کہ ایسے اخلاق بعض نفس میں ہوتے ہیں، چنانچہ صحیح حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے، تو اس کی بدبو کی وجہ سے فرشتے اس شخص کے پاس سے دور چلے جاتے ہیں، اور اسی طرح یہ سب نجاسات ہیں، یعنی شراب اور مسکرات کی نجاستیں اور سود کے روپیہ کی نجاست اور زانی اور زانیہ کی نجاست، نجاست کی یہ قسم درحقیقت طبقہ ثانیہ سے یعنی نجاست روحانیہ ہے، لیکن چونکہ اس کی تاثیر اعمال و اخلاق میں ہوتی ہے، اس سے وجہ سے جب وہ اعمال اور اخلاق بدن کے ساتھ معلق ہوتے ہیں اور ملائکہ کے ساتھ مصاحبت ہوتی ہے، تو اس کا اثر بدن میں بھی معلوم ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کے تناول فرمانے سے پرہیز فرماتے تھے، کہ اس میں بقولات لہسن اور پیاز وغیرہ جیسی چیزیں ہوتیں، اور اگر کسی محل میں کوئی ایسی چیز حاضر کی جاتی، تو اپنے صحابۂ کرام رضوان اللہ اجمعین کو فرماتے کہ تم کھاؤ، اس واسطے کے میں اس کے ساتھ مخاطب ہوتا ہوں کہ تم اس کے ساتھ مخاطب نہیں ہوتے۔

(۴) چوتھا طبقہ نجاست کا نجاست روحی ہے، اس کی قسموں میں سب سے زیادہ قبیح شرک ہے اور یہ نجاست کسی طرح عقل کے ذریعہ سے دریافت نہیں ہوسکتی، اور چونکہ طبقات نجاست کے مختلف ہیں، اس وجہ سے ہر طبقہ کے بارے میں حکم بھی علیٰحدہ ہے۔

طبقہ اولیٰ کی نجاست کے بارے میں حکم یہ ہے کہ سب خاص و عام پر واجب ہے، کہ ہر جگہ ہر وقت اس سے پرہیز کریں، البتہ بوقت ضرورت معاف ہے، مثلاً رعاف دائم ہو، یا ایسا ہی اور کوئی عذر ہو۔

اور طبقہ ثانیہ کی نجاست کے بارے میں حکم ہے کہ خاص اذکیاء صاحبان شرف پر واجب ہے، کہ اس سے پرہیز کریں، مثلاً صدقہ کا مال بنی ہاشم کے حق میں حرام ہے، دوسروں کے حق میں حرام نہیں، اور مثلاً روزہ کی حالت میں فساق کے ساتھ اختلاط رکھنا، اور اسی قبیل سے روزہ کی حالت میں غیبت اور کذب بھی ہے۔

نجاست کے طبقہ ثالثہ کے بارے میں حکم یہ ہے کہ کسی پر واجب نہیں، کہ اس سے پرہیز کرے، بلکہ اس کا حکم صرف

مسجد حرام کے بارے میں علیٰحدہ ہے، کہ وہ قبلہ نماز کا ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کو خصوصیت ہے، اور امام مالک رحمہ اللہ نے باقی سب مساجد کو بھی مسجد حرام پر اس بارے میں قیاس کیا ہے، اور حکم دیا ہے کہ سب مساجد میں بھی مشرکین کا جانا منع ہے، لیکن جمہور کے نزدیک مسجد حرام اور دوسری مساجد میں فرق ہے، اس واسطے کہ اور مساجد بمنزلہ خلیفۂ مسجد حرام کے ہیں، اور بمنزلہ اس کے ظل کے ہیں، اور مسجد حرام اس امر میں اصل ہے کہ قبلہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کو خصوصیت ہے، تو مسجد حرام کا خاص مرتبہ ہے کہ وہ مرتبہ دوسری مساجد کا نہیں، اور اگر اس کی زیادہ توضیح منظور ہو، تو لحاظ کرنا چاہیے کہ سب زمین اللہ تعالیٰ کی ہے، اور اسی وجہ سے شارع نے فرمایا ہے:

"جعلت لی الأرض مسجدًا وطهورًا فأيما رجل من أمتی أدركته الصلوٰة فليصلّ". (۱)

یعنی: زمین ہمارے لیے سجدہ کی جگہ اور پاک بنائی گئی ہے، تو میری امت کے ہر شخص کے لیے حکم ہے کہ جب نماز کا وقت آجائے، تو وہ نماز پڑھے۔

لیکن چونکہ زمین میں بندہ کا دعویٰ ملکیت کا ہوتا ہے، اس واسطے سب زمین کا خالصاً للہ ہونا محل اشتباہ ہوا، تو ضرور ہوا کہ زمین کا بعض حصہ علیٰحدہ کر دیا جائے، تا کہ وہ خالصاً للہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے مقرر کر دیا جائے، اسی کو مسجد کہتے ہیں، تو ایسے مواضع اس کے مالک کی تخصیص کرنے سے خالصاً للہ ہوتے ہیں، ایسا نہیں کہ خاص اللہ تعالیٰ کے لیے مواضع خاص کر دیئے ہوں کہ خالصاً للہ ہوں اور مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ کو خاص اللہ تعالیٰ نے مخصوص فرما دیا ہے کہ وہ خالصاً للہ ہیں، تو جس قدر مواضع کی نسبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے، ان سب میں یہ دونوں مسجد افضل ہیں، بلاتشبیہ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی اقلیم کا کوئی بادشاہ ہو، تو کہا جائے گا کہ وہ سب اقلیم اس بادشاہ کی ہے، اور اس اقلیم کے سب مواضع کی نسبت بالتسویہ اس کی طرف ہوگی، پھر بعض مواضع کی تخصیص اس بادشاہ کے ساتھ ہو جائے، مثلاً ہر شہر اور ہر قصبہ اور ہر قریہ میں، اگر حکام کے اجلاس کے لیے ہو، تو گویا اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نزدیک عام مساجد میں۔

مثلاً بعض مواضع کو خاص سلطان بذاتہ اپنے لیے مخصوص کرے، مثلاً قلعہ کہ دار الخلافہ ہو، تو جو لوگ بادشاہ کی طرف متوجہ ہوں گے، گویا وہ جگہ ان لوگوں کے لیے مخصوص بمنزلہ قبلہ کے ہوگی، اسی طرح مسجد حرام اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہے، اور اسی وجہ سے اس کے گرداگرد حرم قرار دیا، کہ وہاں منع ہے کہ شکار کیا جائے، یا کوئی دشمن قتل کیا جائے، اور حکم ہے کہ جب وہاں جانا چاہیے، تو زینت اور خوشبو وغیرہ جو اشیا احرام میں ممنوع ہیں، اس سے پرہیز کرے، اور سلاطین کا معمول ہے کہ ان کی رعایا سے جب کوئی شخص جرم کرتا ہے، تو اس کو سزا دیتے ہیں، اور جب کوئی ایسا جرم عظیم کرتا ہے کہ اس کا قیاس کسی دوسرے جرم پر نہیں ہوسکتا، تو اس کو منع کر دیتے ہیں کہ سلطان کے حرم میں یا دربار خاص میں نہ آنے پائے۔ ایسا ہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشرک ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کی نجاست اس میں ہے، تو اللہ تعالیٰ نے اس کو منع

(۱) بخاری باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم جعلت لی الأرض مسجداً، کتاب الصلوٰۃ، حدیث نمبر ۴۱۹، انیس

فرمادیا کہ بیت اللہ الحرام نہ آئے، اس واسطے کہ بیت اللہ الحرام کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص خصوصیت ہے اور جو خصوصیت مسجد حرام کو ہے دوسری مساجد کو نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ عزیزی اردو، مطبع سعید کمپنی لاہور: ۴۵۹ تا ۴۶۲)

مشرکین و کفار کے اعضا ناپاک نہیں ہیں:

سوال: (۱) کیا مشرکین اور کفار کے جسموں کو ناپاک کہنا چاہئے یا ان کی ناپاکی اعتقاد کے لحاظ سے ہے؟

مشرکین کے جوٹھے سے وضو وغسل جائز ہے یا نہیں:

سوال: (۲) اگر ان کی نجاست بدنی ظاہری زائل ہوجائے، تو ان کے جوٹھے پانی سے، وضو اور غسل جائز ہے یا نہیں؟

پاک پانی مشرکین کو پاک کرسکتا ہے یا نہیں:

سوال: (۳) کیا طاہر ومطہر پانی، مشرکین اور کفار کے جسموں کو، جن میں وہ ادنیٰ درجہ کے لوگ بھی داخل ہیں، جن کو بھنگی و چمار وغیرہ کہتے ہیں، پاک کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) "إِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ" میں اعتقادی نجاست مراد ہے، ظاہر میں ان کا بدن دھونے سے پاک ہوجاتا ہے۔

(۲) اور ان کا جوٹھا پاک ہے، اس سے غسل اور وضو درست ہے۔

(۳) اور پاک پانی ان کو پاک کرسکتا ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۳۵۰۔۳۵۱)

بھنگی کو چھونے کا حکم:

سوال: ایک شخص نے ایک حلال خور (بھنگی، مہتر) کو چھولیا، جب کہ وہ کام سے فارغ ہوکر جارہا تھا اور غسل کیا تھا، کیا ایسی حالت میں اس شخص پر غسل واجب ہوگا؟

(۱) (ویعتبر سؤر بمسئر الخ فسؤر آدمی مطلقاً) ولو جنباً أو کافراً الخ (طاهر)، (درمختار). (قوله أو کافراً) لأنه علیه الصلوٰة والسلام أنزل بعض المشرکین فی المسجد علٰی ما فی الصحیحین، فالمراد بقوله تعالٰی "إِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ" النجس فی اعتقادهم ولایشکل نزح البئر به لوأخرج حیاً لأن ذلک لما علیه فی الغالب من النجاسة الحقیقیة والحکمیة کما قدمناه. (ردالمحتار، مطلب فی السؤر: ۱/ ۲۰۵، ظفیر)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

حلال خور کو چھونے سے نہ غسل واجب ہے نہ وضو، ہاں اگر اس کے بدن پر ناپاکی تر لگی ہوئی ہو، اور چھونے سے وہ ہاتھ کو یا کپڑے کو لگ جائے، تو اس ناپاکی کو دھونا ضروری ہوگا، اور اگر خشک ناپاکی ہو، تو کچھ ضروری نہیں۔ واللہ اعلم

۲۶ / ربیع الثانی ۱۳۴۰ھ (امداد الاحکام، جلد اول، ص ۳۹۳، ۳۹۴)

جس استرہ سے کافر کی حجامت بنائی گئی، کیا وہ ناپاک ہو گیا:

سوال: ایک حجام، جس کی دوکان میں مسلم غیر مسلم، سبھی حجامت بنواتے ہیں، ایک ہی استرہ مسلم اور غیر مسلم دونوں کیلئے استعمال کیا جاتا ہے، تو مسلمان اگر وہاں حجامت اور خط بنوائے، تو کیا اس کو اپنا سر اور چہرہ وغیرہ ناپاک تصور کر کے، تین مرتبہ دھونا ضروری ہوگا یا بہتر ہوگا؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

محض اتنی بات سے تو سر اور چہرہ ناپاک نہیں ہوتا، البتہ اگر استرہ پر خون لگا ہوا ہے اور چہرہ یا سر پر لگ جائے، تو ضرور ناپاک ہو جائے گا۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند، ۲۴/ ۱۰/ ۸۵ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۲۴/ ۱۰/ ۸۵ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۸۱/۵)

کافر پاک ہے یا ناپاک اور اس کا پکایا ہوا، یا ہاتھ لگایا ہوا، کھانا کیسا ہے:

سوال: کافر نجس ہے یا طاہر ہے۔ اگر نجس ہے تو اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا، یا ہاتھ لگایا ہوا، پاک ہے یا ناپاک۔ اگر پاک ہے، تو کس دلیل سے پاک ہے، اور اس کے ہاتھ کی پکائی ہوئی چیز کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

کافر باعتبار عقائد باطنیہ کے نجس ہے، جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

"إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ".(۲)

قال الشامي: فالمراد بقوله تعالىٰ: "إِنَّمَا الْمُشْرِكُونَ نَجَسٌ" النجاسة في اعتقادهم، الخ".(۳)

---

(۱) "قال أبو يوسفؒ في المحتجم: لايجزئه أن يمسح الدم عن موضع الحجامة حتى يغسله". قال الحاكمؒ: رُوِيت عن أبي حفص عن محمد بن الحسن رحمهم الله أنه إذا مسحه بثلاث خرق رطاب نظاف، أجزأه". (المحيط البرهاني: ۲۳۲/۱، الفصل السابع في النجاسات وأحكامها، غفارية)

(۲) سورۃ التوبہ: ۲۸۔

(۳) رد المحتار، فصل في البئر، مطلب في السؤر: ۳۳۹/۱، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند

پس معلوم و محقق ہوا کہ نجاست کافر کی باعتبار اعتقاد کے ہے، نہ کہ باعتبار ظاہر کے۔ تو اگر اس کے ہاتھ پر کوئی نجاست ظاہر نہ ہو، تو اس کے ہاتھ کا پکایا ہوا، یا ہاتھ لگایا ہوا، کھانا پاک ہے اور درست ہے۔(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کفار کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا، تناول فرمایا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۲۰، ۳۲۱)

اچھوتوں کا تیار کیا ہوا کھانا:

سوال: انجمن خدام اسلام، جگراؤں کے زیر اہتمام، ایک تبلیغی ہفتہ، اوائل ستمبر میں منایا گیا، جس میں علمائے کرام میں سے ایک نے اسلامی مساوات پر تقریر کرتے ہوئے کہا، کہ اسلام سب بنی نوع انسان کو یکساں سمجھتا ہے، حتیٰ کہ ایک مسلمان ایک کافر کا جوٹھا کھا پی سکتا ہے، بلکہ اپنے دین کو ضرر پہنچائے بغیر ان کے گھر کا بھی کھا پی سکتا ہے، اچھوتوں میں سے ایک نے جو سب اجلاسوں میں حاضر رہا، اور جو مائل بہ اسلام تھا،...... اس دعوے کی صداقت کو آزمانے کے لئے، علما و دیگر معززین کی دعوت کر دی، جو قبول کر لی گئی، کھانا تیار کرنے میں یہ اہتمام مدنظر تھا، کہ مسلمان سے گوشت خریدنے کے بعد مسلمان ہی پکائے، چنانچہ بریانی مسلمان نائی نے پکائی، اور حلوا اچھوتوں نے تیار کیا، البتہ کھانا مہمانوں کے آگے رکھنے والے اچھوت تھے، علما و اکابر کے اس فعل پر جو محض بنظر تالیفِ قلوب و بمقصد تبلیغ، اس طور سے عمل میں لایا گیا کہ کھانا کھانے سے قبل محاسنِ اسلام پر ایک مبسوط تقریر اسی اچھوت کے گھر کی گئی، اور اس میں دعوت اسلام دی گئی، بعض معاندین نے بفحوائے "**اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا**" (۲) بطور استدلال پیش کیا، اور مشہور اہل سنت کا متفقہ مذہب، کہ ان کے بدن نجس نہیں، اعتقادات نجس ہیں، نظر انداز کر دیا گیا، اس شور و غل کی وجہ سے بہت سے اچھوت جو دائرۂ اسلام کے بہت قریب آ گئے تھے، اب خاموش ہو گئے ہیں۔ آپ از روئے شریعت ظاہر فرما دیں کہ طرفین میں سے کون حق پر ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اسلامی اصول کے بموجب کافر و مشرک کا بدن نجس نہیں، (۳) بلکہ جب بدن پر کوئی نجاست نہ ہو، تو بدن پاک ہے اور ان کے ہاتھ کا کھانا، کھانا بھی جائز ہے، اور تبلیغی مقصد کے پیش نظر جن مسلمانوں نے اچھوتوں کے ہاتھ کا کھانا، کھایا وہ مستحق اجر ہیں۔ محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ (کفایت المفتی: ۲/۲۵۸-۲۵۹)

---

(۱) فی التتارخانية: من شک فی إنائه الخ فهو طاهر و كذا (أی طاهر) ما يتخذه أهل الشرک أو الجهلة من المسلمين كالسمن والخبز والأطعمة والثياب. (رد المحتار، قبيل أبحاث الغسل: ۱/۲۵۴، مطبوعہ دار الکتاب دیوبند)

كذا فی فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۳۷

(۲) سورة التوبة: ۲۸.

(۳) ردالمحتار، فصل فی البئر، مطلب فی السؤر: ۱/۲۰۵

چوہڑے کے ہاتھ کا کھانا کھانا:

سوال: ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب کچھ عرصہ سے فقہ شریف کا مسئلہ اپنی وعظوں میں اس طرح بیان فرماتے رہے ہیں، کہ کافر کا جوٹھا پاک ہے، چوہڑے بھی ہندوؤں کے مانند ہیں۔ لہذا چوہڑوں کا کھانا بھی جائز ہے، چنانچہ اب کی وعظ پر یعنی کل ۹/۶ ۳۷/۷ء کو ایک چوہڑے نے، جو کہ اپنے آپ کو مذہبی سکھ کہلا رہا ہے، اس نے مولوی صاحب کی معہ چند احباب دعوت کر دی۔ مولوی صاحب نے نہایت خوشی سے بے چوں و چرا منظور فرمالی، اور بوقت روانگی یعنی جب دعوت کھانے کے لئے جانے پر تیار ہوئے اس وقت نعرہ اللہ اکبر بلند آواز سے لگایا، بعدہ مولوی صاحب معہ ایک جماعت کثیر کے نعتیں پڑھتے ہوئے اس چوہڑے کے گھر پہنچے، اور چوہڑوں نے بدست خود ان کو کھانا اتارا، اور اپنے گھر کا پانی وغیرہ بھی پینے کو دیا، اور مولوی صاحب نے نہایت فراخدلی سے مع اپنے رفقا کے دعوت کو نوش فرمالیا۔

دعوت کے اہتمام کی کیفیت حسبِ ذیل ہے:

حلوے کو تو خود ان چوہڑوں نے اپنے گھر کے پانی وغیرہ سے تیار کیا، اور پلاؤ کو ایک حجام نے تیار کیا، حجام کہتا ہے کہ بجز پکانے کے، باقی سب کام پانی وغیرہ کا ڈالنا، غرضیکہ سب اہتمام ان چوہڑوں ہی کا رہا ہے، ہاں گوشت جو پلاؤ میں ڈالا گیا ہے، ان کے ہمراہ میں نے قصاب کی دکان سے خرید کیا تھا، جبکہ انہوں نے اپنے قبضے میں کرلیا، میں بازار چلا گیا، دو گھنٹے کے بعد میں بازار سے سودا سلف خرید کر کے جب ان چوہڑوں کے گھر پہنچا، تو میں نے ان کے گھر سے منگوا کر دیگ میں پکا دیا، عالیجاہا! ہم نہایت ہی ادب سے التماس کرتے ہیں کہ مولوی صاحب کے اس مسئلہ نے ہمارے یہاں ہر ایک مسلمان کے دل میں بے چینی پیدا کر دی ہے، لہذا معروض ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات (کے جوابات) سے آگاہی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

(۱) کیا فقہی کتب میں مذکور ہے، کہ کافر کا جوٹھا پاک ہے اور اس کے یہی معنی ہیں، جس پر مولوی صاحب نے عمل کیا ہے؟

(۲) کیا فقہاءِ عظام کے مسائل مستنبط من القرآن والاحادیث نہیں ہیں؟ اگر ہیں، تو کیا فقہاء عظام کے مسائل کی مطابقت قرآن مجید و احادیث شریف سے ضروری نہیں؟

(۳) اللہ جل جلالہٗ ایک جگہ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ ”مشرک تو نرے گندے ہیں“، اور دوسری جگہ فرماتا ہے کہ ”مسلمانو! تمہارے لئے اہل کتاب کا کھانا حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لئے حلال ہے“، کیا قرآن شریف کی ان آیات کی رو سے یہ نہیں پایا جاتا ہے کہ فقہائے کرام نے جو کافر کا لفظ بیان فرمایا ہے، اس سے اہل کتاب مراد ہیں جو کہ عیسائی، یہودی وغیرہ ہیں۔

(۴) کیا کفار کی دعوت کو قبول کرنا خلاف امر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے۔آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو مشکوٰۃ شریف میں فاسقین کی دعوت سے بھی منع فرماتے ہیں۔

(۵) ذبیحہ کا گوشت جو تقریباً دو گھنٹے چوہڑوں کے گھر ان کے قبضے میں رہا، کیا شرع شریف ایسے گوشت کے کھانے کی اجازت دیتی ہے؟

(٦) اگر مولوی صاحب کی شرعاً اس میں کچھ گرفت ہو، تو ان کے متعلق حکم شرع تحریر فرمایا جائے؟

الجواب

مسئلہ شرعیہ فقہاء حنفیہ کے نزدیک یہی ہے کہ کافر کا بدن پاک ہے، جبکہ اس پر کوئی ظاہری نجاست نہ ہو، کافر کا جوٹھا بھی پاک ہے، پس اگر اس کا اطمینان کرنے کے بعد کہ کھانے میں کوئی ناجائز وناپاک چیز نہ تھی، اور پکانے والے اور کھلانے والوں کے ہاتھ بھی کسی نجاست سے ملوث نہ تھے، تو ان کے ہاتھ کے کھانے میں کوئی شرعی جرم نہیں ہے، اور اگر تبلیغی ضرورت یا اسلامی مساوات کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے ایسا کیا جائے، تو موجب اجر وثواب ہے آیت ''اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ''(۱) میں نجاست سے اعتقادی نجاست مراد ہے، نہ کہ جسمانی۔فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ دہلی (کفایت المفتی:۲/۲۵۹،۲۶۰)

چماروں اور بھنگیوں کے ہاتھ کا کھانا یا پانی استعمال کرنا کیسا ہے:

سوال: بعض مسلمان، عیسائیوں، چماروں، بھنگیوں وغیرہ کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا، یا ان کے ہاتھ کا پانی، استعمال نہیں کرتے، خواہ (وہ) اپنا جسم ولباس پاک وصاف رکھیں۔برخلاف اس کے بعض ہندو اقوام، مثلاً: برہمن، راجپوت، مہاجن، مالی، بڑہی، کمہار وغیرہ کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا، یا ان کے ہاتھ کا پانی، استعمال کرتے ہیں۔ان مسلمانوں کا یہ فعل از روئے قرآن وحدیث جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب

شریعت مطہرہ نے غیر مسلم کے بدن کو پاک قرار دیا ہے، خواہ وہ بھنگی ہو یا چمار، یا کوئی اور کام کرنے والا ہو، اس میں کسی ذات یا پیشہ کی تخصیص نہیں۔(۲) ہاں! بھنگی یا چمار یا ایسے لوگ جو نجاست کے کاموں میں رہتے ہیں، ان کا بدن یا لباس ظاہر کے لحاظ سے اکثر ناپاک رہتا ہے، اس لیے اس ناپاکی کے غلبۂ ظن کی بنا پر، ان کا حکم ایسے لوگوں سے مختلف ہے، جو نجاست سے ایسا تعلق نہیں رکھتے ہیں، مگر جب کسی بھنگی یا چمار کو نہلا دھلا کر پاک وصاف

(۱) سورۃ التوبۃ:۲۸.

(۲) اس لیے کہ کافر باعتبار عقائد باطنیہ نجس ہے، باعتبار ظاہر نہیں۔انیس

کرلیا جائے، تو اس کے ہاتھ کی چیز اور کسی برہمن کے ہاتھ کی چیز میں، کوئی فرق نہیں رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی:۲/۲۵۶۔۲۵۷)

ہندو کے ہاتھ کا پکایا ہوا کھانا درست ہے یا نہیں:

سوال: ہندو کے ہاتھ کا، یا اس کے یہاں کا کھانا پکایا ہوا، کھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

درست ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۰۴)

ناپاک لوگوں کے ہاتھ کا بنا ہوا گڑ وغیرہ استعمال کرنے کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ گاؤں وغیرہ میں جو راب پکتی ہے، اور گڑ وغیرہ بنتا ہے، تو اس میں کام کرنے والے چمار وغیرہ ناپاک ترین ہوتے ہیں، مٹکے میں راب یہی قوم بھرتی ہے، اور گڑ کی بھیلی بناتی ہے، غرض یہ ہے کہ ان کے ہاتھ خوب طرح ڈوبتے ہیں پس راب وگڑ وغیرہ کھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

اس راب وگڑ وغیرہ کا کھانا درست ہے شرعاً، اس کی دلیل شرع سے (یہ ہے) کہ اگر ان کے ہاتھ نجاست میں ڈوبے ہوں، اور وہ کڑاہی یا مٹکے وغیرہ میں ہاتھ ڈالیں، تو اب یہ ہاتھ اس کڑاہی یا مٹکے میں پڑنے سے پاک ہوگئے، اب جس شئ میں ہاتھ ڈالیں نجس نہ ہوگی، رہے وہ مٹکے وغیرہ، جس میں نجس ہاتھ ڈالا تھا، وہ ناپاک ہے، لیکن چونکہ معلوم نہیں اور تمیز نہیں کہ وہ کون مٹکی ہے، تو اب تمام مٹکیاں کھانی حلال و درست ہوگئیں، ہاں لا ریب جس کو معلوم ہو کہ یہ وہی مٹکی ہے، تو اس (کیلئے) اس کی راب وگڑ درست نہیں ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
مجموعہ کلاں، ص:۱۳۵ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ:ص۳۶۹)

چمار کے چھونے سے یقین کے بغیر رس نجس نہیں ہوتا:

سوال: کولہو جو یہاں چلتے ہیں، اس میں سارا کاروبار چمار اپنے ہاتھ سے کرتے ہیں، یعنی رس کا نکالنا اور رس میں ہاتھ ڈالنا اور رس کا اپنے برتن میں فروخت کرنا۔ مسلمانوں کو ان کے ہاتھ کے چھوئے ہوئے رس کا لینا جائز ہے یا نہیں، یا وہ رس نجس ہے اور ناپاک ہے، علیٰ ہذا، پانی ان کے ہاتھ کا پاک ہے یا نجس ہے، ایسے پانی سے وضو کر کے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) قال محمدؒ: ویکره الأکل والشرب فی أوانی المشرکین قبل الغسل ومع هذا لو أکل أوشرب فیها قبل الغسل جاز، الخ. (عالمگیری مصری:۵/۲۵۸)

الجواب

جب تک یقین اس امر کا نہ ہو کہ چمار کے ہاتھ نجس ہیں، حکم نجاست، رس پانی وغیرہ پر نہیں ہوگا۔(۱) پس صورت موجودہ میں خریدنا رس کا، مسلمانوں کو اور استعمال کرنا اس کا، درست اور حلال ہے، علی ہذا، پانی بھی پاک ہے۔ نماز وغیرہ درست ہے۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ عزیز الرحمٰن دیوبندی عفی عنہ، مفتی مدرسہ عالیہ عربیہ، دیوبند

الجواب صحیح: بندہ محمود عفی عنہ، مدرس اول مدرسہ عالیہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص۲۴۶)

چمار نے جوتا بھگو کر سیا، پاک رہا یا نہیں:

سوال: ہندو چمار سے جوتا ٹکوایا، نہ معلوم طاہر پانی تھا یا نجس، اور جوتا پاک تھا، تو اب جوتا دھویا جاوے یا پاک ہے؟

الجواب

وہ جوتا پاک ہی سمجھا جاوے گا، کیونکہ شبہ سے ناپاکی کا حکم نہیں کیا جاتا۔(۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۲۷)

غیر مذہب بھنگی کے ساتھ کھانا اور مسجد میں جھاڑو دلوانا:

(۱) ایک غیر مذہب بھنگی کے ساتھ مسلمان کو کھانا، کھانا ایک پلیٹ میں کیسا ہے؟

(۲) ایک غیر مذہب بھنگی کو بلا کر مسجد میں جھاڑو دلوانا کیسا ہے؟

الجواب

(۱) اسلام کا اصول یہ ہے کہ انسان کا بدن پاک ہے، خواہ وہ مسلمان ہو یا غیر مسلم، اس میں بھنگی اور چمار کا بھی سوال نہیں ہے۔ سوال میں غیر مذہب بھنگی کی تصریح کی گئی ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر غیر مسلم بھنگی کو نہلا دھلا کر اس کا بدن اور ہاتھ پاک وصاف کر لیا جائے، تو اس کے ساتھ ایک برتن میں کھانے والا محض اس بنا پر کہ غیر مذہب کے ساتھ کھایا ہے، ناپاک کھانے یا حرام کھانے کا مرتکب قرار نہ دیا جائے گا۔ کیوں کہ اس مفروضہ صورت میں اس کے ہاتھ پاک کرا لئے گئے ہیں، رہی یہ بات کہ اس نے غیر مذہب اور بھنگی کو اپنے ساتھ کھانے میں شریک کیوں کیا، تو یہ بات مختلف حالات اور مختلف مصالح کے لحاظ سے بدل سکتی ہے، اگر کوئی معقول وجہ اپنے ساتھ کھلانے کی ہو، تو پھر کوئی

(۱) فلو علم نتنه بنجاسة لم يجز ،ولو شک فالأصل الطهارة. (الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار ،باب المياه،قبيل مطلب فی أن التوضی من الحوض الخ: ۱/۱۷۱،انیس)

(۲) رد المحتار ، فصل في البئر ،مطلب في السؤر : ۱/ ۲۲۲ . بيروت،انیس

(۳) الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار ،باب المياه،قبيل مطلب فی أن التوضی من الحوض الخ: ۱/۱۷۱،ظفیر

الزام اور اعتراض نہیں، اور اگر کوئی معقول وجہ نہ ہو، تو بلا وجہ غیر مسلموں کے ساتھ کھانے پینے کے تعلقات قائم کر لینے کا الزام ہوگا، مگر ناپاک یا حرام کھانے کا الزام نہ ہوگا۔

(۲) احاطۂ مسجد میں نماز کی جگہ کے علاوہ، باقی جگہ میں بھنگی سے جھاڑو دلوائی جائے، تو کوئی حرج نہیں، اور اگر بھنگی کے پاؤں اور بدن پاک ہونے کا یقین ہو، تو نماز کی جگہ میں بھی، اس سے جھاڑو دلوائی جاسکتی ہے، کیوں کہ انسان کا بدن فی حد ذاتہ اسلامی اصول کے لحاظ سے پاک ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی: ۲/۲۵۷)

کورنگی سے مسجد میں پانی بھروانے کا حکم:

سوال: کورنگی سے مسجد میں پانی بھروانا کیسا ہے؟ اور پانی بھرنے میں اس کے بدن سے پسینہ گرتا ہے، اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــ حامداً و مصلیاً و باللّٰہ التوفیق

پسینہ آدمی کا پاک ہے، خواہ کافر ہو خواہ مسلم، لہٰذا کورنگی کا پسینہ گرنے سے پانی میں کچھ نقصان نہیں، بلا کراہت اس کا استعمال جائز ہے۔(۲) فقط، واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔ (مرغوب الفتاویٰ: ۲/۳۵)

ناپاک آدمی قبرستان میں جاسکتا ہے یا نہیں:

سوال: ناپاک آدمی قبرستان میں جاسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــ حامدًا و مصلیاً

قبرستان میں جانے کے لئے طہارت شرط نہیں، لیکن ناپاکی کی حالت میں قبرستان جانا بہتر نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاوی، جلد سوم، صفحہ ۴۸)

ناپاک آدمی جنازہ کو کندھا دے سکتا ہے یا نہیں:

سوال: اگر کوئی ناپاک شخص جنازہ کو کندھا دینا چاہے تو کیسا ہے؟

---

(۱) رد المحتار، فصل فی البئر، مطلب فی السؤر: ۱/ ۲۲۲. بیروت، انیس

(۲) وعرق کل شیء معتبر بسؤره وسؤر الآدمي وما يؤكل لحمه طاهر. (الهداية: ج ۱ ص ۲۸)

(فسؤر آدمی مطلقاً) ولو جنباً أو كافراً الخ (طاهر)...(و) حكم (عرق كسؤر). (الدر المختار شرح تنوير الابصار وجامع الابحار: ج ۱ ص ۳۸۱، باب المياه قبل التيمم)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

جنازہ کو کندھا دینے کے لئے پاک ہونا شرط نہیں ہے، لیکن ایسا کرنا مناسب نہیں، آخرت کے مسافر کو اس کی شان کے ساتھ رخصت کرنا چاہئے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

حررہ العبد حبیب اللہ القاسمی۔ (حبیب الفتاوی، جلد سوم، صفحہ ۴۸ و ۴۹)

حالتِ جنابت کا پسینہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: گرمی کے ایام میں، اگر حالت جنابت میں پسینہ آجاوے، تو اُس سے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

جنبی کا پسینہ ناپاک نہیں ہے۔ (۱) اس پسینہ سے کپڑا ناپاک نہیں ہوتا۔ (۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۲۳) ☆

جنبی کا پسینہ پاک ہے، لیکن اگر اس کے بدن پر نجاست ہو تو:

سوال: جنبی کو پسینہ آیا تو کپڑے پاک رہے یا ناپاک، یا بدن کو پیشاب لگا ہوا ہے اور پسینہ آیا تو کپڑا پاک رہا یا نہیں؟

---

(۱) لعاب ہی کی طرح انسان کا پسینہ بھی پاک ہے، چاہے یہ پسینہ مرد کا ہو یا عورت کا، بالغ کا ہو یا نابالغ کا، جنبی کا ہو یا حیض ونفاس والی عورت کا، البتہ اگر بدن پر نجاست پیشاب یا شراب اور دوسری نجس چیز لگی ہو، تو اس کے اثر سے پسینہ بھی ناپاک ہوگا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۱/۲۲۲، ردالمحتار: ۱/۲۲۲)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن کا پسینہ بعض صحابہ نے جمع کیا تھا، اور اپنے مرنے کے وقت یہ وصیت کی تھی کہ ان کے بدن پر اسے لگایا جائے۔ (صحیح بخاری واقعہ انس بن مالک)۔ (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۵۳۔ انیس)

(۲) (فسؤر آدمی مطلقاً) ولو جنباً أو كافرًا الخ (طاهر) الخ (و) حكم (عرق كسؤر). (الدر المختار على صدر ردالمحتار، مطلب في السؤر: ۱/۲۰۵، ظفیر)

☆ حالتِ جنابت کا پسینہ:

سوال: حالت جنابت کا پسینہ اگر کپڑوں کو لگ جائے، تو ان سے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــ وباللہ التوفیق

اگر نجاست حقیقیہ کے ساتھ مخلوط نہ ہو تو درست ہے۔ ((فسؤر آدمي مطلقاً) ولو جنباً أو كافراً أو امراة الخ (ومأكول لحم) الخ (طاهر الفم)...... (طاهر) الخ (و) حكم (عرق كسؤر) الخ. (الدر المختار: ۱/۲۲۲۔۲۲۸، مطلب في السؤر، سعيد. فتاویٰ عالمگيريه: ۱/۲۳، مسائل الآبار، رشيديه، البحر الرائق: ۱/۲۲۱، رشیدیہ) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ ماہنامہ نظام کانپور، جولائی ۱۹۶۵ء

(فتاویٰ محمودیہ: ۵/۱۱۳)

الجواب

جنبی کا عرق پاک ہے، اور ناپاک نجاست سے بدن آلودہ ہوا اور عرق بہتا ہوا نکلا جس سے کپڑا تر ہو کر بدن کو لگے، تو کپڑا ناپاک ہو جائے گا۔(۱)

بدست خاص، سوال: ۲۷۔(باقیات فتاویٰ رشیدیہ:۱۳۲)

نجس بدن پر پسینہ آئے، تو وہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: نجس بدن کو اگر خشک ہونے کے بعد پسینہ آیا، تو وہ پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

اس کو فقہا نے پاک لکھا ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۴۴)

گندے بچے کا پسینہ پاک ہے یا نہیں:

سوال: بچہ ہر وقت پیشاب کرتا ہے، اور اس میں رگڑتا ہے، اس کو ہر وقت دھونا ضرر کرتا ہے، پس اس کا بدن سوکھنے کے بعد جو پسینہ آوے وہ پاک ہے یا نہ؟

الجواب

جبکہ اس کے بدن پر بھی کپڑا ہو اور اُس بچہ کو پسینہ آوے، تو اس بچہ کے اٹھانے والے کے کپڑے ناپاک نہ ہوں گے۔(۳)(فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۵۹۔۳۶۰)

شرابی کے پسینہ کا حکم:

سوال: ہمارے یہاں ایک مولوی صاحب نے شرابی کے بارے میں کہا کہ کافر اور جنب کا پسینہ پاک ہے، لیکن شرابی کا پسینہ نجس ہے، اسی طرح اس کے بدن کے اجزا بھی نجس ہیں، اور اسی لیے شرابی کے لیے صاف حکم ہے کہ شرابی نماز نہ پڑھے، کیوں کہ شرابی کی نماز مقبول نہیں، تو براہ مہربانی اس مسئلہ کا حکم کیا ہے؟ بینوا تو جروا۔

(المستفتی فضل اکبر جلبئی، صوابی۔۲۰/۲/۱۹۶۹ء)

---

(۱) رد المحتار، فصل في البئر، مطلب في السؤر:۱/۲۲۲، بیروت، انیس

(۲) (فسؤر آدمي مطلقاً)ولو جنباً أو كافراً أو امراة الخ (طاهر) الخ(و)حكم (عرق كسؤر)الخ . (و)حكم (عرق كسؤر) (درمختار) أى العرق من كل حيوان حكمه كسؤره لتولد كل منهما من اللحم. (رد المحتار، فصل في البئر، مطلب في السؤر:۱/۳۸۹، مطبوعه زكريا ديوبند، ظفير)

(۳) رد المحتار، فصل في البئر، مطلب في السؤر:۱/۲۲۲، بیروت، انیس

الجواب

شرابی کا پسینہ نجس ہونا اور ناقض وضو ہونا، مرجوح قول ہے اور شرابی کے لیے نماز نہ پڑھنے کا حکم غلط ہے، **فليراجع إلىٰ رد المحتار: جلد۵ ص ٦٤٠. (۱) فقط** (فتاویٰ دیوبند پاکستان، المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ جلد دوم: ص ۱۲۳)

آدمی کی رال پاک ہے:

سوال: آدمی کے منھ سے جو رال آتی ہے، وہ پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

منھ سے جو رال آتی ہے، وہ پاک ہے۔

"كماء فم النائم فإنه طاهر مطلقاً، به يفتىٰ، بخلاف ماء فم الميت فإنه نجس" الخ. (۲) فقط واللہ اعلم

(فتاویٰ دار العلوم: ۳۰۹/۱)

(۱) قال العلامة الحصكفي: " (عرق مدمن الخمر خارج نجس)......(وكل خارج نجس ينقض الوضوء)......(فينتج) أن (عرق مدمن الخمر ينقض الوضوء)، لكنه يحتاج لإثبات الصغرىٰ، الخ.

قلت: قال شيخنا الرملي حفظه الله تعالىٰ: كيف يعول عليه وهو مع غرابته لايشهد له رواية ولا دراية، أما الأولىٰ فظاهر إذ لم يروعن أحد ممن يعتمد عليه، وأما الثانية فلعدم تسليم المقدمة الأولىٰ، ويشهد لبطلانها مسئلة الجدى إذا غذى بلبن الخنزير فقد علوا حل أكله بصيرورته مستهلكاً لايبقى له أثر، فكذلك نقول في عرق مدمن الخمر، ويكفينا في ضعفه غرابته، الخ. (الدر المختار)

وقال ابن عابدين: (قوله ويكفينا في ضعفه غرابته الخ): قال الرملي أيضاً في حاشية المنح، وتقدم في كتاب الأشربة عن المحقق ابن وهبان أنه لاتعويل ولا التفات إلىٰ كل ما قاله صاحب القنية مخالف للقواعد مالم يعضده نقل من غيره، ولم ينقل عن أحد من علمائنا المتقدمين والمتأخرين أن عرق مدمن الخمر ناقض للوضوء. (الدر المختار مع رد المحتار: جلد۵ ص۵۱٦، مسائل شتىٰ، قبيل كتاب الفرائض)

(۲) الدر المختار علىٰ رد المحتار، نواقض الوضوء: ۲۳۹/۱، مطبوعه دار الكتاب ديو بند، قبيل مطلب في حكم كي الحمصة.

لعاب النائم طاهر سواء كان من الفم أو منبعثاً من الجوف عند أبي حنيفة ومحمد وعليه الفتوىٰ وأما لعاب الميت فقد قيل إنه نجس، هكذا في السراج الوهاج. (عالمگیری مصری، باب في النجاسة، فصل ثاني: ۴۳/۱ ظفیر)

أبوهريرةؓ: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم حامل الحسين بن علي علىٰ عاتقه ولعابه يسيل عليه. للقزويني. (جمع الفوائد، النجاسات: ۸۳۔ انیس)

منہ کی رال پاک ہے:

سوال: سوتے وقت منہ سے رال جو بعض شخص کے جاری ہوتی ہے، زید کہتا ہے کہ اس سے کپڑا پلید ہو جاتا ہے۔لہذا کپڑا ناپاک ہوتا ہے یانہیں؟ (مرسلہ میانجی عبدالرحمٰن صاحب، سہنسپور، ضلع بجنور)

الجواب

یہ رال پاک ہے، کپڑا ناپاک نہیں ہوتا۔(۱) فقط

بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص ۲۴۵) ☆

ناک اور منھ کی رطوبت (سنک اور بلغم) کا حکم:

سوال: ناک یا منھ کی رطوبت رقیق یا غلیظ یعنی سنک وبلغم پاک ہے یا ناپاک ہے؟

الجواب

دونوں رطوبت بچہ وجوان کی پاک ہے۔فقط

بدست خاص سوال: ۱۴ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۳۶۲)

(۱) الفتاویٰ الهندية باب فی النجاسة، الفصل الثانی: ۱/۴۳، انیس

☆ **نیند کی حالت میں منہ سے نکلنے والے پانی کا حکم:**

سوال: میرے منہ سے حالتِ نیند میں بہت پانی نکلتا ہے، اور بسا اوقات وہ پانی میرے کپڑوں پر بھی لگ جاتا ہے، کیا اس سے کپڑے پلید (ناپاک) ہو جائیں گے یا نہیں؟

الجواب

زندہ آدمی کے منہ سے نکلنے والا پانی پاک ہے، اگر چہ حالتِ نیند میں پیٹ ہی سے کیوں نہ نکلے، البتہ مردہ شخص کے منہ کا پانی نجس ہے۔اس لئے خواب میں یا بیداری میں اگر لعابِ دہن یا منہ سے نکلنے والا پانی، کپڑوں پر لگ جائے، تو کپڑے ناپاک نہ ہوں گے۔

لما فی الهندية:" لعاب النائم طاهر سواء كان من الفم أو منبعثاً من الجوف عند أبی حنيفةؒ و محمدؒ وعليه الفتویٰ و أما لعاب الميت فقد قيل: إنه نجس". (الفتاویٰ الهندية: ج ۱ ص ۴۶، باب الأنجاس)

(قال الشيخ الدكتور وهبة الزحيليؒ: "عرفنا فی أنواع المطهرات فی الآدمی الميت قولين قول الحنفية: إنه نجس عملاً بفتویٰ بعض الصحابةؓ (ابن عباسؓ وابن الزبيرؓ) كسائر الميتات...... وأما الماء السائل من فم النائم وقت النوم فهو طاهر كما صرح الشافعيةؒ والحنابلةؒ" (الفقه الإسلامی و أدلته: ج ۱ ص ۱۶۶، الآدمی الميت ومايسيل من فم النائم) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۶۹)

گھوڑے کا پسینہ پاک ہے:

سوال: سنا ہے کہ گھوڑے کا پسینہ پاک ہے، جب کہ گھوڑا اپنے پیشاب اور لید میں ہمیشہ رات کو لیٹتا ہے، اور اکثر دفعہ گھوڑوں کے بدن پر رنگ لید کا بھی لگ جاتا ہے، تو فرمایئے گھوڑے کا پسینہ اس حالت میں کیسا ہے، پاک ہوا یا ناپاک؟ دوسرے، کوئی گھوڑے کو پاک کرنے کی غرض سے نہیں نہلاتا، فقط وقت سفر کھریرا جس کو کھرا بھی کہتے ہیں ،اس سے گھوڑے کے بدن کی میل مٹی اتاری اور اسباب بھیگا اور چھینٹ گھوڑے کے بدن سے تڑخ کر زید پر آئی، وہ پاک ہے یا ناپاک؟ آجکل برسات میں بڑی تکلیف رہتی ہے جواب مفصل فرمادیں؟

(۲) کسی قسم کی ناپاک چھینٹ گھوڑے کے کان میں اگر پڑ جائے، وہ کس طرح پاک ہوگی، جب کہ گھوڑا ذرا چھینٹ پڑنے پر گردن ہلا کر اس کو نکالنے کی کوشش کرتا ہے، اور کیونکہ قصداً کان میں پانی ڈالنے سے مرنے کا اندیشہ ہے، گھوڑے کے، اسی غرض سے پانی ڈالنا ممکن نہیں کافی طریقہ سے، کہ گھوڑا برداشت کرے۔

الجواب

کبیریؔ شرح منیہ ص ۱۸۷ میں ہے:

وقد سئل أبو نصر الدباس عمن يغسل الدابة فيصيبه من ذلک الماء الذی يسيل منها شئ أويصيبه من عرقها شئ؟ قال: لايضره، قيل له: وإن كانت أی ولو كانت قد تمرغت فی بولها وروثها؟ قال: إذاجف وتنا ثر وذهب عينه لايضره أيضاً وهذا يناسب ما اختاره الفقيه أبو الليثؒ، آه.

اس سے معلوم ہوا کہ گھوڑا وغیرہ جانور کا بدن اگر نجس ہو جاوے، تو خشک ہو کر کھریرا یا بدون کھریرا ہی وہ لید وغیرہ اتر جانے پر پاک ہو جاتا ہے، پس اس کے بعد اس کو پسینہ آوے، یا بارش وغیرہ میں بھیگ جاوے، تو سوار کے کپڑے وغیرہ ناپاک نہ ہوں گے۔(۱) اسی طرح کان میں جو نجاست لگ جاوے، اس کو دھونے کی ضرورت نہیں، بلکہ خشک ہو کر اتر جاوے گی، تو پاک ہو جاوے گا(۲)۔فقط

عبدالکریم گمتھلوی۔ الجواب صحیح: ظفر احمد عفی عنہ، ۱۹؍ذی الحجہ ۴۳ھ (امداد الاحکام، جلد اول، ص ۳۹۸)

---

(۱) غزوہ خیبر میں گھوڑے کے گوشت کھانے کی اجازت تھی، اور پسینہ گوشت سے پیدا ہوتا ہے، اس لئے جس جانور کا گوشت حلال ہے، اس کا پسینہ بھی پاک ہوگا۔

عن جابر بن عبد اللّٰہؓ قال: نهی النبی صلی اللّٰه عليه وسلم يوم خيبرعن لحوم الحمر ورخص فی لحوم الخيل. (بخاری، باب لحوم الخيل / مسلم، باب إباحة أكل لحم الخيل)

(۲) جانوروں کے لعاب و پسینہ کا حکم:

ایسے تمام جانور جن میں بہنے والا خون نہیں ہوتا، جیسے جھینگر، بچھو، گبریلا وغیرہ، خواہ وہ خشکی میں رہتے ہوں یا پانی میں، ==

گھوڑے، گدھے اور خچر کا پسینہ اور لعاب پاک ہے یا ناپاک:

سوال: گھوڑے کا اور گدھے، خچر کا پسینہ اور لعاب دہن اور رطوبت بینی کی، پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

گھوڑے کا لعاب اور سنک اور پسینہ پاک ہے، اور خچر گھوڑے کے ولد کا بھی، اور گدھے کا پسینہ پاک اور لعاب مشکوک ہے۔(۱) بدست خاص، سوال: ۱۰۵۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۳۶۳)

ہاتھی کی سونڈ سے جو پانی نکلے اس کا حکم:

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ہاتھی پر جو لوگ سوار ہوتے ہیں، تو ہاتھی چلتے میں گرمی کے سبب سے سونڈ کے ذریعہ سے پیٹ کا پانی نکال کر اپنے بدن پر چھڑکا کرتا ہے، یہ اس کی عادت ہے، آیا وہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ چونکہ سوار ہونے والوں کے کپڑوں پر کم وبیش ضرور پڑتا ہے۔ فقط

الجواب

ناپاک ہے۔

== جیسے مچھلی وغیرہ ان تمام کا لعاب و جوٹھا طاہر ہے، اگر بدن پر لگ جائے یا پانی میں پڑ جائے، تو وہ پانی ناپاک نہ ہوگا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۲۲۳/۱)

اسی طرح ایسے تمام حلال جانور چرند و پرند، جن کا گوشت کھایا جاتا ہے، ان کا جوٹھا بھی پاک ہے، اس لیے کہ ان کا لعاب پاک گوشت سے پیدا ہوتا ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۲۱۷/۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں منقول ہے کہ آپ نے اونٹ یا بکری کے جوٹھے پانی سے وضو کیا تھا۔ (بدائع الصنائع: ۶۴/۱)

البتہ حلال جانوروں میں ایسی مرغی یا اونٹ وگائے وغیرہ جن کی عادت نجس چیزیں کھانے کی ہوتی ہے، ان کا جوٹھا مکروہ ہے۔ لیکن اگر وہ مخلوط غذا کھاتے ہوں اور زیادہ تر ان کی خوراک پاک گھاس ودانہ ہو، تو ان کے جوٹھے میں کوئی کراہت نہیں۔ (الجوھرۃ النیرۃ)

ایسے تمام پرندے جو شکار کرتے ہیں، جیسے باز صقرہ، چیل کوا وغیرہ جو اپنے چونچ سے پانی پیتے ہیں، ان کا جوٹھا مکروہ تنزیہی ہے۔ البتہ ایسے شکاری پرندے جن کو ہالا جاتا ہے ان کی غذا مردار نہیں ہوتی ان کا جوٹھا پاک ہے مکروہ نہیں ہیں۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۲۱۸/۱)

(طہارت کے احکام ومسائل: ص ۵۴، انیس)

(۱) **جانوروں کے پسینہ کی پاکی وناپاکی کے احکام:**

اصولی طور پر جانوروں کے پسینہ کا وہی حکم ہے، جو ان کے لعاب کا ہے، یعنی پاک وناپاک اور مکروہ ہونے میں۔ جتنے پھاڑ کھانے والے جانور ہیں، ان سب کا پسینہ ناپاک ونجس ہے، اس لیے کہ پسینہ گوشت سے پیدا ہوتا ہے اور ان کا گوشت حرام ہے۔ جو حلال جانور گندگی کھاتے ہیں ان کا پسینہ بھی ناپاک ہے۔ گدھا وخچر کا پسینہ اگر کپڑے میں لگ جائے، تو ضرورتاً معاف ہے، ناپاک نہ ہوگا، اور اگر پانی یا دودھ وغیرہ میں پڑ جائے، تو مشکوک ہو جائے گا۔ بلّی کا پسینہ پاک ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ: ۲۲۲/۱) (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۵۸، انیس)

ناپاک لعاب وپسینہ:

تمام پھاڑ کھانے والے جانور جن کا گوشت کھانا حرام ہے، ان کا لعاب دہن وپسینہ نجس ہے، اگر وہ پانی میں پڑ جائے تو ناپاک ہو جائیگا۔ شیر، بھیڑیا، ہاتھی، لومڑی، چیتا، تیندوا، ریچھ، بندر، گیدڑ، بجو وغیرہ کا لعاب نجس ہے، ان کا پسینہ بھی نجس ہے۔ اگر یہ برتن میں منھ ڈال دیں، تو ایک مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ ==

فی العالمکیریة: لعاب الفیل نجس کلعاب الفهد والأسد إذا أصاب الثوب بخرطومه ینجسه، کذا فی فتاویٰ قاضی خان، آ ٥. (ج ا ص ٢٩، مطبع مصطفائی) والله أعلم وعلمه أتم

۷؍ رمضان ۱۳۲۳ھ۔ امداد: ج ۱ ص ۸ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱؍۹۵، ۹۶)

ہاتھی کی سونڈ سے نکلنے والے پانی کا حکم، اور مچھلی کا پتہ پاک ہے یا نہیں:

سوال (۱): ہاتھی کی سونڈ سے جو پانی نکلتا ہے، وہ عادۃً گرمی کے سبب اپنے بدن پر چھڑکا کرتا ہے، تو یہ پانی پاک ہے یا نہیں؟

(۲) مچھلی کا پتہ پاک ہے یا نہیں؟

الجواب

(۱) ہاتھی کی سونڈ کا پانی دراصل اس کا لعاب ہے، جو فقہاءؒ کی تصریحات کے مطابق ناپاک ہے، درمختار میں:

(و) سؤر (خنزیر وکلب وسباع بهائم) ومنه الهرة البریة (وشارب خمر فور شربها)...... (وهرة فور أکل فأرة نجس). (۱)

اور سباع بہائم کے تحت علامہ ابن عابدین شامیؒ رقمطراز ہیں:

''هی ما کان یصطاد بنابه کالأسد والذئب والفهد والنمر والثعلب والفیل والضبع وأشباه ذلک، سراج. (شامی استنبولی. مطلب فی السؤر: ج ۱ ص ۲۰۵)

اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھی کا جوٹھا نجس ہے، جو لعاب ہی کی فرع ہے، جیسا کہ عالمگیریہ میں ہے:

''عرق کل شیء معتبر بسؤره. (ج ۱ ص ۲۴)

اور فتاویٰ قاضی خان میں خود سوال مذکور کا جواب بایں طور مصرح ہے:

'' لعاب الفیل نجس کلعاب الفهد والأسد إذا أصاب الثوب بخرطومه ینجسه''. (خانیة: ۱؍۱۷) (۲)

لہٰذا ہاتھی کی سونڈ سے نکلنے والا پانی ناپاک ہے۔

(۲) کوئی جزئیہ تو نہیں مل سکا، البتہ چونکہ مچھلی کا خون ناپاک نہیں ہے، جیسا کہ علامہ علاؤالدین حصکفی رحمہ

== ہاتھی کے سونڈ کا پانی ناپاک ہے، اگر اس کی چھینٹیں کپڑے یا بدن پر پڑ جائیں، تو کپڑے کو دھو کر پاک کیا جائے گا۔ (رد المحتار: ۲؍ ۲۲۳) (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۵۵، ۵۶۔ انیس)

(۱) الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، مطلب فی السؤر: ۱؍ ۲۲۳، بیروت، انیس

(۲) فتاویٰ قاضی خان علیٰ هامش الهندیة: ج ۱ ص ۲۱۔ انیس

اللہ تعالیٰ نے درمختار میں تصریح کی ہے۔

اور علامہ شامیؒ نے اس کے تحت تحریر فرمایا ہے:

لأنه ليس بدم حقيقةً لأنه إذا يبس يبيضّ والدم يسودّ. (ردالمحتار، باب الأنجاس: ۲۹۴/۱)(۱)

یعنی مچھلی کا خون درحقیقت خون نہیں، چونکہ وہ خشک ہونے کے بعد سفید ہوجاتا ہے، حالانکہ خون خشکی کے بعد سیاہ رہتا ہے، اس لئے خون پر قیاس کرکے پتہ کو بھی پاک کہنا، بعید از قیاس معلوم نہیں ہوتا۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ خون پر پتے کو قیاس کرنا اس لئے درست نہیں کہ پتہ حرام ہے، جیسا کہ علامہ شامیؒ نے کتاب الذبائح: ج۵ص۲۷۱میں ذکر فرمایا ہے، تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی چیز کی حرمت سے اس کی نجاست لازم نہیں، جیسے کہ زہر کا استعمال ناجائز ہے، اس کے باوجود اس وجہ سے وہ نجس نہیں ہوتا، اسی طرح پتہ بھی ایک سمیاتی اثرات کا مجموعہ ہے، جو سمّیت کی وجہ سے اگر ناجائز ہو، تو اس سے اس کی پاکی پر اثر نہیں پڑتا۔

اس تحریر کے بعد ایک عبارت مصرحہ پہ نظر پڑی:

''**ومرارة كل شيء كبوله**''. (۲)

ہر چیز کا پتا حکم میں، اس کے پیشاب کی طرح ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ناپاک ہے، لیکن مچھلی کا پیشاب ہونا، خود مشکوک ہے، اس لئے دوسرے اہل علم سے بھی رجوع کرلیا جائے۔ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ (یہ فتویٰ حضرت والا دامت برکاتہم کی تمرین افتا (درجہ تخصص) کی کاپی سے لیا گیا ہے)

۲۳/۱۱/۹/۱۳۷۷ھ (فتاویٰ عثمانی: ۳۵۴/۱ تا ۳۵۶)

مچھلی کا پتہ نجس ہے:

سوال (۱): کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ پتہ (زہرہ) مچھلی کا پاک ہے یا ناپاک۔ پتہ کا حکم فقہ میں مثل پیشاب کے لکھا ہے، مگر مچھلی کے پیشاب کے وجود ہی میں شبہ ہے اور اگر ہو بھی، تو بوجہ جانور آبی کے، غالبًا ناپاک نہ ہو۔

(۲) دوسرے یہ کہ مچھلی کا پتہ، اگر پاک اجزا میں شامل کرکے، تیل نکالا جاوے، تو بوجہ قلب ماہیت ودفع اجزاء نجسہ (مثل خاکستر عقرب وسرطان) جائز ہے یا نہیں؟

---

(۱) فتاویٰ شامیہ: ج۱ص۳۱۹۔ طبع ایچ ایم سعید

(۲) فتاوىٰ عالمگيريه: ج۱ص۴۶، مکتبہ رشیدیہ، کوئٹہ۔ وفي الدر المختار: ج۱ص۳۴۹ (طبع سعید) ''مرارة كل حيوان كبوله'' الخ، نیز دیکھئے امداد الفتاویٰ: ج۱ص۵۶۔ محمد زبیر حق نواز

الجواب

(۱) ناپاک ہے۔(۱)

فی الدر المختار: "کرہ تحریماً من الشاة سبع: الحیاء والخصیة والغدة والمثانة والمرارة والدم المسفوح والذکر". فی رد المحتار: "ذکر الشاة اتفاقی، لأن الحکم لایختلف فی غیرها من المأکولات"، آہ.

(۲) جائز نہیں، یہ قلب ماہیت نہیں، بلکہ ایک خاص ترکیب سے اس کے اجزا کا لینا یا مرکب ہونے کے بعد، مجموعۂ نجس کا روغن لینا ہے، بخلاف خاکستر کے، کہ وہ بالکل ایک نئی چیز بعد استحالہ کے، حادث ہوئی ہے، اور یہ امر نہایت ظاہر ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ ۲۹/رمضان ۱۳۲۳ھ (امداد ج:۱/صفحہ:۸)

تتمہ مسئلہ (مذکورہ بالا) از تتمہ اولیٰ صفحہ ۳۳۱:

خلاصۂ سوال: (۱) پاکی وناپاکی زہرۂ ماہی (۲) جواز روغن برآوردہ ازاں۔

خلاصۂ جواب: از ہر دو سوال ناپاک۔

تسامح: پاکی وناپاکی چیز دیگر است، وحلت وحرمت امر دیگر ست، چنانچہ حیوان مائی المولد، مثل سنگ پشت وضفدع، پاک اند، کہ اگر در آب ریزہ ریزہ گداختہ شوند، آب ناپاک نگردد، ووضو جائز ست، مگر بسبب حرمت اوشان، اکل وشرب حرام ست۔

"فلو تفتت فیه نحو ضفدع جاز الوضوء به لاشربه لحرمة لحمه". (الدر المختار: ۱/۱۹۱)(۲)

پس بالتسلیم از ثبوت حرمت زہرۂ ماہی، ناپاکی آں ثابت نمی شود، **کما لایخفیٰ**. اگر گفتہ شود کہ مراد سائل از پاکی و ناپاکی، حلت وحرمت ست، لہذا مولانا غرض او فہمیدہ جواب دادند۔ می دہم: بر مفتی جواب کہ از الفاظ سائل حاصل شود، واجب ست، نہ از مراد او، کہ امر قلبی ست، علم مفتی برآں محیط نیست، خصوصاً در جواب مفتی صاحب، نیز لفظ ناپاک گفتہ است، اگر ایں چنیں بودے تعبیر بحرام یا مکروہ فرمودندے۔ (۳) تتمہ اولیٰ: ص ۳۳۱۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/۹۶-۹۷)

---

(۱) اس مسئلہ کی مزید تحقیق اس..... (جواب کے اخیر میں تتمہ، انیس) کے عنوان سے آرہی ہے، اس کو دیکھا جائے۔ محمد شفیع۔ اس کا حاصل یہ ہے کہ مچھلی کا پتہ اور اس سے نکالا ہوا روغن ناپاک نہیں ہے، لیکن اسکا کھانا حرام ہے۔ سعید احمد پالنپوری

(۲) باب المیاہ، قبیل مطلب حکم سائر المائعات الخ، انیس

(۳) **خلاصۂ تسامح بہ عبارت فارسی:** کسی چیز کی پاکی اور ناپاکی دوسری چیز ہے، اور اس کا حلال وحرام ہونا دوسرا امر ہے، چنانچہ پانی والے جانور، مثلاً سانپ، مینڈک وغیرہ پاک ہیں، کہ اگر پانی میں مرکر، پھول پھٹ کر ریزہ ریزہ ہوجائیں، تو پانی ناپاک نہیں ہوتا، اور اس پانی سے وضو کرنا جائز ہوتا ہے، مگر ان کے حرام ہونے کی وجہ سے، ان کو کھانا، اور اس پانی کو پینا حرام ہے، جیسا کہ درمختار کی عبارت بالا سے ظاہر ہے کہ اگر پانی میں مینڈک مرکر ریزہ ریزہ ہوجائے تو اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے، مگر اس کو پینا جائز نہیں، اس لئے کہ مینڈک کا کھانا حرام ہے۔ ==

مینڈک کی پاکی پر شبہ اور اس کا جواب:

سوال: آپ نے بہشتی زیور میں لکھا ہے ”دریائی جانور سوائے مچھلی کے سب حرام ہیں“ بہشتی زیور میں (ہی دوسری جگہ) لکھا ہے: دریائی مینڈک کی چربی پاک ہے“ اگر پاک ہے تو کھانا چاہئے، یا استعمال میں اور کھانے میں کچھ فرق ہے، اس سے مطلع فرمائیے گا؟

الجواب

پاک ہونے کے لئے حلال ہونا لازم نہیں، (۱) اس لئے کھانا درست نہیں۔ (۲) تتمہ خامسہ ص ۳۲۰ (امداد الفتاویٰ: ۱۲۲/۱)

جونک نجس نہیں:

سوال: خشک جونک گھی یا تیل میں ملا کر اگر کسی عضو پر لگائے تو بغیر دھوئے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

جائز ہے۔ کیونکہ وہ حرام ہے۔ نجس نہیں، بوجہ دموی نہ ہونے کے۔

۱۲/ ذی الحجہ ۱۳۳۱ھ، حوادث الفتاویٰ: جلد اول و دوم ص ۱۲۵۔ (امداد الفتاویٰ: ۱۲۴/۱)

معدہ سے نکلنے والی چیز نجس ہے:

سوال: زینب کے معدہ میں فمِ معدہ کے پاس غدود ایسا ہو گیا تھا کہ، غذا معدہ میں بالکل نہیں پہنچتی تھی، ڈاکٹروں نے آپریشن کر کے معدہ کے اندر ایک مصنوعی ربڑ کی نلکی لگا کر اوپر کو نکال دی، اس نلکی سے دودھ، دوائیاں اور دیگر سیال غذائیں، معدہ میں پہونچائی جاتی ہیں۔

چند روز سے نلکی بالکل ڈھیلی ہو گئی ہے، جس کی وجہ سے نلکی سے ڈالی ہوئی غذائیں فم کے شگاف میں سے ویسی کی ویسی ہی اسی وقت باہر نکل آتی ہے۔ دودھ نلکی سے معدہ میں پہنچتا ہے، پھر اسی وقت ویسے کا ویسے ہی زخم کے شگاف

== لہذا بالفرض مچھلی کے پتہ کی حرمت کے ثبوت سے، اس کی ناپاکی ثابت نہیں ہوتی ہے، جیسا کہ واضح ہے۔ اگر یہ اعتراض ہو کہ سائل کی مراد پاکی ناپاکی سے حلت و حرمت ہی ہے، اسی وجہ سے مولانا محترم نے اس کی اس مراد کو سمجھ کر ایسا جواب دیا ہے؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ مفتی پر سائل کے الفاظ سے جو واضح ہو اس کا جواب دینا واجب ہے، نہ کہ اس کی مراد کا جواب، کہ وہ دل کا معاملہ ہے، مفتی کو اس کا علم نہیں، خاص طور پر مفتی صاحب کے جواب میں، کہ انہوں نے بھی لفظ ناپاک ہی کہا ہے، اگر ایسا ہوتا تو آپ حرام یا مکروہ کا لفظ استعمال فرماتے۔ انیس

(۱) ”فلو تفتت فيه نحو ضفدع جاز الوضوء به لاشربه لحرمة لحمه“. (الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، باب المياه، قبيل مطلب حكم سائر المائعات الخ: ۱۱۹/۱، انیس)

(۲) مینڈک جو پانی میں رہتے ہیں اور خشکی پر بھی رہتے ہیں، ان کے کودتے وقت جسم سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے۔ (طہارت کے احکام و مسائل: ۲۰۔ انیس)

میں سے جسم کے باہر نکل آتا ہے۔ یہ باہر نکل آیا ہوا دودھ اور دوسری غذائیں پاک ہیں یا قے جیسی ناپاک؟ اگر یہ کپڑے پر لگ جائیں، تو دھونا پڑے گا یا نہیں؟ اور اس کے نکل آنے پر وضو بھی ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

معدہ میں پہنچ کر نلکی کے شگاف سے ہوکر، بہہ جانے والی اشیا نجس ہیں، ناقضِ وضو ہیں، بدن یا کپڑے پر لگ جانے سے اس کا دھونا ضروری ہے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۵/۷/۵ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۴۲/۵)

جگالی نجس ہے:

سوال: بھینس جگالی کرے اور اس کے منہ میں جو جھاگ آتے ہیں، وہ پاک ہیں یا ناپاک؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

قال في الشامية: (قوله وجرته كزبله) لكن قال بعده في الصبي ارتضع ثم قاء فأصاب ثياب الأم إن زاد على الدرهم منع، وروى الحسن رحمه اللّٰه عن أبي حنيفة أنه لايمنع ما لم يفحش لأنه لم يتغير من كل وجه فكان نجاسته دون نجاسة البول لأنها متغيرة من كل وجه وهو الصحيح، آه، كذا في فتح القدير، وظاهره الميل إلٰى إعطاء الجرة حكم هذا القيء أخذاً من التعليل. (رد المحتار: ۱/۳۲۳)

عبارت مذکورہ سے بظاہر نجاست خفیفہ ہونے کا رجحان معلوم ہوتا ہے، مگر شامیہ نواقض الوضوء میں، ایسی چیز کے متعلق، جو معدہ میں جاتے ہی قے کے ذریعہ خارج ہو جائے، معدہ میں استقرار نہ ہوا ہو، تو تین قول نقل کئے ہیں:

طہارت، نجاست خفیفہ، نجاست غلیظہ، اور نجاست غلیظہ کے قول کو ترجیح دی ہے، جب معدہ سے بلا استقرار نکلنے والی چیز قول راجح کی بنا پر نجس غلیظ ہے، تو جگالی جو کہ کچھ وقت معدہ میں استقرار کے بعد واپس آتی ہے، بطریق اولیٰ نجس غلیظ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۱۰/شعبان ۸۷ھ (احسن الفتاویٰ: ۸۸/۲)

جگالی کے دوران جانور کے منہ سے نکلنے والا مواد ناپاک ہے:

سوال: جناب مفتی صاحب! جگالی کرتے وقت اگر کوئی چیز جانور کے منہ سے نکل کر پانی میں گر جائے، تو اس

---

(۱) "(و) ينقضه (قيء ملأ فاه) .... (أو طعام أو ماء) إذا وصل إلى معدته وإن لم يستقر، وهو نجس مغلظ". (الدر المختار: ۱۳۹/۱، نواقض الوضوء، سعيد، مطبوعه دار الكتاب، ديو بند، وكذا في البحر الرائق: ۶۷/۱، نواقض الوضوء، رشيديه)

سے پانی ناپاک ہوجائے گا یانہیں؟ جبکہ یہ مواد معدہ سے واپس منہ میں آتا ہے، اور جانور اس پر جگالی کرتے ہیں؟

الجواب

جگالی کے دوران، جو چیز جانور کے منہ سے نکل کر، منہ میں واپس آتی ہے، وہ حکماً پاخانہ کی طرح ہوتی ہے، اس لئے اگر وہ کسی پاکیزہ پانی میں گر جائے، تو پانی ناپاک ہوجائے گا۔(۱)

لما قال مولانا محمد رشیدؒ: (۲)"مسئلہ: ہر جانور کا پتہ اس کے پیشاب کے برابر ناپاک ہے، اور جگالی میں جو کچھ نکلتا ہے، وہ اس کے پاخانہ کے برابر ناپاک ہے"۔(بہشتی زیور: ص۸۲۳)(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۶۲۵)

مایہ شتر اعرابی کے پاک، اور جگالی کے ناپاک ہونے کی علت:

سوال: مایہ شتر اعرابی پاک اور حلال ہے یا نہیں، اس کی حقیقت یہ ہے کہ اونٹ کے بچے کو دودھ پلا کر ذبح کرتے ہیں، اور معدہ میں سے جمع ہوا دودھ نکال لیتے ہیں، یہ دودھ مایہ شتر ہے، اگر یہ پاک ہے، تو حیوانات کا جگال بھی پاک ہوگا؟

الجواب

مایہ شتر اعرابی پاک اور حلال ہے، ظاہر یہ ہے کہ اس کو قے پر قیاس کیا گیا ہے، قے جو قلیل آوے، اس کو فقہا طاہر اور غیر ناقض للوضو قرار دیتے ہیں، جس میں معدہ نے کوئی عمل نہیں کیا۔(۳) اسی طرح مایہ شتر اعرابی کو چونکہ معدہ میں قبل از عمل واستحالہ نکال لیا گیا ہے، پاک کہہ دیا گیا، اور ممکن ہے کہ مایہ شتر اعرابی کو اس وجہ سے پاک کہا گیا ہے کہ جبن پاک ہے، تو اس کا پاک ہونا مایہ شتر اعرابی کے پاک ہونے کو مستلزم ہے اور چونکہ جبن کا پاک ہونا قطعی اور مجمع علیہ ہے،(۴) لہذا خلاف قیاس اس کو پاک کہا گیا ہے، بخلاف جگال کے کہ اس کا پاک ہونا کسی دلیل سے پایا نہیں گیا۔(۵) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ املاہ بلسانہ خلیل احمد عفی عنہ (فتاویٰ مظاہر علوم: ۸۲/۱۔۸۳)

دودھ پیتے بچے کی قے کا حکم:

سوال: دودھ پیتا بچہ دودھ پینے کے بعد قے کرتا رہتا ہے، اس کی قے، منہ بھر کر قے کی تعریف میں آتی ہے،

(۱) "(و) ینقضه (قی ء ملأ فاه)... الخ. (الدر المختار علیٰ رد المحتار، نواقض الوضوء: ۱۳۷/۱، ۱۳۸، بیروت، انیس)

(۲) صحیح "لماقال مولانا محمد اشرف" ہونا چاہیے۔ انیس

(۳) عشرة أشياء لاتنقض الوضوء منها ظهور دم لم يسل عن محله ومنها قيئى لايملاء الفم (لأنه من اعلى المعدة). (مراقی الفلاح: ص۵۶، مصری، محمد خالد غفرلہ)

(۴) ان الجبن المصنوع من لبن الحيوان الماكول اذا عقد بأنفحة المذكى ذكاة شرعية فهو طاهر بالإتفاق. (الموسوعة الفقهية كويت: ۱۵۶/۵، مادة أطعمة. انیس)

(۵) جرة كل شئى مثل سرقينه، كذافى السراج الوهاج. (عالمگیری: ۴۸/۱، مطبع بیروت مصری۔ محمد خالد غفرلہ)

یا نہیں؟ اگر قے جسم یا کپڑے پر لگ جائے تو نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

چھوٹا بچہ جب قے کرے تو اس کے منہ کا اعتبار ہوگا، اگر منہ بھر کر کرے، تو اس کا وہی حکم ہوگا، جو بڑے آدمی کی منہ بھر کر قے کا ہے، جسم یا کپڑے پر لگ جائے، تو وہ ناپاک ہے، اس کا پاک کرنا ضروری ہے، اگر وہ مقدارِ درہم ہو، تو نماز سے پہلے اس کو پاک کرنا ضروری ہے، ورنہ نماز نہیں ہوگی۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دار العلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۲۷/۵، ۲۲۸)

خنزیر نجس العین کیوں ہے:

سوال: مذہب اسلام میں خنزیر کو سب سے زیادہ اچھوت اور خراب سمجھنے کی وجہ کیا ہے؟ جبکہ وہ بھی اللہ کی ایک مخلوق ہے۔

هو المصوب ــــــــــــــــــــ

خنزیر نجس العین اور مطلق ناپاک ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

”قُلْ لَّا اَجِدُ فِيْمَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلٰى طَاعِمٍ يَّطْعَمُهُ إِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ مَيْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِيْرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ“. (سورة الأنعام: ۱۴۵)

صاحب روح المعانی اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

رجس أی قذر أو خبیث مخبث. (روح المعانی: ۳۹۹/۸)

(۱) الدر المختار: ۲۶۵/۱، ۲۶۶، نواقض الوضوء، سعید، مطبوعہ زکریا، دیوبند

”یا عمار! إنما یغسل الثوب من خمس، من الغائط والبول والقیء والدم والمنی. (الدارقطنی، باب نجاسة البول والأمر بالتنزہ منہ، ج اول، ص ۱۳۴، نمبر ۴۵۲)

قئے:

قئے میں کھائی ہوئی چیز معدہ سے منھ کے ذریعہ باہر آتی ہے، اس لیے وہ نجس و ناپاک ہوتی ہے، لیکن قئے پر نجاست کا حکم اس وقت لگایا جائیگا جب کہ بھر منھ آئے، اگر بھر منھ سے کم قئے ہوگی، تو وہ پاک ہے۔

وہی قئے نجس ہوتی ہے جو بھر منھ ہو، اور اس میں معدہ سے پت، جما ہوا خون یا کھانا، پانی نکلے، اور بھر منھ سے مراد یہ ہے کہ قئے آتے وقت منھ بند کر کے اس کو روکنا مشکل ہو۔

بچہ دودھ پینے کے بعد جو قئے کرتا ہے وہ بھی نجس ہے۔(البحر الرائق: ۲۴۲/۱، ردالمحتار مع الدر المختار: ۱۳۷/۱، ۱۳۸)(طہارت کے احکام ومسائل: ص ۳۴۔ انیس)

کذا فی فتاویٰ رحیمیہ: ۱۲۷/۷۔ انیس

نجس العین ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی غذا ہی نجاست ہے، اسی نجاست سے اس کی پرورش ہوتی ہے، مخلوق ہونے سے طہارت نہ ہوگی۔(۱)

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۶۸/۱و۲۶۹)

سور کی چربی کا استعمال درست ہے یا نہیں:

سوال: سخت مرض طاری ہونے پر، حاذق حکیم کے معالجہ میں، اگر سور کی چربی کی مالش، خارج بدن پر کرنے کی ضرورت ہو، تو عندالحنفیہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

کتب فقہ میں یہ تفصیل ہے کہ حرام چیز کا استعمال، دوا میں اس وقت درست ہے کہ طبیب حاذق مسلم تجویز کرے اور کوئی دوا حلال اس کے عوض نہ ملے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۳۵۸/۱)

سور اور گائے کی چربی کا حکم:

سوال: آئے دن (گذشتہ دن) یہاں اخباروں میں ایک مضمون شائع ہوا ہے، جس کا مسئلہ شرعی سے تعلق ہے، جب سے میں نے اس مضمون کو پڑھا ہے، دل میں خلش ہوگئی ہے، اس لئے اپنے اطمینان کے لئے گوش گزار کرتا ہوں، وہ یہ کہ حکومت ممبئی کی جانب سے تردید کی گئی ہے کہ ''ہندوستان میں ولایتی پارچہ کے متعلق جو یہ خبر مشہور کی گئی ہے کہ، اس کو جلاء (چمکدار بنانا) دینے کے لئے سور اور گائے کی چربی کا استعمال ہوتا ہے، یہ غلط ہے، اس کی قیمت زیادہ ہوتی ہے، اس لئے یہ چربی استعمال نہیں کی جاتی، بلکہ دوسرے جانوروں کی چربی استعمال کی جاتی ہے''، اس مضمون سے سور اور گائے کی چربی کا استعمال ثابت ہے، یورپ میں ذبیحہ کا طریقہ رائج نہیں، اس صورت میں کسی مردار جانور کی چربی بھی نجس ٹھیری، اور اس سے جلا دیا ہوا پارچہ پہن کر نماز جائز ہوگی یا نہیں؟ براہ کرم مطلع فرمادیں، دیگر یہ

---

(۱) خنزیر کا جوٹھا نجس و ناپاک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خنزیر کے بارے میں کہا ہے: فَإِنَّهُ رِجْسٌ (سورۂ انعام: ۱۴۵) یعنی وہ ناپاک ہے۔ اسی طرح اس کا پسینہ بھی ناپاک ہے، اگر وہ برتن میں منھ ڈال دے، یا اس کے جسم کا پسینہ پانی یا برتن میں پڑ جائے، تو دیکھ کر پاک کیا جائے۔(ردالمحتار: ۲۲۳/۲) (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۵۵، انیس)

(۲) وجوز أبو الليث بيع الحيات إن انتفع بها في الأدوية وإلا لا، ورده في البدائع بأنه غير سديد لأن المحرم شرعًا لايجوز الانتفاع به للتداوى كالخمر فلا تقع الحاجة إلى شرع البيع. (درمختار)

وفي الشامي: قال في النهاية: وفي التهذيب: يجوز للعليل شرب البول والدم والميتة للتداوى إذا أخبره طبيب مسلم أن فيه شفاءه ولم يجد من المباح ما يقوم مقامه. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب في التداوى بالمحرم: جلد ۴، ص ۲۲۸، بيروت، ظفير)

کہ اکثر مردوں کو ولائتی کپڑے ہی کا کفن دیا جاتا ہے، اگر دراصل چربی کے استعمال سے کپڑا نجس ہو جاتا ہے، تو یہ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ (۲۵ر شوال ۱۳۵۰ھ)

الجواب

چونکہ مسئلہ باب طہارت ونجاست سے ہے، اس لئے قاعدہ شرعیہ سے ایسی روایت، جب تک اس کا تواتر ثابت نہ ہو جائے، خواہ تواتر بالذات ہو خواہ بعارض قرائن حافہ ہو، یا اگر متواتر نہ ہو، تو جب تک سند متصل مسلمان راویوں کی ثابت نہ ہو جاوے، حجت نہیں، نیز اس کی تحقیق بھی ضروری ہے کہ خالص چربی کا استعمال کیا جاتا ہے، یا کسی چیز کے ساتھ ترکیب دیکر، اور دوسری صورت میں آیا اس ترکیب سے چربی کا استحالہ ہو جاتا ہے، جیسے صابون میں نجس تیل کا استحالہ ہو جاتا ہے، یا استحالہ نہیں ہوتا اور اگر کسی کو پھر بھی شبہ رہے، تو دھو کر استعمال کر لیا جائے۔

۲۹ر شوال ۱۳۵۰ھ (النور جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ ص ۷) (امداد الفتاویٰ: ۱/۱۳۳-۱۳۴)

دانتوں میں دوا لگانے والے برش پر ''برسلز'' لکھا ہو تو کیا حکم ہے:

سوال: دانتوں میں انگریزی دوائی لگانے کے لیے ان برشوں کا استعمال ہوتا ہے جن کے ڈبوں پر ''برسلز'' لکھا ہوتا ہے، جس کے معنی موئے خنزیر ہیں اور تجربہ کار واقف حضرات کہتے ہیں کہ اگر یہ برش بالوں کے ہیں، تو ضرور خنزیر کے بال ہیں، کیوں کہ وہی سخت ہوتے ہیں ان کو جلایا جائے، تو بال کی طرح سکڑ جاتا ہے اور بدبو دیتا ہے۔

الجواب

اگر برش کے متعلق یقین یا گمان غالب یہ ہو کہ وہ خنزیر کے بالوں سے بنائے جاتے ہیں، تو ان کا استعمال مسلمانوں کے لیے حرام ہے، اور جب کہ ان پر ایسے الفاظ لکھے ہیں جن کا ترجمہ موئے خنزیر ہوتا ہے، تو بہرصورت ان کا استعمال اسلامی غیرت وحمیت کے بھی منافی ہے، مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ ایسے برشوں کو جن پر موئے خنزیر کے ہم معنی الفاظ لکھے ہوئے ہوں اور ایسے برش جن میں موئے خنزیر کے بالوں کا ہونا متیقن یا مظنون ہو، ہرگز استعمال نہ کریں۔ (۱)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ محمد کفایت اللہ غفر لہ (کفایت المفتی: ۲/۲۷۰، ۲۷۱)

کتا نجس عین ہے یا نہیں اور اس کا حکم کیا ہے:

سوال: کلب نجس العین ہے یا نہیں؟ اگر نجس العین نہیں، تو جن روایات وعبارات سے نجس العین ہونا کلب کا، معلوم ہوتا ہے اور یہ کہ اگر پاک پانی کتے کے پاک جسم سے لگا، تو وہ پانی ناپاک ہو گیا، ان کے کیا معنی ہوں گے؟

(۱) وأما الخنزير فقد روى عن أبي حنيفة رحمه الله أنه نجس العين لأن الله تعالى وصفه بكونه رجساً فيحرم استعمال شعره وسائر أجزائه. (بدائع الصنائع: ۱/۶۳، انیس)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

صحیح یہی ہے کہ کلب نجس العین نہیں ہے، جن روایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کلب نجس العین ہے، اور پانی جو اس کے جسم کو لگا، وہ ناپاک ہے، یہ قول ضعیف ہے، مفتیٰ بہ نہیں ہے۔ احتیاط امر آخر ہے۔ مگر باعتبار قول اصح و مفتیٰ بہ کے، وہ پانی ناپاک نہیں ہے، دلائل کتب فقہ آپ کو خود معلوم ہیں۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۳۰۹/۱، ۳۱۰)

کتا کے نجس ہونے کی دلیل:

سوال: کتے کو کہیں قرآن پاک میں نجس نہیں قرار دیا گیا، مردار، خون اور سور (خنزیر) کو نجس کہا گیا، مگر اسلام کے ہر فرقہ نے کتے کو نجس قرار دیا۔ (دلیل کیا ہے)؟

هو المصوب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

کتاب وسنت اور فقہ اسلامی کی رو سے تحقیق یہ ہے کہ کتا نجس العین نہیں ہے۔(۲)

البتہ کتے کا لعاب دہن اور جوٹھا نجس ہے۔(۳)

---

(۱) واعلم أنه(ليس الكلب بنجس العين) عند الإمام،وعليه الفتوىٰ وإن رجح بعضهم النجاسة......، فيباع ويؤجر ويضمن، ويتخذ جلده مصلًى ودلوًا،ولو أخرج حيًّا ولم يصب فمه الماء لايفسد ماء البئرولاالثوب بانتفاضه الخ (الدر المختار)۔(قوله:وعليه الفتوىٰ) وهو الصحيح والأقرب إلى الصواب(بدائع) وهو ظاهر المتون(بحر)،ومقتضى عموم الأدلة(فتح)،......(قوله:ولاالثوب بانتفاضه) وما فى الولوالجية وغيرها:إذا خرج الكلب من الماء وانتفض فأصاب ثوب إنسان أفسده لالو أصابه ماء المطر،لأن المبتل فى الأول جلده وهو نجس وفى الثانى شعره وهو طاهر،آه، فهوعلى القول بنجاسة عينه،كما فى البحر. (رد المحتار، باب المياه،قبيل فصل فى البئر:۱۹۲/۱،ظفیر)

(۲) وأما الكلب فالكلام فيه بناء علىٰ أنه نجس العين أم لا؟ وقد اختلف مشائخنا فيه ، من قال إنه نجس العين فقد ألحقه بالخنازيرفكان حكمه حكم الخنزير، ومن قال إنه ليس نجس العين فقد جعله مثل سائرالحيوانات سوى الخنزير، هذا هوالصحيح .(بدائع الصنائع،۲۰۱/۱)

امام شافعیؒ اور احمد بن حنبلؒ کے نزدیک کتا نجس العین ہے، امام مالکؒ نے اس کے جوٹھے کو پاک کہا ہے۔ البتہ اس کے منھ لگنے پر برتن کو دھلنا تعبداً قرار دیا ہے، نہ کہ ناپاکی کی وجہ سے، جبکہ فقہا احناف سے اس کے نجس العین ہونے اور نہ ہونے، دونوں طرح کی روایتیں ملتی ہیں، مبسوط میں نجس العین والی روایت کو ظاہر مذہب لکھا ہے، جبکہ علامہ کاسانیؒ نے نجس العین نہ ہونے والی روایت کو صحیح اور حقیقت کے نزدیک قول بتایا ہے، اسی طرح شرح منظومۃ ابن وہبان میں بھی اس قول پر فتویٰ نقل کیا گیا ہے، جبکہ قدوری، مختار اور کنز وغیرہ سے نجس العین نہ ہونا ظاہر ہوتا ہے۔ (البحر الرائق: ۱۸۲/۱، انیس)

(۳) وسؤر الكلب نجس. (الهداية مع الفتح: ۱۲۰/۱)

(و)سؤر(خنزيروكلب وسباع بهائم) ....نجس مغلظ. (الدر المختارمع الرد، مطلب فى السؤر: ۳۸۳/۱)

عن عطاء عن ابى هريرة رضى الله عنه:انه كان اذاولغ الكلب فى الإناء أهراقه وغسله ثلاث مرات. (آثار السنن للنيموی، انیس)

حدیث میں آتا ہے کہ کتا جب کسی برتن میں منھ ڈال دے، تو اس کو سات مرتبہ دھوڈالو اور پہلی اور آخری مرتبہ مٹی سے دھوؤ۔

"طهور إناء أحدكم إذا ولغ فيه الكلب أن يغسله سبع مرات أولٰيهن بالتراب". (۱)

کتے کے جوٹھے کے نجس ہونے کی جو وجہ بتائی گئی ہے، وہ دراصل اس کے لعاب کا نجس ہونا ہے، اور مٹی کے بارے میں حکما کا خیال ہے کہ یہ قاطع زہر ہے۔ فی نفسہٖ کتا نجس نہیں ہے۔ بعض فقہا نے صراحت کی ہے کہ کتا اگر پانی میں گر جائے اور اس کا منھ پانی سے مس نہ کیا ہو، تو پانی نجس نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی کا جسم کتے کے جسم سے مس کر جائے، تو جسم یا کپڑا ناپاک نہ ہوگا، ہاں اگر اس کے منھ یا لعاب سے مس کر جائے، تو نجس ہو جائے گا۔ (۲)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۲۶۷و۲۶۸)

کتّے کا لعاب اور بدن نجس ہے یا نہیں:

سوال: کتے کا لعاب ہی نجس ہے یا بدن بھی؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

لعاب نجس ہے، باہر سے بدن نجس نہیں ہے، **علی الصحیح**. (۳) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۳۵۰)

کتّے کا لعاب ناپاک ہے اور بقیہ بدن پاک، یہ کیسے:

سوال: بہشتی زیور میں یہ تحریر ہے کہ کتے کا لعاب دہن ناپاک ہے، اور تمام (بدن) پاک ہے، یہ کیونکر؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

کتے کے بارے میں یہ قول صحیح ہے کہ وہ نجس العین مثل خنزیر کے نہیں ہے، اس لئے سوائے اس کے لعابِ دہن کے وہ تمام پاک ہے۔ پس مسئلہ بہشتی زیور کا صحیح اور مفتیٰ بہ ہے، جیسا کہ درمختار میں ہے:

---

(۱) صحيح البخاری، كتاب الوضوء، باب الماء الذی يغسل به شعر الإنسان. حديث نمبر: ۱۷۲، صحيح مسلم، كتاب الطهارة، باب حكم ولوغ الكلب، حديث نمبر: ۵۷۷.

(۲) ان جزئیات کی تفصیل کیلئے دیکھئے: البحر الرائق: ۱/۱۷۹ تا ۱۸۴۔

(۳) واعلم أنه (ليس الكلب بنجس العين) عند الإمام، و عليه الفتوىٰ الخ، ولو أخرج حيًّا ولم يصب فمه الماء لايفسد ماء البئر ولاالثوب بانتفاضه ولابعضه مالم يرريقه الخ ولا خلاف فی نجاسة لحمه وطهارة شعره. (الدر المختار علىٰ رد المحتار، باب المياه، قبيل فصل فی البئر: ۱/۱۹۲، ظفير)

کتے کا لعاب ناپاک ہے۔ عن أبی هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: " إذا شرب الكلب فی إناء أحدكم فليغسله سبعًا. (بخاری، باب إذا شرب الكلب فی إناء أحدكم فليغسله سبعًا/ أبو داؤد، باب ماجاء فی سؤر الكلب، انیس)

عن ابی هريرةؓ قال: اذا ولغ الكلب فی الإناء فاهرقه ثم اغسله ثلاث مرات. (الدارقطنی باب ولوغ الکلب فی الإناء: ۱/۶۶، انیس)

"واعلم أنه (ليس الكلب بنجس العين)عند الإمام وعليه الفتوىٰ، (إلىٰ أن قال) ولاخلاف في نجاسة لحمه وطهارة شعره" وفي الشامي:(قوله ولاخلاف في نجاسة لحمه):ولذا اتفقوا علىٰ نجاسة سؤره المتولد من لحمه الخ". (۱)فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۲۲)

تمبا کو پر کتا بیٹھ گیا، تو وہ ناپاک نہیں ہوا:

سوال: بنی ہوئی تمبا کو رکھی ہوئی تھی جس میں کچھ نمی باقی تھی، رات کو کتا آ کر بیٹھ گیا، صبح کو اس میں کچھ روئیں پائے گئے، اب اس تمبا کو کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــــ

تمبا کو پاک ہے، استعمال اس کا جائز ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۲۲)

کتے کے بدن کی چھینٹیں پاک ہیں:

سوال: پاک پانی کسی نے کتے پر ڈال دیا، وہ کتا برابر سے نکلا، اور پھڑ پھڑی لی، اس کی چھینٹ بکر کے کپڑوں پر لگ گئی، تو کپڑے پاک ہیں یا ناپاک؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

کپڑے ناپاک نہیں ہوئے۔

قال العلائیؒ :"ولو أخرج حيًّا ولم يصب فمه الماء لايفسد ماء البئر ولا الثوب بانتفاضه". (ردالمحتار:۱/۱۹۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔۴/ذی قعدہ ۸۶ھ (احسن الفتاویٰ:۲/۸۶)

کتے کا بال پاک ہے یا ناپاک:

سوال: کتے کا سوکھا یا بھیگا ہوا بال، پاک ہے یا نہیں؟

(۱) الدر المختار مع رد المحتار ،قبيل فصل البئر :۱/۱۹۲،ظفیر
کتے کا لعاب نجس ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے جوٹھے کے بارے میں فرمایا ہے کہ "اس برتن کو تین مرتبہ دھویا جائے"۔
اور ایک دوسری حدیث میں سات مرتبہ دھونے اور پہلی یا آخری بار مٹی سے ملنے کا حکم بھی آیا ہے۔ اس لیے تین مرتبہ تو دھونا واجب ہے اور سات مرتبہ مستحب ہے۔(صحیح مسلم:۱/۲۳۴)
اگر مٹی کے مٹکے یا نلکے سے پانی آتا ہو یا رستا ہو اور کتا اس کو چاٹ لے، تو جو پانی اس کے اندر ہے، وہ پاک ہے، البتہ اس حصہ کو دھو کر پاک کر لیا جائے، یہی حکم دیگر درندوں کے چاٹنے کا ہے۔(طہارت کے احکام ومسائل:ص ۵۵۔انیس
(۲) واعلم أنه (ليس الكلب بنجس العين) الخ ولا خلاف في نجاسة لحمه وطهارة شعره. (الدر المختار علىٰ صدر ردالمحتار ،باب المياه،قبيل فصل في البئر: ۱/۱۹۲ ،ظفیر)

الجواب______________________

پاک ہے۔

کما فی الدر المختار: "و لاخلاف فی نجاسة لحمه و طهارة شعره" الخ. (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۳۳۵/۱)

لٹکی ہوئی سویّوں میں سے کتے نے کھالیا اس کا کیا حکم ہے:

سوال: سویّاں سکھانے کے لیے لٹکائی گئیں، کتا آیا، اس نے اس کے کچھ حصے کو نیچے گرالیا اور زمین میں گری ہوئی سویّوں کو کھانے لگا۔ اب جو سویّاں لٹک رہی ہیں وہ پاک رہیں گی یا ناپاک؟

الجواب______________________ و باللّٰہ التوفیق

صورت مسئولہ میں جو سویّاں اوپر پائی گئیں، وہ پاک ہیں، کھائی اور کھلائی جاسکتی ہیں، کیوں کہ جوٹھا لعاب لگنے سے ہوتا ہے، اور شک سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی۔ (۲) ناپاک صرف وہ سویّاں ہوں گی جو نیچے گری ہوئی پائی گئیں، کیوں کہ انہیں میں اس کا لعاب لگا ہوگا۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد عثمان غنی۔ ۲۸ / رمضان ۱۳۵۱ھ (فتاویٰ امارت شرعیہ: ۵۸/۲-۵۹)

چرخی وغیرہ جس کو کتا چاٹتا ہے، اس سے بنا ہوا گڑ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: جس چرخی میں گنوں کا رس نکالتے ہیں اور جن برتنوں میں مٹھائی بناتے ہیں ان سب برتنوں کو کتے چاٹتے ہیں۔ یہ گڑ وغیرہ پاک ہے ناپاک؟

---

(۱) الدر المختار علی ھامش رد المحتار، باب المیاہ، قبیل فصل فی البئر: ۱۹۲/۱، ظفیر

کتے کے بال:

بال اگر زندہ کتے پر ہوں اور اس کے بدن پر نجاست نہ ہو، تو وہ پاک ہے، اسی طرح اگر کتے کے بدن سے بال جھڑ جائے، تو بھی وہ پاک ہے۔ کتا اگر مردہ ہو اور اس کا بال کسی نے کاٹ کر استعمال کیا یا پانی میں پڑ گیا، تو وہ ناپاک نہ ہوگا، اس لیے کہ مردہ ہونے کا اثر بال پر نہیں ہوتا ہے، لہذا بال اگر پہلے سے نجس نہیں ہے، تو موت سے نجس نہیں ہوگا۔ کتے کے بال کا استعمال بھی جائز ہے، چاہے زندہ کتے سے کاٹا گیا ہو یا مردہ کتے سے۔ (رد المحتار: ۲۰۸/۱، ۲۰۹) (طہارت کے احکام و مسائل: ص ۱۴۱۔ انیس

(۲) الیقین لایزول بالشک. (الأشباہ و النظائر: ص ۱۰۰)

(۳) الفتاویٰ الھندیہ: ۴۸/۱، دیکھئے شامی، کتاب الطہارۃ، مسئلہ سور: ۱۴۸/۱۔

واعلم أنه (لیس الکلب بنجس العین) عند الإمام، و علیه الفتویٰ الخ، و لو أخرج حیًّا و لم یصب فمه الماء لایفسد ماء البئر و لا الثوب بانتفاضه و لا بعضه مالم یر ریقه الخ و لاخلاف فی نجاسة لحمه و طهارة شعره. (الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، باب المیاہ، قبیل فصل فی البئر: ۲۰۸/۱، بیروت، انیس)

الجواب

قواعد شرعیہ سے وہ گڑ وغیرہ پاک ہے، کھانا اس کا درست ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۱۳)

شیرہ سے کتے نے چاٹ لیا اس کا حکم اور پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: ایک برتن میں گُڑ تھا، جس کے اوپر شیرہ تھا، ایک کتے نے اس کے اندر منہ ڈال کر اس میں سے کچھ شیرہ کھا لیا۔ پس اس گُڑ کا کیا حکم ہے، اس کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً

اگر وہ شیرہ منجمد ہے تب تو اوپر سے جس جگہ سے کتے نے کھایا ہے، تھوڑا پھینک دیا جاوے، باقی سب پاک ہے۔ اگر شیرہ منجمد نہیں بلکہ سائل ہے، تو وہ سب ناپاک ہوگیا، اور اس کے اتصال کی وجہ سے گُڑ بھی ناپاک ہوگیا۔ اس کو پاک کرنے کی صورت یہ ہے کہ اس کے برابر اس میں پانی ڈالا جاوے اور خوب ہلا کر جوش دے لیا جاوے، حتی کہ پانی اور گُڑ دونوں ممتاز ہو جائیں، پھر اس پانی کو پھینک کر اتنا ہی پانی ڈال دیا جائے، غرض اسی طرح تین مرتبہ جوش دینے سے پاک ہو جاوے گا۔ **کذا فی نفع المفتی و السائل**، ص: ۴۶.(۲) **ورد المحتار: ۱/ ۳۴۵**.(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، ۱۵/۱/۵۴ھ۔ صحیح: عبد اللطیف ۲۶ محرم ۵۴ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۵/۲۳۱، ۲۳۲)

جس راب میں کتے نے منھ ڈال دیا کس طرح پاک ہوگی:

سوال: راب میں کتّے نے منھ ڈال کر کھایا، وہ کس طرح پاک ہو سکتی ہے؟

الجواب

اس کے پاک ہونے کی صورت فقہا نے یہ لکھی ہے کہ اس راب کے برابر اس میں پانی ملا کر اس کو یعنی پانی کو جلا دیا جائے، اسی طرح تین دفعہ کرنے سے وہ راب پاک ہو جاوے گی۔ **کذا فی الدر المختار و الشامی**.(۴) فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۳۹)

---

(۱) ومنها الإحراق، الخ، إذا أحرق رأس الشاة ملطخا بالدم وزال عنه الدم يحكم بطهارته. (عالمگیری کشوری، باب الأنجاس: ۱/۴۳، ظفیر)

(۲) نفع المفتی و السائل: ص۱۴۵، کتاب الأنجاس ومایتعلق بها، المطهر الحادی عشر، دار ابن حزم، بیروت

(۳) ویطهر لبن وعسل ودبس ودهن بغلی ثلاثاً. (الدر المختار)

وقال العلامة ابن عابدین رحمه الله: قال فی الدرر: "لو تنجس العسل، فتطهیره أن یصب فیه ماء بقدره، فیغلی حتی یعود إلٰی مکانه،...... هکذا ثلاث مرات آه. (ردالمحتار: ۱/۳۳۴، مطلب فی تطهیر الدهن والعسل، سعید)

(۴) ویطهر لبن و عسل... آه. (رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فی تطهیر الدهن والعسل: ۱/۳۰۸، ظفیر)

کتّے نے شوربے کی دیگ میں منھ ڈالدیا، اس کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے:

سوال: کتّے نے شوربے کی دیگ میں منھ ڈالدیا، اور کسی قدر شوربہ پی لیا، تو شوربہ کے پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے، اگر شوربے میں اور کسی قدر شوربہ یا پانی ملایا جاوے اور شوربہ دیگ کے منھ پر سے بہہ جاوے، تو دیگ میں جو شوربہ ہے، وہ پاک ہوجاوے گا یا نہیں؟

الجواب

یہ طریق جو سوال میں لکھا ہے کہ اس دیگ میں اور شوربہ یا پانی اس قدر ملایا جاوے اور ڈالا جاوے کہ منھ کے اوپر کو بہہ جاوے، تو یہ طریق بھی پاک کرنے کا فقہا نے لکھا ہے اور دوسرا طریق پاک کرنے کا یہ ہے کہ جس قدر شوربہ ہے، اسی قدر پانی اس میں ڈال کر پکایا جاوے کہ وہ زائد پانی جل جاوے، اسی طرح تین دفعہ کیا جاوے، تو وہ شوربہ پاک ہوجائے گا۔

ويطهر لبن وعسل ودبس ودهن بغلي ثلاثا(درمختار)قال في الدرر: ولو تنجس العسل فتطهيره أن يصب فيه ماء بقدره فيغلي حتى يعود إلٰى مكانه الخ هكذا ثلاث مرات. (۱)قال في الشامي:"ومقتضاه أنه على القول الصحيح تطهر الأواني أيضاً بمجرد الجريان، (وأيضاً فيه) وقد مر أن حكم سائر المائعات كالماء في الأصح". (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۳۳۱/۱، ۳۳۲)

نشاستۂ گندم میں کتا منہ ڈال دے، تو اسکی طہارت کا طریقہ:

سوال: ایک واقعہ پیش آیا ہے، اسکے متعلق تکلیف گوارا فرما کر شرعی حکم سے مطلع فرمایا جائے، ہر چند بہشتی زیور و دیگر رسائل فقہ میں دیکھا گیا، لیکن مخصوص جزء نہیں ملی، واقعہ یہ ہے کہ ایک گھڑے میں نشاستہ گندم تیار کر کے رکھا تھا، اس کے اوپر پانی بھی تھا، انتظار تھا کہ تھوڑی دیر کے بعد جب نشاستہ اچھی طرح بیٹھ جائے، تو پانی نتھار دیا جائے کہ یکا یک کتے نے اس پانی میں منہ ڈال دیا، اس وقت نشاستہ تہہ نشیں تھا اور پانی اوپر آ گیا تھا، اب اس نشاستہ کے متعلق کیا حکم ہے، یہ پاک ہوسکتا ہے یا نہیں، اگر ہوسکتا ہے تو کس طرح؟

الجواب

کم از کم تین دفعہ پاک پانی نشاستہ میں ملایا جائے اور جب وہ تہہ نشیں ہوجائے، سارا پانی پھینک دیا جائے، سات

---

(۱) رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب في تطهير الدهن والعسل: ۳۰۹/۱، ظفير

(۲) رد المحتار، باب المياه، تحت قوله: وكذا البئر وحوض الحمام، مطلب في إلحاق نحو القصعة بالحوض. (۱۸۰/۱، ظفیر)

بار کیا جائے تو اور اچھا ہے، اس طرح نشاستہ پاک ہو جائے گا، **قیاسًا علی السمن و العسل.**

ویطھر لبن و عسل و دبس و دھن بغلی ثلاثا. (درمختار) **قال فی الدرر: ولو تنجس العسل فتطھیرہ أن یصب فیه ماء بقدرہ فیغلی حتی یعود إلیٰ مکانه الخ ھکذا ثلاث مرات.** (۱) واللہ اعلم

۱۴/ جمادی الثانیہ ۴۵ھ۔ (امداد الاحکام، جلد اول، ص ۳۹۴، ۳۹۵)

مرغی بھرے ہوئے حمام میں چونچ ڈالدے تو پاک رہا یا ناپاک:

سوال: مرغی نے بھرے ہوئے حمام میں چونچ ڈالدی، تو وہ پاک ہے یا نہیں؟

الجواب

پاک ہے۔ (۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۳۲۸)

آدمی کے بال کی جڑ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: آدمی کے بال اگر اکھاڑے جاویں، تو اُن بالوں کا سر ناپاک ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب

ناپاک ہوتا ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/ ۳۲۶)

جس جگہ سے بال اکھڑے ہوں اس کا حکم اور ان بالوں کا حکم:

سوال: آدمی کے بال اگر اکھاڑے جاویں، تو ان بالوں کا سر ناپاک ہے، بوجہ اس چکنائی کے جو اس میں لگی ہوتی ہے۔ (شامی) تو اب پوچھنا یہ ہے کہ:

(۱) جو بال کنگھی کرتے وقت اکھڑتے ہیں اور اس کے ساتھ جو چکنائی ہوتی ہے، ان بالوں کا سر ناپاک ہے یا نہیں؟

(۲) داڑھی کو برابر کرتے وقت جو بال اکھڑ جاتے ہیں اور ان کے ساتھ جو چکنائی ہوتی ہے، وہ ناپاک ہے یا نہیں؟

(۳) ایسے چکنائی والے بال اگر وضو کے بعد کوئی اکھاڑے یا اکھڑ جائے، تو وضو ٹوٹے گا یا نہیں؟

---

(۱) رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فی تطھیر الدھن و العسل: ۱/ ۳۰۹، انیس

(۲) وسؤر ھرۃ و دجاجة مخلاۃ، الخ، وسباع طیر لم یعلم ربھا طھارۃ منقارھا وسواکن بیوت طاھر للضرورۃ مکروہ تنزیھا فی الأصح إن وجد غیرہ وإلا لم یکرہ أصلاً. (الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، مطلب فی السؤر: ۱/ ۳۴۱ تا ۳۴۴، ظفیر)

(۳) (وشعر الإنسان) غیر المنتوف الخ (طاھر) (درمختار) (قوله غیر المنتوف) أما المنتوف فنجس (بحر) و المراد رؤوسه التی فیھا الدسومة. (ردالمحتار، باب المیاہ، مطلب فی أحکام الدباغة: ۱/ ۱۹۱، ظفیر)

(۴) اگر وضو کے بعد وہ بال اکھڑیں یا اکھاڑے جائیں، تو وہ جگہ دوبارہ دھونی پڑے گی یا نہیں؟
(۵) جس جگہ سے وہ بال اکھڑیں، وہ جگہ پاک ہوگی یا نہیں؟
(۶) اگر منہ دھوتے ہوئے بال اکھڑیں، تو ہاتھ ناپاک ہوگا یا نہیں؟
(۷) اگر یہ چکنائی والے بال کسی پانی وغیرہ کے برتن میں گریں، تو وہ پانی پاک ہوگا یا ناپاک؟
(۸) تر کپڑے یا تر ہاتھ پر وہ بال گریں، تو ناپاک ہوں گے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامدًا و مصلیاً

(۱و۲) ناپاک ہے۔(۱)
(۳) اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔
(۴و۵) نہیں۔
(۶) ہاتھ پر چکنائی لگے، تو ناپاک ہوگا ورنہ نہیں۔(۲)
(۷) مقدارِ ظفر (ناخن) ہو تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔
(۸) چکنائی لگ جائے تو ناپاک ہے ورنہ نہیں۔ فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۴/۱۳ھ
الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۴/۱۴ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۱۳۶/۵، ۱۳۷)

منی پاک ہے یا ناپاک:

سوال: منی کو اکثر ہدایت میں پاک تحریر فرماتے ہیں، اگر پاک ہے، تو بعد جماع کے غسل کیوں واجب ہوا؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

حنفیہ کے نزدیک منی ناپاک ہے۔(۳)

---

(۱) (قوله: شعر الإنسان غير المنتوف): أما المنتوف فنجس، بحر، والمراد رؤوسه التي فيها الدسومة. (ردالمحتار، مطلب في أحكام الدباغة: ۲۰۷/۱، سعید)

(۲) أقول: وعليه فما يبقى بين أسنان المشط ينجس الماء القليل إذا بل فيه وقت التسريح، لكن يؤخذ من المسألة الآتية كما قال ط: إن ما خرج من الجلد مع الشعر إن لم يبلغ مقدار الظفر لا يفسد الماء، تأمل. (ردالمحتار، مطلب في أحكام الدباغة: ۲۰۷/۱، سعید)

(۳) ونجاسة المني عندنا مغلظة، سراج. (ردالمحتار، باب الأنجاس: ۲۸۹/۱، ظفیر)

امام غزالی رحمہ اللہ شافعی المذہب ہیں، اس لیے انہوں نے ایسا لکھا ہے۔
اور غسل واجب ہونے کی وجہ ارشاد جناب باری تعالیٰ اور ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔(۱)
(فتاویٰ دارالعلوم: ۱/۴/۳۰)

منی ناپاک ہے:

سوال: حضرت امام شافعیؒ کے نزدیک خشک منی ناپاک نہیں، جیسا کہ کتاب میں لکھا ہے اور دھونے اور پوچھنے کی کچھ ضرورت نہیں، کیا وجہ کہ ایسی پلید چیز کو پاک لکھا ہے؟

الجواب

منی کا پلید ہونا آپ کے نزدیک ہے، ان کے یہاں نہیں، (۲) اور اس کی لم (علت، وجہ) آپ نہیں سمجھ سکتے، یہ علمی بحث ہے کہ جس کے بیان میں طول ہے ہم اور آپ مقلد ہیں، ہم کو علماء کا فرمانا بسر وچشم قبول ہے۔ فقط
(فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص ۲۴۶)

مذی و ودی کی شناخت کیا ہے، اور یہ کونسی نجاست ہے:

سوال: مذی اور ودی کی کیا شناخت ہے، اور مذی اور ودی نجاست غلیظہ ہے یا خفیفہ؟

الجواب

ردالمحتار میں مذی کی تعریف (یہ لکھی ہے):

"ماء رقيق أبيض يخرج عند الشهوة لا بها". (۳)

اور ودی کی تعریف یہ ہے:

"ماء ثخين أبيض كدر يخرج عقب البول"، نهر. (۴)

---

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "في المذي الوضوء وفي المني الغسل" رواه أحمد. (آثار السنن: ۱/۲۵، ظفیر)

(۲) (والمني نجس يجب غسله رطباً فإذا جف على الثوب أجزأ فيه الفرك) لقوله عليه السلام لعائشةؓ: "فاغسليه إن كان رطباً وافركيه إن كان يابساً". وقال الشافعيؒ: المني طاهر، والحجة عليه ما رويناه، وقال عليه السلام: "إنما يغسل الثوب من خمس، وذكر منها المني". (الهداية، باب الأنجاس وتطهيرها: ۱/۵۶)

"يا عمار! إنما يغسل الثوب من خمس، من الغائط والبول والقيء والدم والمني". (الدارقطني، باب نجاسة البول والأمر بالتنزه منه، ج اول، ص ۱۳۴، نمبر ۴۵۲، انیس)

(۳-۴) رد المحتار، أبحاث الغسل، قبيل مطلب في رطوبة الفرج: ۱/۴/۲۷، ظفیر

پس معلوم ہوا کہ مذی سفید رقیق پانی ہے جو بوقت شہوت نکلتی ہے، مگر شہوت کے ساتھ نہیں نکلتی اور ودی پیشاب کے بعد نکلتی ہے۔ اور یہ دونوں یعنی مذی اور ودی نجاست غلیظہ ہیں۔ جیسا کہ درمختار میں ہے، بیان نجاست غلیظہ میں:

"وكذا كل ماخرج منه موجباً لوضوء أوغسل مغلظ". الخ. (۱) (فتاویٰ دارالعلوم: ۳۰۸/۱)

مذی کے نکلنے سے بچنے کی تدبیر:

سوال: بعض اوقات بلا اختیار فاسد خیالات آ جانے کی وجہ سے مثانہ سے مذی خارج ہوتی ہے اور کوشش کے باوجود نماز میں یہی صورت پیدا ہو جاتی ہے، کیا نماز درست ہوگی؟ بینوا توجروا۔ (المستفتی ممتاز احمد، پشاور۔ ۱/۲/۱۹۸۶ء)

الجواب ــــــــــــــــ

ایسا شخص استنجا اور وضو کرتے وقت آلۂ تناسل کے سر پر ایک پٹی (ڈیڑھ انچ عرض، چھ انچ طویل) معمولی طور پر باندھے، تا کہ تکلیف سے محفوظ رہے۔ (۲) وھوالموفق (فتاویٰ دیوبند پاکستان، المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ جلد دوم: ۱۱۱)

منی اور مذی جو رقیق ہو اس کا رگڑ دینا طہارت کیلئے کافی نہیں:

سوال: منی جو اس زمانہ میں ضعف طبائع کے سبب رقیق ہوتی ہے، اگر کپڑے پر لگ کر سوکھ جائے، تو فرک (رگڑنے) سے پاک ہو جائے گی یا غسل (دھونے) کی ضرورت ہے، اور مذی اگر کپڑے کو لگ جاوے تو فرک کافی ہے یا غسل لازم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــ

فی رد المحتار: والنص ورد فی منی الرجل، ومنی المرأة ليس مثله لرقته وغلظ منی الرجل ،والفرک إنما يؤثر زوال المفروک أوتقليله وذلک فيما له جرم،والرقيق المائع لايحصل من فركه هذا الغرض فيدخل منی المرأة إذاكان غليظًا ويخرج منی الرجل إذاكان رقيقًا لعارض. (ج ۱/ص ۳۲۲) (۳)

وفيه: قال شمس الأئمة الحلوانی: مسئلة المنی مشكلة،لأن كل فحل يمذی ثم يمنی إلا أن يقال إنه مغلوب بالمنی مستهلک فيه فيجعل تبعًا. آه. (ج ۱/ص ۳۲۱) (۴)

روایت اولیٰ سے معلوم ہوا کہ منی رقیق (پتلی) فرک سے پاک نہ ہوگی اور روایت ثانیہ سے معلوم ہوا کہ مذی کا مطلقاً دھونا واجب ہے۔ **وإلا لم يكن لهذا الإيراد الجواب معنی.**

۸ فروری ۱۳۳۳ھ، تتمۂ ثالثہ، صفحہ: ۱۶۔ (امداد الفتاویٰ: ۱۲۴/۱۔۱۲۵)

---

(۱) الدر المختار علی صدر رد المحتار، باب الأنجاس، قبیل مطلب فی طهارة بوله صلی الله علیه وسلم: ۲۹۳/۱، ظفیر

(۲) وفی الهندية: إذاخاف الرجل خروج البول فحشا إحليله بقطنة ولولا القطنة يخرج من البول فلابأس به ولاينتقض وضوئه حتی يظهر البول علی القطنة، كذا فی فتاویٰ قاضی خان. (الفتاویٰ الهندية: جلداول ص ۱۰، باب الوضوء، فصل نواقض الوضوء)

(۳۔۴) باب الأنجاس، تحت قول الدر: ومنيها الخ: ۳۱۳/۱، تحت قول الدر: إن طهر رأس حشفة الخ: ۳۱۲/۱۔ انیس

حیض ونفاس کی سفیدی کا کیا حکم ہے:

سوال: حیض ونفاس سے فارغ ہوکر جوسفیدی آتی ہے، وہ اگر کپڑے کو یابدن کو لگ جائے ،تو بدن وکپڑا پاک رہے گا یانہیں؟

الجواب

رطوبت فرج خارج پاک ہے:

"وأما رطوبة الفرج الخارج فطاهرة اتفاقاً". (۱)

اور رطوبت فرج داخل ناپاک ہے:

"ومن وراء باطن الفرج فإنه نجس قطعاً". شامی، باب الأنجاس: ۲۸۸/۱۔ (۲)

پس اگر وہ سفید پانی اندر سے آیا ہے، تو وہ ناپاک ہے، اگر قدر درہم سے زیادہ بدن یا کپڑے کو لگ جائے، تو دھونا چاہئے۔ (فتاویٰ دارالعلوم: ۳۰۸/۱، ۳۰۹)

ناسور کا پانی ناپاک ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کے ناسور (زخم) سے کھانے کے وقت پانی نکلتا ہے اور وہ پانی کپڑوں کو لگتا ہے، تو ان کپڑوں سے نماز درست ہے یانہیں؟

الجواب

ناسور کا پانی نجس ہے، اگر قدر درہم سے زیادہ لگے گا، تو نماز صحیح نہ ہوگی، کم میں بکراہت ادا ہوتی ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم
بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص ۲۴۵)

دم غیر سائل پانی اور بدن وغیرہ کو ناپاک کرسکتا ہے یانہیں:

سوال: دم غیر سائل پانی اور کپڑے وبدن کو ناپاک کرتا ہے یانہیں؟

الجواب

صحیح ومفتیٰ بہ یہ ہے کہ دم غیر سائل پانی وبدن اور کپڑے وغیرہ کو نجس نہیں کرتا، جیسا کہ درمختار میں ہے:

"(و) كل (ما ليس بحدث)... كقيء قليل ودم لو ترك لم يسل (ليس بنجس) عند الثاني وهو الصحيح. (الدر المختار) (قوله: وهو الصحيح) كذا في الهداية والكافي وفي شرح الوقاية أنه ظاهر الرواية". (شامي) (۱)

(۱۔۲) رد المحتار، باب الأنجاس، تحت قول الدر: أي برطوبة الفرج: ۲۸۸/۱، ظفیر
(۱) ردالمحتار، نواقض الوضوء، بعد مطلب في حكم كي الحمصة: ۱۳۰/۱۔ ظفیر

پس اس سے معلوم ہوا کہ درمختار میں آگے جو امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر مائعات میں فتویٰ جوہرہ سے نقل کیا ہے، وہ ظاہر الروایہ نہیں ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۳۵۱/۱)

زخم کے اوپر جمے ہوئے خون کا حکم:

سوال (۱): اس خیال سے کہ درہم سے زیادہ خون، پیپ اور زخم کا نجس پانی مانع صلوٰۃ ہے۔ یا اس خیال سے کہ ان نجاسات کو زخم سے دور نہ کیا جائے، تو یہ نفسِ زخم کے دھونے سے مانع ہوگا۔ جس کا دھونا فرض تھا۔ کیا ان دو خیالوں کی وجہ سے درہم سے زائد صرف زخم کے اوپر والی جمی ہوئی نجاست کا چھڑانا واجب ہوگا یا نہ؟

۲: زخم پر پانی مضر تو نہیں، لیکن دوائی کی جمی ہوئی تہہ کو اگر مَل کر چھڑاتے ہیں، تو زخم کے بہہ پڑنے کا ڈر ہے۔ ورنہ اصل زخم نہیں دھلے گا۔ کیا جب کہ زخم پر پٹی نہ ہو تو جمی ہوئی دوائی کی تہہ قائم مقام زخم کی دھلنے کے نہ ہوگی؟

(حافظ سلیمان میواتی، عربی مدرسہ، رائے ونڈ، لاہور)

الجواب

جب تک خون، پیپ وغیرہ زخم سے بہہ کر جسم پر نہیں آتا، اس وقت تک اس کو نجس نہیں کہا جاتا۔ کیونکہ معدن میں ہے۔ پس ایسے خون وغیرہ کا زخم سے ازالہ کرنا ضروری نہیں۔

ہدایہ میں ہے: ''**مالا یکون حدثًا لا یکون نجسًا**''. (۱)

اور اگر زخم اس حالت میں ہے کہ موجودہ خون وغیرہ دور کرنے کے بعد نیچے سے تندرست جسم ظاہر ہوگا یا اس کے قریب، تو ایسی صورت میں اس کا چھڑانا ضروری ہونا چاہئے۔

۲: صورتِ مسئولہ میں جب کہ زخم کے بہنے کا اندیشہ ہو، تو سفوف کی تہہ کا زائل کرنا ضروری نہیں۔ کیونکہ یہ بھی ضرر میں داخل ہے۔ دوسری صورت میں اگر زخم بالکل ٹھیک ہو گیا ہے اور تہہ مذکور کے ازالہ سے زخم پر کوئی اثر نہیں پڑیگا، تو اسے اکھیڑ دینا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم

بندہ عبد الستار عفا اللہ عنہ، نائب مفتی، ۱۳۸۵/۱۲/۲۶ھ، الجواب صحیح، بندہ محمد عبد اللہ عفا اللہ عنہ، رئیس الافتاء (خیر الفتاویٰ: ۸۶/۲)

چائے پتی میں خون کی آمیزش:

سوال: چائے پتی میں خون کی آمیزش کی بابت ایک خبر بہت پہلے شائع ہوئی تھی کہ صدر انجمن تاجران (جو مسلمان ہیں) نے وضاحتی بیان شائع کرایا تھا کہ، خون یا گوشت کی ملاوٹ نہیں کی جارہی ہے، حکومت ہند نے اجازت منسوخ کر دی ہے اور عوام حسب سابق چائے پتی بلا جھجھک استعمال کر سکتے ہیں، اس وضاحتی بیان پر ہم کیسے

(۱) فصل فی نواقض الوضوء: ص ۱۰۔ انیس

یقین کریں، ممکن ہے کہ یہ بیان صداقت پر مبنی نہ ہو؟ (صاحبزادی خیر النساء وحبیب، شیر گیٹ)

الجواب ______________________

ایسے امور میں ایک شخص کی خبر کا بھی اعتبار ہے، بلکہ فقہا نے حلال وحرام گوشت کے سلسلے میں غیر مسلم خادم کی خبر کو بھی معتبر مانا ہے، اس لیے تاجران پتی کے بیان پر اعتماد کیا جاسکتا ہے، اگر اس کی تکذیب کے لیے کوئی واضح دلیل نہ ہو ،شریعت کا مزاج ویسے بھی ان مسائل میں زیادہ تحقیق وتجسس کا نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک بار ایک قافلہ کے ساتھ نکلے، جس میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے، یہ حضرات ایک حوض پر پہنچے، حضرت عمرو بن عاصؓ نے حوض کے مالک سے پوچھا کہ: کیا اس حوض سے درندے بھی پانی پیتے ہیں؟ حضرت عمر نے مالک حوض سے فرمایا کہ: تم اس سوال کا جواب ہمیں نہ دو۔(۱)

مقصد یہ تھا کہ شریعت نے پاکی کے اہتمام کا حکم تو دیا ہے، لیکن اس میں بہت زیادہ تجسس کا، جس سے ناقابل برداشت تنگی کا دروازہ کھلتا ہو، حکم نہیں دیا ہے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب (کتاب الفتاویٰ:۲/۸۱-۸۲)

خون آلود گوشت کس طرح پاک کیا جائے:

سوال: پاک صاف گوشت اگر دم مسفوح میں آلودہ ہوجائے، یا یہود ونصاریٰ کے خون آلودہ ہاتھ لگ جائیں، اس گوشت کو کس طور سے پاک کر کے کھائیں؟

الجواب ______________________

تین دفعہ دھونے سے پاک ہوجاوے گا۔ شامی میں ظہیریہ سے منقول ہے:

"ولو صبت الخمرة في قدر فيها لحم إن كان قبل الغليان يطهر اللحم بالغسل ثلاثاً الخ". (شامی:۱/۲۲۳)(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۶۴-۳۶۵)

بحالت اضطرار انسان کا خون چڑھانا درست ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص بیمار ہے، اور اس کا خون جسم میں کم ہے اور ڈاکٹر نے اس کے جسم میں خون کی قریب پانچ بوتلیں پانچ سو گرام کی دی ہیں، مگر یہ نہیں معلوم کہ وہ کس انسان کا خون تھا، عیسائی کا تھا یا یہودی کا، یا کافر کا تھا۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طریقہ سے دوسرے انسان کا خون لے سکتے ہیں یا نہیں، کیا اس میں شرط ہے کہ مسلمان ہی کا خون ہونا چاہیے یا کسی کا بھی ہو مسلمان میں چل سکتا ہے؟

(المستفتی عبد الصمد احمد پٹیل، گلاسٹر، لندن)

---

(۱) الموطا للامام مالک: ص ٦٦۔

(۲) ردالمحتار، باب الانجاس، مطلب في تطهير الدهن والعسل، تحت قوله ولحم طبخ الخ:۱/۳۰۹، ظفیر

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

نص قرآنی میں خون بھی مثل مردار اور شراب کے نجس وحرام ہے، خواہ مسلم کا ہو یا غیر مسلم کا (عیسائی، یہودی، مجوسی وغیرہ) ہو، خواہ مرد کا ہو، خواہ عورت کا، سب نجس وحرام ہے۔(۱)

اور یہ الگ بات ہوگی کہ حرمت نجاست کی شدت وغلظت کفر واسلام، متقی وغیر متقی وغیرہ کیفیات کے اعتبار سے کچھ باطنی فرق تو ہے، مگر اس فرق کا کوئی اثر اس کے استعمال کا جو حکم شرعی ہے اس میں ظاہر نہ ہوگا۔ کیوں کہ نفس حرمت ونجاست میں سب مشترک ہیں، اور حکم شرعی اس پر متفرع ہے اور وہ یہ ہے کہ اس کا استعمال کرنا خواہ خارجی ہو یا داخلی، بذریعہ انجکشن ہو یا کسی اور طریقہ سے بغیر اضطرار یا شدید مجبوری کے جائز نہیں ہوگا۔

لہذا اگر حاذق طبیب (ڈاکٹر) یہ تشخیص کردے اور کہہ دے کہ اس مرض کا یہی علاج ہے کہ اس جسم میں خون چڑھایا جائے، تو اس تشخیص کے مطابق خون چڑھانے کی گنجائش ہوجائے گی۔(۲)

اور چونکہ مریض کے جسم میں جس نمبر اور جس درجہ کا خون ہوتا ہے اسی نمبر اور اسی درجہ کا خون چڑھانا ضروری ہوتا ہے، اس لیے اسی نمبر کا خون خواہ مسلم کا ہو یا غیر مسلم کا، مرد کا ہو یا عورت کا، جس کا بھی ہو وہی دینا ضروری ہوگا، محض مسلمان کا ہی خون دینا ضروری نہ ہوگا۔ البتہ اگر پہلے سے معلوم ہوجائے کہ مسلمان کا خون اس نمبر اور اس درجہ کا ہے اور اس کا لحاظ کرلیا جائے اور کسی مسلمان ہی کا خون چڑھادیا جائے تو یہ بہتر ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ حسب تشخیص وتجویز ماہر ڈاکٹر کسی کا بھی خون ہو، بحالت مجبوری مسلمان کو بھی چڑھایا جاسکتا ہے، اور اس طرح خون چڑھانے سے حرمت مصاہرت یا رضاعت وغیرہ کا بھی خطرہ نہ ہوگا۔ فقط والسلام، واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر نظام الدین عفی عنہ، مفتی دار العلوم دیوبند (منتخبات نظام الفتاویٰ:۱/۲۹)

ناپاک چیز کا خارجی استعمال جائز ہے یا نہیں:

سوال: نجس چیز کا استعمال خارجاً درست ہے یا نہیں اگر نہیں، تو کیا میتہ اور شراب بھی اس میں داخل ہے، اگر داخل نہیں تو **ما به الفرق** کیا ہے، اس کو استصباح دہن نجس (۳) پر کیوں قیاس نہیں کرسکتے؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

شامی جلد اول ستر عورت کے بیان میں، درمختار کے اس قول: (**وله لبس ثوب نجس في غير صلوٰة**) کی توضیح میں مذکور ہے:

---

(۱) حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ، الخ. (پ:۶، ع:۵)

(۲) يجوز للعليل شرب الدم والبول وأكل الميتة للتداوی إذا أخبر طبيب مسلم أن شفاءه فيه ولم يجد من المباح مايقوم مقامه. (عالمگیری: ۵/۳۵۵، کتاب الکراهية، مرتب)

(۳) ناپاک تیل سے چراغ جلانا۔ انیس

قال ط: ولم يتعرض لحكم تلويثه بالنجاسة و الظاهر أنه مكروه لأنه اشتغال بمالا يفيد، الخ. (۱)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بلاضرورت نجس چیز کا استعمال خارجاً بھی مکروہ ہے، اور شراب ومیتہ کا بھی یہی حکم ہے بضرورت تداوی درست ہونا چاہئے، کیونکہ اس میں علت ''**اشتغال بما لایفید**'' موجود نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(عزیز الفتاویٰ: ۱/۱۸۹و۱۹۰)

نجس اشیاء کے خارجی استعمال کا حکم:

سوال (۱): نجس چیز کا استعمال خارجاً درست ہے یا نہیں، اگر ہے تو میتہ اور شراب بھی اس میں داخل ہے۔ اگر نہیں تو مابہ الفرق کیا ہے، نجس چیز کے خارجی استعمال کو استصباح دہن نجس پر کیوں قیاس نہیں کر سکتے؟

پیشاب سے کلی کرنے کا حکم:

سوال (۲): اگر نجس چیز کا خارجی استعمال جائز ہے، تو پیشاب سے مضمضہ بھی جائز ہے یا نہیں، اگر نہیں تو مابہ الفرق کیا ہے؟

الجواب

(۱و۲) نجس العین کا استعمال خارجاً وداخلاً ناجائز ہے، اورحرام اور نجس لغیرہ یعنی متنجس کا استعمال خارجاً جائز اور داخلاً ناجائز، چنانچہ نجس کپڑے کی بیع اور اس کا پہننا جائز ہے۔

ہدایہ میں ہے: **ولابيع جلود الميتة قبل أن تدبغ لأنه غير منتفع به.** (۲)

اس پر صاحب نہایہ لکھتے ہیں:

فإن قيل: نجاستها مجاورة باتصال الدسومات ومثله يجوز بيعه كالثوب النجس، انتهٰى. (باب البيع الفاسد)

پس میتہ اور شراب چونکہ نجس عین ہیں۔ (۳) لہٰذا ان کا استعمال کسی طرح جائز نہ ہوگا اور نہ اس کو دہن نجس پر قیاس کیا جا سکتا ہے، چنانچہ واضح ہے۔ (فتاویٰ مظاہر علوم: ۱/۷۸،۷۹)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاک تھے یا نہیں:

سوال: (۱) جنگ احد میں بعض صحابہ کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم کا خون چوسنا اور اس کا ذائقہ

---

(۱) رد المحتار، كتاب الصلوٰة، مطلب في ستر العورة: ۱/۴۰۴، بيروت، انيس

(۲) الهداية، جلد ثالث، باب البيع الفاسد: ص۳۹، مطبوعہ رشیدیہ

(۳) (الشراب)...... (مايسكر والمحرم منها أربعة)...... (وحرم قليلها و كثيرها) بالإجماع (لعينها) أى لذاتها، وفى قوله تعالٰى: اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ الاٰية عشر دلائل علٰى حرمتها مبسوطة فى المجتبٰى وغيره (وهى نجسة نجاسة مغلظة كالبول). (الدر المختار علٰى صدر رد المحتار، كتاب الأشربة، جلد خامس: ص۲۸۸-۲۸۹- خالد غفرلہ)

حاصل کرنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بول لے جانا روایت معتبرہ سے ثابت ہے، دراں حالیکہ یہ دونوں چیزیں نجس العین ہیں، پس اس واقعہ کی تاویل کیا ہے، ارشاد فرمایا جاوے؟

الجواب

روایت کی تو میں نے تنقید نہیں کی، لیکن اگر یہ ثابت بھی ہو تو علما نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ان رطوبات کو طاہر کہا ہے۔ علامہ شامی نے اس کی تحقیق کی ہے، پس کچھ بھی اشکال نہیں، اور اس کی کوئی دلیل میں نے کسی کے کلام میں منقول نہیں دیکھی، لیکن اسی وقت میرے ذہن میں آئی ہے، وہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان شاربین پر نکیر نہیں فرمایا، (۱) اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکیر نہ فرمانا حجۃ شرعیہ بالاجماع ہے۔ ربیع الثانی ۱۳۴۱ھ (تتمہ خامسہ ص: ۲۳۸)

سوال: (۲) ایک واعظ صاحب یہاں تشریف لائے تھے، انہوں نے حسب ذیل روایات بیان کیں، جن کے متعلق یہاں اکثر اصحاب اختلاف کرتے ہیں، حضور! براہ کرم برائے اطمینان اہل اسلام ان روایات کے متعلق تحریر فرمادیں کہ وہ صحیح ہیں یا غلط، اور اگر تکلیف نہ ہو تو کسی کتاب کا حوالہ بھی تحریر فرمادیں؟

روایات:

نمبر (۱): انبیا علیہم السلام کا بول و براز پاک ہوتا ہے، اور خصوصاً ہمارے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات بالکل پاک تھے، کیونکہ آپ سراپا نور تھے۔

نمبر (۲): انبیا علیہم السلام کے بول و براز کو زمین فوراً ہضم کر جاتی ہے۔

الجواب

خواہ مخواہ انہوں نے ایسی باتیں بیان کر کے مسلمانوں کو پریشان کیا، جو نہ عقائد ضروریہ میں سے ہیں نہ احکام میں سے۔ بیان کرنے کی چیز عقائد و احکام ہیں نہ کہ ایسی روایات جن پر دوسری اقوام بھی ہنسیں، ایسی روایات بعض غیر معتبر کتابوں میں آئی ہیں جن کی نہ تصدیق واجب ہے کیونکہ سند صحیح نہیں، اور نہ تکذیب واجب ہے اس لئے کہ فی نفسہ ممکن ہیں، اس لئے ایسے امور میں مشغول ہی نہ ہونا چاہئے نہ تصدیقاً نہ تکذیباً، اور ایسے واعظوں کا وعظ ہی کیوں سنا جاتا ہے اور ان سے مطالبہ سند کا کیوں نہ کیا گیا، اسی جلسہ میں حقیقت کھل جاتی۔ ۸/ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ (النور، رمضان ۱۳۵۰ھ ص ۱۰)

اس کے بعد اس کے متعلق دوسرا خط آیا، جو ذیل میں منقول ہے:

سوال: (۳) جناب ماسٹر محمد شریف خاں صاحب نے حال میں ایک استفتا خدمت عالی میں پیش کیا تھا جو

---

(۱) علامہ شامی نے اس مسئلہ پر رد المحتار: ۲۹۳/۱، پر بحث کی ہے، اور طہارت کی جو دلیل حضرت اقدس کے ذہن پر وارد ہوئی ہے بعینہٖ قاضی عیاضؒ نے ''الشفاء بتعریف حقوق المصطفٰی: ۴۱/۱، فصل فی نظافة جسمه الخ'' میں ذکر فرمائی ہے: ومنه (أی ومن الشاهد علٰی طهارة بوله ودمه وسائر فضلاته) شرب مالک بن سنان دمه یوم أحد ومصه إیاه وتسویغه (أی تجویزه) صلی الله علیه وسلم ذلک له وقوله لن تصیبه النار. آه۔ سعید احمد پالنپوری

ہمرشتہ عریضۂ ہذا ہے، جواب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روایات مذکورہ ضعیف ہیں اوران کی کوئی سند نہیں، حسب اتفاق ایک صاحب کو نشر الطیب میں انہیں روایات کو دیکھنے کا اتفاق پیش آ گیا، انہوں نے نشر الطیب کے صفحات ۱۳۵و۱۳۶ مجھ کو دکھلائے، اب وہ فتویٰ اور یہ تحریر متضاد معلوم ہوتی ہیں۔نشر الطیب میں روایت بقول حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان کی گئی ہے۔جواب جلد عطا فرمایئے؟ تا کہ تسکین ہو۔(۲۲/اگست ۱۹۳۱ء)

الجواب

ضعیف بلا سند نہیں ہوتی بلکہ بسند ضعیف ہوتی ہے، جو عقائد میں حجت نہیں، فضائل میں کھپ جاتی ہے، میں نے تحریر سابق میں یہی لکھا ہے کہ سند صحیح نہیں، تو دونوں تحریروں میں تضاد نہیں، کیونکہ ضعیف کی نفی نہیں کی اوراس ضعف سند ہی سے ایسی کتابوں کو غیر معتبر بتلایا تھا کیونکہ معتبر صحیح کو کہتے ہیں ضعیف کو نہیں کہتے ہیں، باقی یہ کہ پھر کتاب میں کیوں لکھا، سو کتاب تو فضائل میں ہے عقائد واحکام میں نہیں، اگر شاذ ونادر ایسی بھی کوئی روایت لکھی جائے کھپت ہو جاتی ہے، بخلاف وعظ کے کہ وہ عقائد واحکام کی تعلیم کے لئے ہوتا ہے، اس میں ایسے مضامین نہیں کھپتے، دوسرے وعظ سننے والے اکثر کم فہم ہوتے ہیں اور کتاب پڑھنے والے اکثر فہیم۔(۸/ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ)

اضافہ:

بعد تحریر جواب ہذا''**شرح الشفاء لملا علی القاری**'' میں یہ بحث نظر سے گذری۔انہوں نے ''فصل نظافۃ جسم نبوی'' میں اس پر بہت مبسوط لکھا ہے۔خلاصہ اس کا یہ ہے کہ بعض روایات کا تو ثبوت مقدوح ہے اور بعض کی دلالت اور بعض روایات میں شارحین کا یہ قول مذکور ہے۔''**شربته و أنا لا أعلم**'' یا ''**لا أشعر**''.

ایک روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کے متعلق نہی فرمانا مذکور ہے اور وہ یہ ہے:

روی ابن عبد البر أن سالم بن أبی الحجاج حجمه صلی اللّٰه علیه وسلم ثم ازدرد أی ابتلع، فقال: ''أما علمت أن الدم کله حرام''. وفی روایة: ''لا تعد فإن الدم کله حرام''.(۱)

پس مسئلہ بالکل منقح ہو گیا کہ طہارت کا دعویٰ بلا دلیل ہے۔

۸/ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ (النور، شوال ۱۳۵۰ھ، ص ۷)(امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۲۷ تا ۱۳۰)

بولِ نبویؐ سے متعلق ایک واقعہ اور اس کے متعلق سوال:

سوال: ایک مولوی صاحب نے وعظ میں ایک روایت بیان فرمائی کہ حضرت حفصہؓ بنت حضرت عمرؓ نے ایک

(۱) لیکن سہیلی نے ''**الروض الأنف**''(۲/۱۳۶) میں ابن عبد البرؒ کی مذکورہ روایت کے متعلق لکھا ہے:
إنه حدیث لایعرف له إسناد واللّٰه أعلم اه. بہرحال یہ مسئلہ نہ عقائد کا ہے نہ احکام کا، بلکہ خصائص نبوی اور فضائل کا ہے، اس لئے قطعی فیصلہ کی ضرورت نہیں ہے۔سعید احمد

مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قارورہ پی لیا۔ کیا یہ صحیح ہے؟ اور یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بول و براز پاک تھا۔ کیا یہ صحیح ہے؟

الجواب

یہ روایت احقر کی نظر سے کہیں نہیں گذری، اور نہ اس کی صحت وضعف کا کچھ حال معلوم ہے، البتہ طہارت بول و براز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصریح مواہب لدنیہ وغیرہ میں منقول ہے۔

کما فی رد المحتار: صحح بعض أئمة الشافعية طهارة بوله صلی اللّٰہ علیه وسلم وسائر فضلاته، وبه قال أبو حنیفةؒ، کما نقله فی المواهب اللدنیة عن شرح البخاری للعینی، الخ". (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۳۱)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات کا حکم:

سوال: کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فضلات پاک ہیں یا نہیں؟

الجواب

علماء کرام کی تحقیقات کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رطوبات طاہر ہیں، اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے شاربین پر نکیر نہیں فرمائی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکیر نہ فرمانا حدیثِ تقریری ہے، جو بالاجماع حجّتِ شرعی ہے۔

قال العلامة ابن عابدینؒ: صحح بعض أئمة الشافعية طهارة بوله صلی اللّٰه علیه وسلم وسائر فضلاته، وبه قال أبو حنیفةؒ کما نقله فی المواهب اللدنیة عن شرح البخاری للعینیؒ، وصرح به البیریؒ فی شرح الأشباه، آه. قال الحافظ ابن حجرؒ: تظافرت الأدلة علیٰ ذلک وعد الأئمة ذلک من خصائصه صلی اللّٰه علیه وسلم، ونقل بعضهم عن شرح المشکوٰة لملا علی القاریؒ: أنه قال: اختاره کثیر من أصحابنا". (ردالمحتار: ج ۱ ص ۳۱۸، باب الأنجاس، مطلب فی طهارة بوله صلی اللّٰه علیه وسلم) (۲) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۸۷)

---

(۱) رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فی طهارة بوله صلی اللّٰه علیه وسلم: ۱/۲۹۳۔ ظفیر

(۲) "قال الملا علی القاریؒ فی جمع الوسائل: قال ابن حجرؒ: وبهذا استدل جمع من أئمتنا المتقدمین وغیرهم علیٰ طهارة فضلاته صلی اللّٰه علیه وسلم وهو المختار وفاقاً لجمع من المتأخرین، فقد تکاثرت الأدلة علیه وعده الأئمة من خصائصه". (جمع الوسائل شرح الشمائل: ج ۲ ص ۳، باب ماجاء فی تعطر رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فضلہ پاک ہے:

کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فضلہ (پیشاب و پاخانہ) مذہب حنفی میں پاک اور قابل استعمال (خورد ونوش) ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ و باللّٰہ التوفیق

جی ہاں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فضلہ پاک تھا۔ شامی ج ا میں تصریح ہے، (۱) باقی یہ کیا سوال ہوا کہ استعمال (خورد ونوش) کے قابل ہے یا کہ نہیں؟ یہ سوال تو اس وقت پیدا ہو جب آج بھی کہیں موجود ہو۔

لغو سوالات نہیں اٹھانے چاہئے، بالخصوص جبکہ موقوف علیہ نجات مسئلہ نہ ہو، اس قسم کے سوالات سے فتنے پیدا ہوتے ہیں، بچنا چاہئے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

کتبہ محمد نظام الدین اعظمی، مفتی دار العلوم دیو بند، سہارنپور، ۱۳۸۵/۹/۲ھ۔ الجواب صحیح: محمود عفی عنہ (نظام الفتاویٰ: ۱/۱۴۰۔۱۴۱)

کشتی میں پاخانہ ملا ہوا پانی آجائے، تو وہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: بعض جگہ چھوٹی کشتی میں بیٹھے ہوئے پاخانہ پیشاب کرتے ہیں اور جو تھوڑا پانی کشتی میں ہمیشہ رہتا ہے اس میں پیشاب پاخانہ مل جاتا ہے، وہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟ اور جو لوگ اس پانی کو کھینچ کر ہاتھ نہیں دھوتے، اُن کے برتن پاک ہیں یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اگر کشتی میں پانی دریا سے آتا اور جاتا رہتا ہے، تو کشتی کا پانی بھی پاک ہے، اس میں وہم نہ کرنا چاہئے۔ (۲) اور اگر بالفرض پانی کشتی کا ناپاک ہو، تب بھی اُن کے برتنوں کو بدون اس کے کہ ان کے برتنوں میں نجاست کا لگنا محقق نہ ہو، ناپاک نہ سمجھنا چاہئے، اور کھانا پینا اُن میں درست ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۴۱)

کبوتر کی بیٹ نجس ہے یا نہیں، اور مسجد میں جو کبوتر ہوں انہیں بیچ کر قیمت مسجد میں لگانا کیسا ہے:

سوال: کبوتروں کا گُوہ (بیٹ) نجس ہے یا نہیں، اور مسجد میں جو کبوتر رہتے ہیں، اُن کو فروخت کرکے اُن کی قیمت اُسی مسجد میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں؟

---

(۱) صحح بعض أئمة الشافعية...الخ. (ردالمحتار: ج ا ص ۳۱۸، باب الأنجاس، مطلب فی طهارة بوله صلى اللّٰه عليه وسلم، انيس)

(۲) ثم المختار طهارة المتنجس بمجرد جريانه. (الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، باب المياه، مطلب يطهر الحوض بمجرد الجريان: ۱/۱۸۰۔ ظفیر)

(۳) قال الفقهاء: اليقين لا يزول بالشک. (الهداية، قبيل فصل فی الآسار: ۱/۲۸، ظفير)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

کبوتروں کی بیٹ پلید نہیں ہے۔(۱) اور مسجد کے کبوتروں کو پکڑ کر فروخت کر کے مسجد میں اُس قیمت کو صرف کرنا درست ہے۔(فتاویٰ دارالعلوم:۳۲۲/۱)

خفاش کا بول اور بیٹ پاک ہے:

سوال: چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ پاک ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

خفاش کا بول اور بیٹ پاک ہے۔

فی الدر المختار:(وبول غیر مأکول ولو من صغیر لم یطعم)إلابول الخفاش وخرء ہ فطاھر،وفی ردالمحتار عن البدائع وغیرہ:بول الخفافیش وخرؤھا لیس بنجس لتعذر صیانہ الثوب والأوانی عنھا......وإلا کان الأولیٰ أن یقول فمعفو عنہ.باب الأنجاس.(۲)

۱۴/ جمادی الثانی ۱۳۳۹ھ۔النور:ص۱۸، رمضان ۴۹ھ(امدادالفتاویٰ:۱۳۰/۱۔۱۳۱)☆

(۱) وذرق ما یؤکل لحمہ من الطیر طاھر عندنا مثل الحمام والعصافیر،کذا فی السراج الوھاج.(عالمگیری کشوری، باب النجاسات:۴۵/۱،ظفیر)

عن الحسنؒ قال:سقطت ھائمة علی الحسن فذرقت علیہ فقال لہ بعض القوم: نأتیک بماء تغسلہ فقال:لا،وجعل یمسحہ عنہ۔(مصنف ابن أبی شیبة،الذی یصلی و فی ثوبہ خرء الطیر ،ج اول،ص۱۱۰،نمبر۱۲۵۶)اس اثر میں ہے کہ پرندے کی بیٹ پاک ہے،یا نجاست خفیفہ ہے۔انیس

(۲) الدر المختار مع ردالمحتار،مطلب فی طھارۃ بولہ صلی اللہ علیہ وسلم: ۳۱۸/۱،بیروت،انیس

☆ چمگادڑ کی بیٹ پاک ہے یا نجس:

سوال: چمگادڑ کی بیٹ جس کو اس کے منہ کا اگال بھی کہا جاتا ہے پاک ہے یا ناپاک،بعض مساجد میں بکثرت ہوتی ہیں،اس پر نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــ

فی الدر:(فی رقیق من مغلظة کعذرۃ)......(وبول غیر مأکول ولو من صغیر لم یطعم) إلابول الخفاش وخرأ ہ فطاھر.وقال الشامی،ج ا ص ۳۲۸: وفی البدائع وغیرہ: بول الخفافیش وخرؤھا لیس بنجس لتعذر صیانة الثوب والأوانی عنھا الخ.

پس بیٹ چمگادڑ کی پاک ہے اور نماز اس پر جائز ہے۔واللہ اعلم۔کتبہ الاحقر عبدالکریم عفی عنہ،۶ جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ۔الجواب صحیح:ظفر احمد عفا عنہ(امداد الاحکام جلد اول،ص۳۹۸،۳۹۹)

چمگاڈر کے پیشاب کا حکم:

سوال: یہاں ہمارے علاقہ میں چمگاڈر بہت ہیں،کبھی کبھی وہ پیشاب ہمارے کپڑوں پر کر جاتے ہیں،لیکن ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا،اور اسی حالت میں نماز پڑھ لیتے ہیں،تو ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ ==

مرغی بگلے وغیرہ پرندوں کی بیٹ کی ناپاکی کا حکم:

سوال: پیخال مرغی کی اور بگلے کی پاک ہے یا ناپاک، اور اسی طرح اور حلال جانوروں کی، مثلاً مور کی یا چڑیا کی یا کبوتر، یا ڈھیڈ (کوے) کی پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

پیخال مرغی کی ناپاک ہے، (۱) اور جس پرند حلال کی عادت پیخال، ہوا میں کرنا ہے، وہ نجس نہیں اور کبوتر اور کنجشک کی بھی نجس نہیں۔ (۲) بدست خاص سوال: ۱۳۱۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۳۶۳) ☆

الجواب

اگر چہ قاعدہ کی رو سے غیر ماکول اللحم کا پیشاب وغیرہ نجاستِ غلیظہ ہے، مگر چمگاڈر بوجہ مجبوری کے اس حکم سے مستثنیٰ ہے، اس لئے کہ ان سے احتراز (بچنا) ممکن نہیں، لہذا چمگاڈر کا پیشاب وبیٹ پاک ہے اور ان کپڑوں کے ساتھ (جن پر چمگاڈر کا پیشاب وغیرہ لگا ہو) پڑھی گئی نماز بھی درست ہے۔

قال العلامة الحصكفيؒ: (وبول غيرمأكول و لومن صغيرلم يطعم) إلابول الخفاش وخرأه، قال ابن عابدينؒ: تحته......في البدائع وغيره: بول الخفافيش وخرؤها ليس بنجس لتعذرصيانة الثوب والأواني عنها لأنها تبول من الهواء وهي فأرة طيارة فلهذا تبول، آه، و مقتضاه أن سقوط النجاسة للضرورة". (ردالمحتار: ج ١ ص ٣١٨، ٣١٩، باب الأنجاس، مطلب في طهارة بوله صلى الله عليه وسلم وبدائع الصنائع: ج ١ ص ٦٢، فصل وأما الطهارة الحقيقية) (فتاویٰ حقانیہ جلد دوم، صفحہ ۵۸۳ و ۵۸۴)

(۱) مرغی، بطخ، لقلق وغیرہ حلال پرندوں کی بیٹ جو بہت بدبودار ہوتی ہے، یا حرام پرندوں کی بیٹ بھی، جیسے گدھ وغیرہ کی بیٹ بہت بدبودار ہوتی ہے یہ سب نجاست غلیظہ ہے۔ (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۳۰)

(وخرء) كل طيرلايذرق في الهواء كبط أهلي (ودجاج) الخ (وروث وخثى) أفاد بهما نجاسة خرء كل حيوان غيرالطيور. (الدرالمختار علىٰ صدرردالمحتار، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة الخ: ١/ ٣٢٠، بيروت، انیس)

(۲) في البدائع وغيره: بول الخفافيش وخرؤها ليس بنجس لتعذر صيانة الثوب والأواني عنها لأنها تبول من الهواء وهي فأرة طيارة فلهذا تبول، آه، ومقتضاه أن سقوط النجاسة للضرورة". (ردالمحتار: ج ١ ص ٣١٨، ٣١٩، باب الأنجاس، مطلب في طهارة بوله صلى الله عليه وسلم، انيس)

ذرق على ابن عمر طائر، فمسحه بحصاةٍ وصلى ولم يغسله. (مبسوط سرخسی: ۱/ ۵۷، انیس)

عن ابي الأشهب السعدي، قال: رأيت يزيدبن عبدالله بن الشخير أباالعلاء ذرق عليه طيروهويصلي، فمسحه ثم مضى في صلوته. (مصنف ابن ابی شیبۃ: ۱/ ۱۱۱، نمبر ۱۲۵۷، انیس)

☆ **مور کی بیٹ ناپاک ہے:**

سوال: مور کی بیٹ پاک ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب باسم ملهم الصواب

جو پرندے کبوتر اور کوے وغیرہ کی طرح ہوا میں نہیں اڑتے، جیسے مرغی اور بطخ وغیرہ ان کی بیٹ ناپاک اور نجاست غلیظہ ہے۔ (الدر المختار علىٰ صدر ردالمحتار، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة الخ: ١/ ٣٢٠، بيروت) عن حمادؒ أنه كره ذرق الدجاج. (مصنف ابن أبي شيبة، في خرء الدجاج، جلد اول، ص ۱۱۱، نمبر ۱۲۶۰، انیس) چونکہ مور بھی عام پرندوں کی طرح نہیں اڑتا۔ اس لیے اس کی بیٹ بھی نجاست غلیظہ ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ یکم صفر ۸۹ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۹۳۔۹۴)

انڈا باہر سے ناپاک ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ انڈے کے بیرونی حصہ کی طہارت ونجاست سے متعلق جو امام صاحبؒ اور صاحبینؒ میں اختلاف ہے۔اس میں راجح قول کیا ہے؟ مدلل بیان فرما کر ممنون فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

انڈے کی طہارت سے متعلق حضرات ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ سے کوئی صراحت نظر سے نہیں گزری، البتہ رطوبۃ الفرج سے متعلق اختلاف کتب فقہ میں منصوص ہے، فرج خارج کی رطوبت بالاتفاق طاہر اور رطوبت رحم بالاتفاق نجس ہے، فرج داخل کی رطوبت عندالامامؒ طاہر اور عندالصاحبین نجس ہے، کسی قول کی ترجیح کی صراحت نہیں ملی، قہستانی، نظم اور مجتبیٰ میں قول نجاست اختیار کیا ہے۔ درمختار کی تعبیر سے طہارت کو اور تاتارخانیہ کی تحریر سے نجاست کو ترجیح معلوم ہوتی ہے۔

قال فی العلائية: ولا (يجب الغسل) عند وطی بهيمة أوميتة أوصغيرة غيرمشتهاة بأن تصير مفضاة بالوطی وإن غابت الحشفة ولاينتقض الوضوء فلايلزم إلا غسل الذكر، قهستانی عن النظم. (ردالمحتار: ۱/۱۵۴)

وفيها أيضا: وفی المجتبیٰ: أولج فنزع فأنزل لم يطهر إلابغسله لتلوثه بالنجس آه أی برطوبة الفرج فيكون مفرعًا علٰی قولهما بنجاستها، أما عنده فهی طاهرة كسائررطوبات البدن (جوهرة) وفی الشامية: (قوله برطوبة الفرج) أی الداخل بدليل قوله أولج، وأما رطوبة الفرج الخارج فهی طاهرة اتفاقًا آه ح وفی منهاج الإمام النووی: رطوبة الفرج ليست بنجسة فی الأصح، قال ابن حجرفی شرحه: وهی ماء أبيض متردد بين المذی والعرق يخرج من باطن الفرج الذی لا يجب غسله بخلاف مايخرج مما يجب غسله فإنه طاهرقطعًا و من وراء باطن الفرج فإنه نجس قطعًا ككل خارج من الباطن كالماء الخارج مع الولد أوقبيله آه (قوله أما عنده): أی عند الإمام، وظاهر كلامه فی آخر الفصل الآتی أنه المعتمد. (ردالمحتار: ۱/۲۸۸)

وفی الشامية (قوله رطوبة الفرج طاهرة): و لذا نقل فی التاترخانيه أن رطوبة الولد عند الولادة طاهرة وكذا السخلة إذا خرجت من أمها وكذا البيضة فلايتنجس بها الثوب والماء إذا وقعت فيه لكن يكره التوضی به للاختلاف وكذا الأنفحة وهو المختار وعندهما تتنجس وهو الاحتياط آه، قلت: وهذا إذا لم يكن معه دم ولم يخالط رطوبة الفرج مذی أومنی من الرجل أو المرأة. (ردالمحتار: ۱/۳۲۳)

"رطوبة الولد والسخلة والبيضة" کومشائخ رحمہم تعالیٰ نے "رطوبة الفرج الداخل" پر قیاس کیا ہے۔ بندہ نے اس پر بارہا غور کیا، مگر وجہ القیاس سمجھ میں نہ آئی، اس لئے کہ "رطوبة الولد" رحم کی رطوبت ہے۔ جو بالاتفاق نجس ہے، بالخصوص جبکہ قبیل الولادۃ اور مع الولد رطوبت کا خروج متیقن ہے اور اس کی نجاست متفق علیہ ہے۔ **كما مر من الشامية.**

قال الرافعي رحمه الله (قوله ولذا نقل في التتارخانية أن رطوبة الولد عند الولادة طاهرة) عبارة السندي: وكذلك رطوبة الولد عند الولادة الخ ولعلها أولىٰ فإن التعليل الذي ذكره غير ظاهر، تأمل. (التحرير المختار: ۱/ ۴۲)

حضرت تھانوی قدس سرہ نے امداد الفتاوی میں اس اشکال کو یوں رفع فرمایا ہے:

وما قالوا من طهارة رطوبة الولد الخارج من الرحم فالمراد ما علىٰ بدنه وهو كالدم الذي على اللحم مع أن الدم السائل نجس فكذالك رطوبة الرحم نجسة ورطوبة الولد طاهرة، فافهم.

مگر اس جواب سے تشفی نہیں ہوتی، اس لئے کہ لحم کے ساتھ ملصق دم سائل قبل الخروج اپنے معدن میں ہے۔ اس لئے اس کا حکم ظاہر نہیں ہوگا اور جب یہ لحم ظاہر ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ملصق دم سائل نہیں، بخلاف رطوبۃ الولد کے کہ وہ خروج کی حالت میں بھی رحم ہی کی رطوبت ہے، جو بالاتفاق نجس ہے۔

اگر یہ فرق تسلیم نہ بھی کیا جائے تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ طہارۃ اللحم منصوص خلاف قیاس ہے۔ اس لئے اس پر رطوبۃ الولد کو قیاس کرنا صحیح نہیں، پھر اگر رطوبۃ الولد کی طہارت امام رحمہ اللہ سے منقول ہوتی، تو بھی اس کی توجیہ میں کوئی تکلف کیا جاتا بلکہ بتکلف بھی اگر کوئی توجیہ سمجھ نہ آتی، تو بھی قول امام مقلد پر حجت ہوتا، مگر اوپر بیان کیا جا چکا ہے کہ رطوبۃ الولد وغیرہ کا حکم امام رحمہ اللہ سے منقول نہیں۔

بعض حضرات "رطوبۃ الولد" اور "رطوبۃ البیضہ" میں یہ فرق کرتے ہیں کہ مرغی میں رحم ہونے کا یقین نہیں اور اگر ہو بھی تو اس کی رطوبۃ کی نجاست منقول نہیں۔ یہ اس لئے صحیح نہیں کہ عام حیوانات کے خلاف مرغی میں رحم کا نہ ہونا یا اس کی رطوبۃ رحم کا طاہر ہونا محتاج دلیل ہے۔

غرضیکہ دلائل کے پیش نظر "رطوبة الولد والبيضة" کی نجاست راجح معلوم ہوتی ہے، اور یہ قول ارجح ہونے کے ساتھ احوط بھی ہے۔ اور قول طہارت اوسع ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

غرہ رجب المرجب ۹۶ھ۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۸۴ تا ۸۶)

حیوان غیر ماکول کے پیٹ سے نکلے ہوئے انڈے کا حکم:

سوال: غیر ماکول اللحم جانور کے پیٹ سے نکلا ہوا انڈا اس جانور کے ذبح کر دینے سے پاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟

الجواب

غیر ماکول اللحم حیوان کے پیٹ سے نکلا ہوا انڈا اس حیوان کو ذبح کر دینے سے پاک نہیں ہوگا، اس لیے کہ فقہا رحمہم اللہ کا غیر ماکول اللحم جانور کو ذبح کرنے سے اس کے گوشت کے پاک ہونے میں اختلاف ہے کہ وہ پاک ہو جاتا ہے یا نہیں اور عدم طہارت لحم کو راجح قرار دیا ہے، چنانچہ درمختار میں ہے:

ہر وہ چمڑا جو دباغت سے پاک ہو جاتا ہے صحیح مذہب پر پاک ہو جاتا ہے۔ (الدر المختار علی صدر رد المحتار: ۱/۱۳۷)

مگر غیر ماکول اللحم جانور کا گوشت اکثر علما کے نزدیک پاک نہیں ہوتا، مفتیٰ بہ روایتوں میں صحیح یہی ہے، اگرچہ فیض میں کہا ہے کہ فتویٰ اس کی طہارت پر ہے، انتھیٰ۔

پھر جاننا چاہیے کہ اگر اس کے گوشت کی پاکی بالفرض تسلیم بھی کر لی جائے تو یہ امر ہمیں تسلیم نہیں کہ اس کا انڈا بھی ذبح کرنے سے پاک ہو جائے، اس لیے کہ وہ حیوان کہ جس کا چمڑا دباغت کو قبول نہ کرے تو اس کا چمڑا بھی دباغت سے پاک نہیں ہوتا، پس اس کا گوشت بھی پاک نہ ہوگا اور اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ غیر ماکول اللحم جانور کے چمڑے اور گوشت کے پاک ہونے کی اصل علت دم مسفوح کا نکلنا ہے ذبح کرنے کے بعد اور اسی قاعدہ پر دوسرے اجزائے حیوان کو قیاس کیا جائے گا کہ جن میں نہ تو دم ہے اور نہ حیات ہے، تو ایسے اجزا میں ذبح کرنے کا کچھ بھی اثر اور فائدہ نہ ہوگا، پس باقی رہے وہ اجزا اپنی حالت اصلیہ پر، پس یہی حکم بالکل ان کے انڈے کا ہوگا کہ اس میں نہ تو حیات ہے اور نہ ذبح کرنے کا کوئی اثر اس میں ظاہر ہوا، پس باقی رہا انڈا اپنی حالت اصلیہ پر۔

پس حاصل کلام یہ ہے کہ غیر ماکول اللحم حیوان کے تمام اجزا ناپاک ہیں اور پاکی جو ثابت ہوتی ہے وہ ذکاۃ کے عارض ہونے کی وجہ سے ہے، اور انڈے کے اندر جانور کے ذبح کرنے کا کوئی اثر ہوا نہیں، تو معلوم ہوا کہ انڈا اپنی اصلی نجاست پر اسی طرح باقی ہے۔

اور نیز علامہ شامی نے اس کی تصریح بھی فرمائی ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ حیوان کا ذبح کرنا اس کی جلد اور لحم دونوں کے لئے مطہر ہے، بشرطیکہ حیوان ماکول اللحم ہو اور اگر حیوان ماکول اللحم نہ ہو تو دو صورتیں ہیں، یا تو وہ جانور نجس العین ہوگا یا نجس العین نہیں، اگر نجس العین ہے تو وہ پاک ہی نہیں ہو سکتا اور اگر نجس العین نہیں ہے، تو اب پھر دو صورتیں ہیں، اول یہ کہ وہ حیوان ایسا ہے کہ اس کا چمڑا دباغت کو قبول نہیں کرتا تو اس کا حکم بھی ایسا ہی ہے کہ وہ بھی پاک نہیں ہوگا، اس لیے کہ اس صورت میں جب کہ وہ دباغت کو قبول نہیں کرتا تو اس کا چمڑا بمنزلہ لحم کے ہوگا اور اگر دباغت

کی صلاحیت رکھتا ہے تو ذبح کرنے سے پاک ہوجائے گا۔

پس علامہ شامیؒ کی اس تفصیل سے یہ ثابت ہوگیا کہ غیر ماکول اللحم جانور کا انڈا اگر چہ وہ جانور ذبح کر دیا گیا ہو، پاک نہیں ہوگا۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔اَملاہ خلیل احمد عفی عنہ (عربی ترجمہ: محمد خالد غفرلہ)(۱) (فتاویٰ مظاہر علوم: ۱/۷۹۔۸۱)

مرغی کو ذبح کرکے آلائش صاف کئے بدون، پانی میں جوش دیدیا، تو پاک ہے یا ناپاک:

سوال: بہشتی گوہر صفحہ ۹ مطبوعہ گورکھپور میں تحریر ہے: ''مرغی یا کوئی پرند، پیٹ چاک کرنے اور اس کی آلائش نکالنے سے پہلے پانی میں جوش دی جائے، جیسا کہ آج کل انگریزوں اور ان کی ہم مشن ہندوستانیوں کا دستور ہے، تو وہ کسی طرح پاک نہیں ہوسکتی'' انتہی۔اب دریافت طلب یہ ہے کہ یہ مسئلہ کس کتاب کے کس باب سے نقل کیا گیا ہے، میں نے شامی کی ''کتاب الطہارت'' ''کتاب الذبائح'' پوری اور اکثر حصہ ''الحظر والاباحۃ'' کا، دیکھا ہے، مجھ کو یہ جزئیہ کہیں نہیں ملتا، مجھ کو اس مسئلہ میں شبہ نہیں ہے۔دوسروں کو تسکین دینے کی ضرورت ہے۔

ثانیا: معروض ہے کہ وہ پرند، صورت مسئولہ میں مکروہ تحریمی ہوگا یا حرام، اس اطراف میں دستور ہے کہ مرغی کو ذبح کرکے سرد ہونے کے بعد آگ پر جھلس لیتے ہیں، اس صورت میں اس مرغی کا کیا حکم ہے، پہلی صورت میں بغیر چاک کئے تلوث کی وجہ سے ناپاک رہی، اور اس صورت میں تلوث بظاہر نہیں ہے اگر اس کا پیٹ چاک کرکے جھلسا دیا جائے تو پھر کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی، امید ہے کہ ان تمام باتوں کا جواب مع حوالۂ کتاب بقید صفحہ و باب روانہ فرما کر ممنون فرمائیں گے؟

الجواب

بہشتی گوہر میں تو اس وقت دیکھ نہیں سکا، مگر شامی میں وہ جزئیہ مل گیا، اس کی عبارت نقل کرتا ہوں:

فی الدر المختار: وكذا دجاجة ملقاة حالة غلى الماء للنتف قبل شقها (فتح) في ردالمحتار: (قوله وكذا دجاجة): قال فى الفتح: إنها لاتطهر أبدًا، لكن علىٰ قول أبى يوسفؒ تطهر، والعلّة (والله أعلم) تشربها النجاسة بواسطة الغليان، آه. (ص: ۳۴۵، مطبوعہ مصر، ۱۲۹۴ھ **قبيل فصل الاستنجاء)**

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، اور منع کو اس لئے ترجیح ہے کہ اس کی نظیر **مذکور فيما يستقبل متصلاً** میں عدم طہارت کو مفتیٰ بہ کہا ہے اور اس کو امام صاحب کا قول بتلایا ہے۔(۲) اور مانعین جب اس کو نجس کہتے

---

(۱) اصل سوال و جواب عربی زبان میں ہے جو صفحہ: ۷۹، ۸۰، پر درج ہے، یہاں صرف ترجمہ پر اکتفاء کیا جارہا ہے۔انیس

(۲) وهوقول الدرالمختار: وفى التجنيس: حنطة طبخت فى خمر لاتطهر أبدًا، به يفتىٰ، آه، وفى رد المحتار عن التجنيس: لوطبخت الحنطة فى الخمر، قال أبويوسفؒ: تطبخ ثلاثًا بالماء وتجفف فى كل مرة، وكذلك اللحم، وقال أبوحنيفة: إذا طبخت فى الخمر لاتطهر أبدًا، وبه يفتىٰ، آه. سعید احمد پالنپوری

ہیں تو حرام بھی کہیں گے ۔(۱) باقی جھلسنا، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس سے نجاست زائل ہوجاوے تو طاہر ہو جاوے گا ورنہ نہیں ۔(۲)

فی ردالمحتار، تحت(قوله ونار): كما لو أحرق موضع الدم من رأس الشاة (بحر) وله نظائر تأتى قريبًا، ولا تظن أن كل مادخلته النار يطهر كما بلغنى عن بعض الناس أنه توهم ذٰلک بل المراد أن ما استحالت به النجاسة بالنار أوزال أثرها بها يطهر، ولذا قيد ذٰلک فى المنية بقوله فى مواضع" اھ. (۳) ۷/ ذیقعدہ ۴۲ھ، تتمۂ خامسہ، صفحہ: ۳۱۴۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/ ۱۳۵۔ ۱۳۷) ☆

بال اتارنے کے لیے مرغی کو گرم پانی میں ڈالنا:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مرغیوں کا گوشت فروخت کرنے

---

(۱) یعنی مفتیٰ بہ قول کے مطابق جب وہ پرند ناپاک ہوا تو اس کا کھانا حرام ہوگا۔ سعید احمد پالنپوری

(۲) حضرت مجیبؒ کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ بکری، مرغی یا اور جانوروں کے سر اور پیروں وغیرہ پر ذبح کرنے کے بعد جو خون مسفوح لگا ہوا ہوتا ہے، وہ جلا دینے سے پاک ہوجاتا ہے، جب کہ اس کا اثر بالکل زائل ہوجائے: **و(يطهر)رأس الشاة إذا زال عنها الدم به اه.(مراقى)قوله به،أى بالإحراق، اه. (طحطاوى: ص۸۷)** لیکن سائل کا منشا غالبًا یہ نہیں ہے، بلکہ وہ یہ پوچھ رہا ہے کہ مرغی وغیرہ پرندوں کو ذبح کر کے سرد ہونے کے بعد پر اکھاڑنے کی زحمت سے بچنے کے لئے آگ پر جھلس لیتے ہیں اور کبھی بڑے بڑے پر اکھاڑ کر جو چھوٹے چھوٹے پر جسم پر رہ جاتے ہیں ان کو جھلس لیا جاتا ہے، تو چونکہ ہنوز اس کے پیٹ سے آلایش نہیں نکالی گئی، اس لئے اس کا حکم اس مرغی کے مانند ہوگا، جسے ذبح کر کے آلائش صاف کئے بغیر پانی میں جوش دیدیا گیا ہے، یا کچھ اور حکم ہوگا؟ تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس جھلسنے سے وہ مذبوح ناپاک نہیں ہوگا، اس لئے کہ یہ جھلسنا معمولی ہوتا ہے جس کا اثر صرف چمڑی تک رہتا ہے، اندر نجاست تک اس کا اثر نہیں پہنچتا، اور جوش دادہ مرغی کے ناپاک ہوجانے کی جو علت "**تشربه النجاسة**" بیان کی گئی ہے، وہ یہاں مفقود ہے، اس لئے وہ پرندہ پاک اور حلال ہے، واللہ اعلم۔ سعید احمد

(۳) **باب الأنجاس: ۱/ ۳۱۵، بیروت، انیس**

☆ مرغی ذبح کر کے بال چمڑا نکالنے کے لیے گرم پانی میں ڈالنا کیسا ہے:

سوال: ایک مسلم نے مرغی ذبح کی، پھر اس میں سے خراب اشیا نکال کر اس کو کھولتے ہوئے گرم پانی میں ڈال کر اس کے بال و پر صاف کئے، تو یہ مرغی کھانا حلال ہے یا حرام؟

نوٹ: ذبح کرنے کے بعد چمڑا اتارنے میں دیر ہوتی ہے اور گرم پانی میں ڈالنے سے فوراً نکالتے ہیں۔

الجواب

ہاں! مرغی ذبح کر کے نجاست دور کر کے گرم پانی میں ڈالی جائے، تو کھانے میں کوئی حرج نہیں، البتہ نجاست اور غلاظت دور کئے بغیر کھولتے ہوئے گرم پانی میں کچھ وقت تک ڈالے رکھنے سے مرغی ناپاک ہوجاتی ہے، مفتیٰ بہ قول کے مطابق دھونے سے بھی پاک نہ ہوگی۔

طحطاوی میں ہے: **وكذا دجاجة ملقاة حالة غلى للنتف قبل شقها(قوله كذا دجاجة الخ):قال فى الفتح: ولو ألقيت دجاجة حال الغليان فى الماء قبل أن يشق بطنها لنتف أو كرش قبل الغسل لايطهر أبدًا. (طحطاوى: ۱/ ۲۴۹)** فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۲/ ۹۶)

والے بیشتر تاجر اور بالخصوص ہوٹلوں کے مالک مرغیوں کو ذبح کر کے انہیں مع بال و پر سالم حالت میں بغیر پیٹ چاک کئے ہوئے گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں تا کہ ان کے پر آسانی سے اتر سکے اور گوشت مع کھال کے علاحدہ ہو جائے، اس طرح تمام آلائش پیٹ کے اندر ہی حل ہو کر گوشت میں شامل ہو جاتی ہے، ایسے پکے ہوئے گوشت کو عوام الناس استعمال کرتے ہیں، اس سلسلہ میں کثیر التعداد لوگوں کے ذہنوں میں تخمین وظن پیدا ہو جانا لازمی امر ہے۔ نیز عوام الناس بھی اس مسئلہ کے متعلق شریعت کی روشنی میں وضاحت چاہتے ہیں اور اس پر عمل پیرا ہونے کے نہایت خواہاں ہیں، لہٰذا آپ سے التماس ہے کہ از روئے شریعت درج ذیل سوالات کی روشنی میں بالتفصیل فتویٰ صادر فرماویں۔

(۱) مذکورہ بالا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اگر ایسا گوشت جائز نہیں، تو اس قسم کے تاجروں پر مسئلہ سے واقفیت یا عدم واقفیت کی بنا پر کونسا گناہ لازم آتا ہے؟

(۳) مسئلہ معلوم ہونے کے باوجود اگر کوئی اس حرکت کا مرتکب ہو، تو شریعت میں اس کے لیے کیا تعزیر ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

(۱) اگر کھولتے ہوئے پانی میں مرغی ڈالی اور اتنی دیر اس کے اندر رکھی کہ اس کے پیٹ کی نجاست گوشت میں سرایت کر جانے کا ظن غالب ہو، تو یہ نجس ہوگئی، اور اس کے پاک کرنے کا بھی کوئی طریقہ نہیں، البتہ اگر پانی گرم ہو مگر کھول نہ رہا ہو اور مرغی اس میں بہت دیر تک نہیں رکھی، یا کھولتے پانی میں ڈال کر فوراً نکال لی، تو اس کا گوشت ناپاک نہ ہوگا۔

قال في شرح التنوير: ويطهر......لحم طبخ بخمر بغلي وتبريد ثلاثًا وكذا دجاجة ملقاة حالة غلي الماء للنتف قبل شقها، (فتح) وفي التجنيس: حنطة طبخت في خمر لا تطهر أبدًا، به يفتىٰ.

وقال العلامة ابن عابدين رحمه الله تعالىٰ (قوله وكذا دجاجة الخ): قال في الفتح: إنها لا تطهر أبدًا لكن علىٰ قول أبي يوسفؒ تطهر، والعلة (والله أعلم) تشربها النجاسة بواسطة الغليان وعليه اشتهر أن اللحم السميط بمصر نجس، لكن العلة المذكورة لا تثبت مالم يمكث اللحم بعد الغليان زمانا يقع في مثله التشرب والدخول في باطن اللحم وكل منهما غير متحقق في السميط حيث لا يصل إلىٰ حد الغليان ولا يترك فيه إلا مقدار ما تصل الحرارة إلىٰ ظاهر الجلد لتنحل مسام الصوف بل لو ترك يمنع انقلاع الشعر فالأولىٰ في السميط أن يطهر بالغسل ثلاثًا فإنهم لا يتحرسون فيه عن النجس وقد قال شرف الأئمة بهذا في الدجاجة والكرش والسميط، اه، وأقره في البحر. (الدر المختار مع رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب في تطهير الدهن الخ: ۳۰۹/۱)

(۲) مسئلہ سے ناواقفیت عذر نہیں، لہذا اگر ہوٹلوں والے مرغی کو کھولتے ہوئے پانی میں کچھ دیر کے لیے رکھتے ہیں، تو یہ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہیں۔

(۳) مسلمان حاکم پر فرض ہے کہ ایسے لوگوں کو ایسی سزا دے جو ان کے لیے اور اس قسم کے دوسرے مجرموں کے لیے عبرت ثابت ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۸/ذی قعدہ ۹۳ھ (احسن الفتاویٰ: ۹۶/۲-۹۷)

آلائش نکالے بغیر مرغیوں کو گرم پانی میں ڈالنا:

سوال: آج کل مرغی کو ذبح کرنے کے بعد اس کی نجاست اور غلاظت دور کیے بغیر اس کو کھولتے ہوئے پانی میں ڈال دیتے ہیں جس سے اس کے پر ادھیڑنے میں سہولت ہوتی ہے، کیا ایسی حالت میں مرغی ناپاک ہو جاتی ہے؟

هو المصوب

دریافت کردہ صورت میں ذبح شدہ مرغیاں اگر آلائش نکالے بغیر کھولتے ہوئے گرم پانی میں اتنی دیر رہتی ہیں کہ نجاست گوشت میں سرایت کر جائے تو وہ گوشت ناپاک ہو جاتا ہے۔ بعض علما کا خیال ہے کہ وہ پاک بھی نہیں ہو سکتا لیکن، فتویٰ اس پر ہے کہ ہو جاتا ہے اگر تین بار دھو دیا جائے۔ صاحب مراقی الفلاح نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے:

"لو ألقيت الدجاجة حال غليان الماء قبل أن يشق بطنها لنتف أو كرش قبل أن يغسل إن وصل الماء إلٰى حد الغليان ومكثت فيه بعد ذلك زماناً يقع في مثله التشرب والدخول في باطن اللحم لا تطهر أبدًا إلا عند أبي يوسفؒ......فطهر بالغسل ثلاثاً". (حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح: ص ۱۶۰و۱۶۱)

علامہ کاسانی رحمہ اللہ نے طویل گفتگو کے بعد تحریر فرمایا ہے:

"وما قاله محمد أقيس وماقاله أبويوسف أوسع". (بدائع الصنائع: ۲۵۱/۱)

یعنی امام محمد رحمہ اللہ کی بات قیاس سے زیادہ قریب ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی بات میں توسع ہے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ نے پوری بحث کرنے کے بعد لکھا ہے کہ فتویٰ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر ہے:

"والثاني أوسع وبه يفتى". (رد المحتار: ۵۴۳/۱)

خلاصہ یہ کہ آلائش نکالے بغیر اگر مرغیاں کھولتے ہوئے پانی میں اتنی دیر رہ جائیں کہ نجاست گوشت میں سرایت کر جائے، تو گوشت ناپاک ہو جاتا ہے، اور مفتیٰ بہ قول کے مطابق تین بار دھونے سے وہ گوشت پاک ہو جائے گا اور اس کا استعمال شرعاً درست ہے۔

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۷۸/۱و۲۷۹)

چوہے کی مینگنی کا کیا حکم ہے:

سوال: خرءالفارۃ (یعنی چوہے کی مینگنی) کی بابت مفصل احکام کیا ہیں، تیل یا گھی یا کسی شربت قوام شدہ یا سرکہ یا دودھ وغیرہ میں اگر پائی جاوے، تو کس حالت میں وہ چیز ناپاک ہوگی اور پھولنے اور ریزہ ریزہ ہوجانے سے نجاست میں کچھ اثر ہوگا یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــ

خرءالفارۃ (چوہے کی مینگنی) کے متعلق درمختار باب الانجاس میں ہے:

”وسیجیء آخر الکتاب أن خرأها لا یفسد ما لم یظهر أثره“. (۱)

یعنی چوہے کی مینگنی کسی چیز کو ناپاک نہیں کرتی، جب تک کہ اس کا اثر ظاہر نہ ہو۔ یعنی زیادہ نہ ہوں کہ اُن کا اثر طعم ولون وغیرہ پر ظاہر و غالب ہوجائے۔

اور آخر کتاب مسائل شتیٰ میں لکھا ہے:

”(ولا یفسد) خرء الفأرة (الدهن والماء والحنطة) للضرورة (إلا إذا ظهر طعمه أو لونه) فی الدهن ونحوه لفحشه وإمكان التحرز عنه حینئذ، خانیة“. (۲)

پس جس قدر اشیا آپ نے سوال میں درج فرمائی ہیں، چوہے کی مینگنی سے سب پاک رہیں گی، جب تک کثیر فاحش ہوکر ان کے رنگ یا مزہ کو نہ بدل دے، اور ریزہ ریزہ ہونا یا پھولنا اور نہ پھولنا سب اس بارہ میں برابر ہے۔ فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۳۲۹/۱، ۳۳۰)

چوہے کی مینگنی کھانے میں:

سوال: چوہے کی مینگنی کھانے کے ساتھ پکی ہوئے پائی جائے، تو اس سالن کا کھانا کیسا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اگر مینگنی موجود ہے، اس کو نکال کر پھینک دیں اور کھانا وغیرہ کھالیں جبکہ وہ سخت ہو، اگر نرم ہوکر گھل گئی ہو، تو نہ کھائیں۔ (۳) فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ: ۲۲۹/۵)

---

(۱) الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب الأنجاس، مبحث فی بول الفأرة الخ: ۲۹۴/۱، ظفیر

(۲) أیضًا، مسائل شتیٰ. جلد خامس، ص ۶۴۰. اس سے پہلے یہ عبارت ہے: (خبز وجد فی خلاله خرء فأرة، فإن كان) الخرء (صلبًا رمی به وأكل الخبز) (أیضًا) وفی القهستانی عن المحیط: خرء الفأرة لا یفسد الدهن والحنطة المطحونة ما لم یتغیر طعمها، قال أبو اللیث: وبه نأخذ. (رد المحتار، أول مسائل شتیٰ: ۶۴۰/۵ـ ظفیر)

(۳) ردالمحتار، أول مسائل شتیٰ: ۷۳۲/۶، سعید

قال صلی الله علیه وسلم فی فارةٍ ماتت فی السمن: إن كان جامداً فألقوه وماحولها وإن كان مائعاً فلا تقربوه. (مسند الإمام احمد: ۲۶۵/۲ (۷۵۹۱) سنن الترمذی کتاب الأطعمة (۱۷۹۸) سنن النسائی کتاب الفرع والوتیرة (۴۲۵۸، ۴۲۵۹)

آٹے میں چوہے کی مینگنیاں ہوں تو کھانے کا حکم:

سوال: سرکاری گوداموں میں رکھی ہوئی گندم میں اکثر چوہے مینگنیاں وغیرہ کر جاتے ہیں۔ پھر اسی طرح وہ گندم پسوالی جاتی ہے، تو کیا اس آٹے کا کھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

اگر مینگنیاں اتنی زیادہ ہوں کہ انہیں دیکھ کر طبیعت کو نفرت آتی ہو، تو وہ آٹا ناپاک ہے، استعمال نہ کریں۔

بعرة الفأرة وقعت فی حنطة فطحنت،قال ابن مقاتل: لایؤکل،قال الخصاف لاحفظ فیه قول أصحابنا وعندی لایفسد إلا أن یکون کثیرًا فاحشًا ینفرعند الطبع.اهـ. (قاضی خان: ج۴ص۷۹۸) **فقط واللّٰہ أعلم**

احقر محمد انور عفا اللہ عنہ، مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان (خیر الفتاویٰ:۱۶۹/۲)

جس گُڑ میں چوہا گر کر مر گیا وہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: ایک برتن، دو تین من قندسیاہ سے کہ جو بہت ہی نرم ہے، بھرا ہوا ہے، اس برتن میں سے قندسیاہ تقسیم کرتے ہوئے ایک موش گلا ہوا نکلا، جو گر کر مر گیا ہے، آیا وہ گُڑ پاک ہے یا ناپاک؟ اگر ناپاک ہے تو جو گڑ چوہا نکلنے سے پہلے تقسیم کیا گیا اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

قندسیاہ میں جو چوہا مرا ہوا نکلا، تو اس قندسیاہ میں سے اسی قدر ناپاک ہوا جو متصل اس چوہے کے ہے، کیونکہ جمے ہوئے گھی وغیرہ کا یہی حکم ہے، اور قندسیاہ اگرچہ نرم ہو، لیکن وہ بہنے والی اور رقیق چیز کے حکم میں داخل نہ ہوگا، اور یہ بھی ظاہر ہے کہ گھی باوجود جمنے کے نرم پھر بھی رہتا ہے۔ پس اس قندسیاہ میں سے جو گرداگرد چوہے کے ہے، اُس مقدار کو علاحدہ کر دیا جائے، وہ ناپاک ہے، باقی پاک ہے۔

چنانچہ شامی میں منجملہ مطہرات کے تقویر، (**فی القاموس: قار الشیء قطعه من وسطه قطعاً مستدیرًا کقوّره الخ**) سمن جامد کو شمار کیا ہے۔

(قوله: تقور): أی تقویر نحو سمن جامد من جوانب النجاسة الخ وخرج بالجامد المائع وهوماینضم بعضه إلٰی بعض فإنه ینجس کله الخ". (۱)

دوسری جگہ: **"وتقور نحو سمن جامد بأن لایستوی من ساعته الخ".** (صفحہ: ۲۰۹، ۲۱۰) (۲)

عبارت" **بأن لایستوی من ساعته**" سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ درمیان میں سے کچھ حصہ نکالنے سے، باقی ہر

(۱) رد المحتار، باب الأنجاس، قبل مطلب فی طهارة بوله صلی اللّٰه علیه وسلم: ۲۹۱/۱، ظفیر
(۲) رد المحتار، باب الأنجاس: ۲۹۰/۱۔ ظفیر

طرف سے فوراً ملجاوے اور جبکہ چوہے کے قریب کے سوا تمام قند سیاہ پاک ہے، تو جو مقدار کسی جانب سے کسی کو دی گئی وہ بھی پاک ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۴۱۔۳۴۲)

جس سرکہ میں چھپکلی مرگئی اس کا کھانا کیسا ہے:

سوال: ایک گھڑا سرکہ قریب دس سیر کے ہے، اس میں چھپکلی گر کر مرگئی، اس کا کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں، اور کام میں لانا جیسے ضماد میں لانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب

چھپکلی جس میں خون سائل نہیں ہے، اس کے مرنے سے پانی وسرکہ وغیرہ ناپاک نہیں ہوتا۔ اگر طبعاً اس کا کھانا مضر سمجھا جاوے تو نہ کھاوے، مگر اس صورت میں ضماد درست ہے، کیونکہ وہ پاک ہے۔ اگر بڑی قسم ہے جس میں خون بہنے والا ہے، اس کے مرنے سے پانی وغیرہ ناپاک ہوجاتا ہے۔ پس اگر شبہ ہے کہ خون ہے یا نہیں، تو استعمال اس کا نہ کرے۔

شامی میں ہے: **"وکالحیة البریة الوزغة لو کبیرة لها دم سائل".**(۱)

اگر باوجود پاک ہونے کے بسبب مضرت کے نہ کھاوے، تو ضماد درست ہے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۱۶)

چوہا وغیرہ کے گرنے سے ناپاک شیرے یا تیل کی فروخت کا حکم:

سوال: شیرہ یا تیل وغیرہ میں چوہا گر کر مر گیا، یا اور کوئی چیز ناپاک گر پڑی، تو اس سے کسی پاک چیز کا بدلنا یا اس کو فروخت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

اگر منجمد ہے، تو اس کو اس جگہ سے نکال کر پھینک دے، باقی پاک ہے(۲) اور نجس شئ دوسرے کو دینا نہیں چاہیے کہ وہ اس کو استعمال کرے گا۔ البتہ جس کے مذہب میں وہ ناپاک نہیں جیسا کہ بھنگی، اس کو اطلاع کر کے دیوے اور جو اندیشہ ہو کہ وہ دوسرے مسلمان کو دھوکہ دے گا، تو نہ دے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بدست خاص سوال: ۳۵ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ۳۷۰)

چوہا گرنے سے آٹا ناپاک ہوجائے تو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: زید مشین پر گندم پسانے کے لئے گیا۔ مشین میں دانے ڈالے تو آٹے میں تازہ چوہا پس کر نکلا، وہ آٹا

(۱) رد المحتار، باب المیاه، قبیل مطلب حکم سائر المائعات الخ: ۱/۱۷۱، ظفیر

(۲) عن میمونةؓ قالت: سئل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم عن فأرة سقطت فی سمن؟ فقال: ألقوها وما حولها وکلوه. (صحیح البخاری، باب إذا وقعت الفأرة فی السمن الجامد أو الذائب، کتاب الذبائح والصید، انیس)

نجس ہے یا طاہر؟ یہ نجس آٹا جو کہ تقریباً پانچ سیر تھا، ایک من آٹے میں مل گیا ہے۔ کیا یہ سارا آٹا پلید ہو گیا ہے؟ اگر پلید ہے، تو پاکی کی کوئی صورت بیان فرمائیں۔

الجواب

اگر ناپاک آٹا علاحدہ ہوسکتا ہے یعنی جو خون سے سرخ ہو گیا ہے۔ تو اس کو علاحدہ کر کے دفن کر دیں، جانوروں کو نہ کھلائیں۔ باقی آٹا پاک ہوگا اور اگر بالکل مل جُل گیا ہے، تو کچھ آٹا صدقہ کر دیں یا جانوروں کو کھلا دیں، باقی پاک ہو جائے گا۔

(كما لو بال حمر) خصها لتغليظ بولها اتفاقاً (علىٰ) نحو (حنطة تدوسها فقسم أو غسل بعضه) أو ذهب بهبة أو أكل أو بيع كمامر (حيث يطهر الباقي) و كذا الذاهب لاحتمال وقوع النجس في كل طرف كمسئلة الثوب اهـ. (الدر المختار على الشامي: ج ۱ ص ۳۰۲) فقط و اللّٰه أعلم

بندہ اصغر علی غفرلہ، معین مفتی جامعہ خیر المدارس، ملتان، ۱۶/۶/۱۳۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ محمد عبد اللہ غفرلہ، رئیس الافتاء۔ (خیر الفتاویٰ: ۱۵۴/۲)

بلی کا پاخانہ:

سوال: امام صاحب جمعہ کا خطبہ دے کر مصلے پر پہنچے، تو ان کے ایک پاؤں میں گوندھے ہوئے آٹے جیسی چپچپاہٹ محسوس کی، دیکھا تو کچھ سمجھ میں نہ آیا وہ جائے نماز ہٹا کر نماز جمعہ کی امامت کی، نماز مکمل ہونے کے بعد باہر آئے، چلنے میں پیر میں کچھ محسوس نہ ہوا، لیکن باہر جا کر احتیاطاً پیر کے تلوے کو اٹھا کر دیکھا تو یقیناً کسی چیز کا پاخانہ معلوم ہوا، جس کی مقدار چاندی کے روپے سے زیادہ معلوم ہوئی اور ایک دوسری جگہ اسی سے متصل تھوڑی مقدار یعنی لگ بھگ اٹھنی کے برابر لگی ہوئی تھی، یہ معلوم نہ ہوسکا کہ یہ پاخانہ بلی، چھچھوندر کا ہے یا بکری وغیرہ کا ہے، اس لئے کہ عام طور پر مسجد کے اندر امام کی جگہ پر کوئی جانور نہیں جاتا ہے۔ تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ اندر کبھی کبھار بلی دیکھی جاتی ہے، پاخانہ کا رنگ سبزی مائل تھا، جمعہ کی نماز میں لگ بھگ پانچ سو نمازی رہتے ہیں، امام صاحب فوری طور پر فیصلہ نہ کر سکے کہ نماز ہوئی کہ نہیں۔ جب تک مسئلہ معلوم کرنے کا ارادہ و کوشش ہوئی اس وقت تک مجمع جا چکا تھا، ایسی صورت میں نماز ہوئی یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی تو اب کیا کیا جائے؟

ھو المصوب

دریافت کردہ صورت میں نماز نہیں ہوئی۔ (۱) ظہر کی نماز قضا پڑھنے کا اعلان کر دیں۔

تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۸۸/۱ و ۲۸۹)

(۱) (وروث وخثى) أفاد بهما نجاسة خرء كل حيوان غير الطيور. (الدر المختار مع رد المحتار، مطلب في بول الفأرة، الخ: ۵۲۵/۱ و ۵۲۶)

بلی اور کنٹو کا پیشاب پاک ہے یا ناپاک:

سوال: پیشاب کنٹو اور بلی کا پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب

بَول بلی کا ناپاک اور کنٹو (گلہری) کا بھی ناپاک ہے۔(۱) فقط، واللہ تعالیٰ اعلم

بدست خاص، سوال:۱۶۱۔(باقیات فتاویٰ رشیدیہ:ص ۱۳۵)

شیرخوار لڑکا اور لڑکی کے پیشاب کا حکم:

سوال: اگر چھ ماہ کی بچی کپڑے پر پیشاب کردے، تو وہ پاک ہے یا ناپاک، اور اگر شیرخوار لڑکا ۶/ یا ۷/ ماہ کا پاک کپڑے پر پیشاب کردے، تو پاک سمجھا جائے یا ناپاک؟

بعض کہتے ہیں کہ اگر شیرخوار لڑکا پیشاب کردے، تو اس کپڑے پر پاک پانی کا چھینٹا دینے سے وہ کپڑا پاک ہوجاتا ہے۔کیا یہ صحیح ہے؟ (المستفتی نمبر ۲۰۹۳، حافظ محمد رفیق صاحب، ضلع کھیڑا، بمبئی، ۳/شوال ۱۳۵۶ھ مطابق ۷/دسمبر ۱۹۳۷ء)

الجواب

حنفیہ کے نزدیک شیرخوار لڑکے اور شیرخوار لڑکی دونوں کا پیشاب ناپاک ہے، ہاں لڑکے کے پیشاب کو زیادہ مبالغہ کے ساتھ دھونا ضروری نہیں، پانی بہادینا اور نچوڑ دینا کافی ہے۔(۲) فقط

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی ۲/۲۵۱۔۲۵۲)

بچہ شیرخوار کا پیشاب ناپاک ہے:

سوال: ولادت کے بعد جب تک بچہ کچھ دنوں کا نہ ہوجائے، بچہ کے پیشاب سے بچنا بے حد دشوار ہے، اگر عورت دوسرا کپڑا بھی نماز کیلئے رکھے، لیکن بدن میں ہر وقت پیشاب لگے گا، ایسے وقت میں کیا کرے۔عوام میں مشہور ہے کہ بچوں کا پیشاب پاک ہے، یہ صحیح ہے یا غلط؟

الجواب

پیشاب بچہ کا پاک نہیں ہے، بلکہ مانند بڑے آدمیوں کے پیشاب نجاست غلیظہ ہے، اس سے بچنا اور بصورت بدن

---

(۱) حیوانات میں کتا، بلی، خنزیر، گدھا، خچر، شیر، چیتا وغیرہ تمام حرام جانوروں کا پیشاب اور منی ناپاک (نجاست غلیظہ) ہے اور ان کا حکم وہی ہے جو انسانی پیشاب کا ہے۔(الفتاویٰ التاتارخانیۃ:۱/۲۸۹، ردالمحتار)(طہارت کے احکام ومسائل:ص ۳۳۔انیس)

(۲) وهذا قولنا معشر الحنفية أنه يجب غسل بول الغلام كما يجب غسل بول الجارية إلا أنه لايبالغ في الأول كما يبالغ في الثاني،الخ. (إعلاء السنن،باب وجوب غسل الثوب من بول الصبي الرضيع :۱/۲۹۱،ط إدارة القرآن والعلوم الإسلامية،کراچی)

اور کپڑے پر پیشاب قدرِ درہم سے زیادہ لگنے کے، دھونا ضروری ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۴۰) ☆

کیا لڑکے کا پیشاب کم ناپاک ہوتا ہے اور لڑکی کا زیادہ:

سوال: سُنا ہے کہ معصوم لڑکے کا پیشاب کم ناپاک ہوتا ہے اور لڑکی کا زیادہ۔ یہ فرق کیوں ہے؟

الجواب

پیشاب لڑکے اور لڑکی دونوں کا ناپاک ہے اور دونوں برابر ہیں۔

اس حدیث کا مطلب دوسرا ہے، جس میں "**يغسل من بول الجارية**" وارد ہے۔ یعنی اس کا مطلب مبالغہ سے دھونا ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۵۶-۳۵۷)

چھوٹے بچے کے پیشاب کا حکم اور اس سے بچنے کا طریقہ:

سوال: چھوٹے چھوٹے بچے ماؤں کی گود میں پیشاب کر دیتے ہیں جس سے بار بار دھونے کی پریشانی کی بات ہے، اس میں کچھ آسان اور سہل طریقہ فرمائیں؟

الجواب حامدًا و مصلیاً

پیشاب تو بہر حال ناپاک ہے، کپڑے پر لگے گا تو کپڑا ناپاک ہوگا، بدن پر لگے گا تو بدن ناپاک ہوگا اور بغیر پاک کئے نماز درست نہ ہوگی۔(۳) بچہ کو ایسا کپڑا پہنایا جائے کہ پیشاب اسی کے اندر رہے، ماں کے کپڑے و بدن کو نہ لگے، آج کل اس کا رواج بھی ہو گیا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ (فتاویٰ محمودیہ:۵/۲۷۳، ۲۷۴)

---

(۱) **وقدر الدرهم وما دونه من النجس المغلظ كالدم والبول والخمر الخ جازت الصلوٰة معه وإن زاد لم تجز (هداية) قوله والبول ولو من صغير لم يأكل منتقى الأبحر. (الهداية، باب الأنجاس:۱/۷۶، یاسر ندیم کمپنی، دیوبند۔ ظفیر)**

☆ شیر خوار بچہ کے پیشاب کا حکم:

سوال: کیا شیر خوار بچہ کا پیشاب نجس ہے؟

الجواب

بول صبی نجس است۔ **لقوله عليه السلام: " استنزهوا عن البول " الحديث. (نصب الراية:۱/۱۲۸)** بچہ کا پیشاب ناپاک ہے۔ ظفیر) فقط (فتاویٰ دار العلوم:۱/۳۱۶)

(۲) **قال: إنما يغسل من بول الأنثىٰ و ينضح من بول الذكر، رواه أحمد (مشكوٰة، باب تطهير النجاسات:ص۵۲)**
فعلم منه أن حكم بول الغلام الغسل لا أنه يجزى فيه الصب يعنى ولايحتاج إلى العصر، وحكم بول الجارية أيضًا الغسل إلا أنه لايكفى فيه الصب لأن بول الغلام يكون فى موضع واحد لضيق مخرجه وبول الجارية يتفرق فى مواضع لسعة مخرجها. (مرقاة المفاتيح، باب تطهير النجاسات، فصل ثانى:۱/۳۵۵، ظفیر)

(۳) **"إذا انتضح من البول بشيء يرى أثره، لابد من غسله، ولو لم يغسل، وصلى كذلك، فكان إذا جمع كان أكثر من قدر الدرهم أعاد الصلاة". (المحيط البرهانى :۱/۲۱۶، الفصل السابع فى النجاسات و أحكامها، غفارية، و كذا فى التاتارخانية:۱/۲۹۵، معرفة النجاسات و أحكامها، إدارة القرآن، کراچی)**

دودھ پینے والے بچوں کے پیشاب کا حکم اور پیشاب سے نہ بچنے پر وعید:

سوال: ہمارے یہاں عورتوں میں مشہور ہے کہ چھوٹا بچہ جو صرف دودھ پیتا ہو غذا کھانا شروع نہ کی ہو وہ بچہ چاہے لڑکی ہو یا لڑکا اس کا پیشاب ناپاک نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ چھوٹے بچے اگر کپڑوں میں پیشاب کر دیتے ہیں تو بچہ کی ماں بہن وغیرہ اس کے دھونے کو ضروری نہیں سمجھتیں، کیا یہ صحیح ہے، آپ مدلل ومفصل وضاحت فرمائیں تا کہ یہاں لوگوں کو بتلا دیا جائے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــــ

یہ خیال بالکل غلط ہے، ایسے شیر خوار بچہ (لڑکا ہو یا لڑکی) کا پیشاب ناپاک ہے اور فقہا ؒ نے اس کو نجاست غلیظہ میں شمار کیا ہے، لہٰذا اگر بچہ کپڑے پر پیشاب کر دے تو اس کا دھونا ضروری ہے، اگر بدن پر لگ گیا ہو، تو بدن پاک کرنا بھی ضروری ہے، اگر کپڑا اور بدن پاک کئے بغیر نماز پڑھی جائے گی تو نماز صحیح نہ ہوگی، لوٹانا ضروری ہوگا۔

درمختار میں ہے:

(وعفا) الشارع...(وعرض مقعر الکف....فی رقیق من المغلظة (وبول غیر مأکول ولو من صغیر لم یطعم)قوله لم یطعم بفتح الیاء أی لم یأکل فلابد من غسله. (درمختار و شامی:۲۹۳/۱، ۲۹۴)

یعنی وہ نجاست غلیظہ جو بہنے والی ہو پھیلاؤ میں ہتھیلی کی مقدار (روپیہ کی مقدار) معاف ہے جیسے۔۔۔اور غیر ماکول اللحم حیوان کا پیشاب، اگر چہ ایسے چھوٹے بچے کا پیشاب ہو جس نے کھانا شروع نہ کیا ہو۔ (درمختار و شامی)

مراقی الفلاح میں ہے:

(فالغلیظة)....(وبول مالایؤ کل لحمه کالآدمی ولو رضیعا(قوله ولو رضیعا)لم یطعم سواء کان ذکرًا أو أنثٰی. (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۸۳، باب الأنجاس والطهارة عنها، مطبوعہ دارالکتاب، دیوبند)

یعنی نجاست غلیظہ جیسے شراب۔۔۔اور ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا، جیسے آدمی کا پیشاب اگر چہ چھوٹے دودھ پیتے بچے کا پیشاب ہو جو کھاتا نہیں چاہے وہ لڑکا ہو یا لڑکی۔

عالمگیری میں ہے:

وکذلک (من النجاسة المغلظة) بول الصغیر والصغیرة أکلا أو لا، کذا فی الاختیار شرح المختار. (عالمگیری:۴۸/۱، الباب السابع فی النجاسات وأحکامها، الفصل الثانی)

یعنی چھوٹے لڑکے اور لڑکی کا پیشاب، اس نے کھانا شروع کیا ہو یا نہ کیا ہو، نجاست غلیظہ ہے۔

ہدایہ اولین میں ہے:

وقدر الدرهم ومادونه من النجس المغلظ کالدم والبول والخمر.

حاشیہ میں ہے:

(قوله والبول)ولو من صغير لم يأكل. ملتقى الأبحر. (هداية أولين:۵۸/۱،حاشیہ نمبر:۱۳،مطبوعہ یاسر ندیم اینڈ کمپنی)

یعنی نجاست غلیظہ (جو بہنے والی ہو پھیلاؤ میں) ایک درہم کی مقدار یا اس سے کم ہو تو معاف ہے، جیسے خون، پیشاب اور شراب۔ حاشیہ میں بحوالہ ملتقی الابحر ہے، پیشاب چاہے ایسے چھوٹے بچہ کا ہو جو کھاتا نہ ہو۔

مجمع الانھر میں ہے:

(والبول من حيوان لايؤكل)أوإنسان (ولو من صغير لم يأكل)(قوله والبول ولو من صغير لم يأكل)لإطلاق قوله صلى الله عليه وسلم:" استنزهوا عن البول"،الحديث. (مجمع الأنهر شرح ملتقى الأبحر:۹۶/۱،باب الأنجاس،مکتبہ فقیہ الامت، دیوبند)

یعنی غیر ماکول اللحم حیوان یا انسان کا پیشاب (نجاست غلیظہ ہے اور دھونا ضروری ہے) چاہے ایسے بچہ کا ہو جو کھاتا نہ ہو، اس لیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد: "**استنزهوا عن البول**" (پیشاب سے بچو) مطلق ہے (ہر ایک کے پیشاب کو شامل ہے)۔

بہشتی زیور میں ہے:

مسئلہ: چھوٹے دودھ پیتے بچہ کا پیشاب، پاخانہ بھی نجاست غلیظہ ہے۔ (بہشتی زیور: حصہ۲ ص۱)

پیشاب سے بچنے کا بہت اہتمام کرنا چاہیے، احادیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ قبر کا عام عذاب پیشاب سے نہ بچنے کی وجہ سے ہوتا ہے، ایک حدیث میں ہے:

عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" عامة عذاب القبر في البول فاستنزهوا من البول". رواه البزاز والطبراني في الكبير. (مجمع الزوائد:۸۴/۱،حدیث نمبر۱۰۲۷،**باب الاستنزاه من البول والاحتراز منه لما فيه من العذاب)**

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قبر کا عام عذاب پیشاب کی وجہ سے ہوتا ہے، لہٰذا پیشاب سے بچو۔

حدیث میں ہے:

عن معاذ بن جبلؓ عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه كان يستنزه من البول ويأمر أصحابه بذلك، قال معاذ: إن عامة عذاب القبر من البول. رواه الطبراني في الكبير. (مجمع الزوائد:۸۵/۱،حدیث نمبر۱۰۳۳**)**

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیشاب سے بچتے تھے اور اپنے اصحاب کو بھی اس کا حکم فرماتے تھے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قبر کا عام عذاب پیشاب ہی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

حدیث میں ہے:

عن أبی أمامة رضی اللّٰہ عنہ عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال:" اتقوا البول فإنه أول مایحاسب به العبد فی القبر". رواہ الطبرانی فی الکبیر. (مجمع الزوائد:۱/۸۵،حدیث نمبر۱۰۳۴)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: پیشاب سے بچو،قبر میں سب پہلے بندہ سے پیشاب کے متعلق حساب ہوگا۔

حدیث میں ہے:

عن میمونة بنت سعد رضی اللّٰہ عنها أنها قالت: یارسول اللّٰہ ! أفتِنا مِمَّ عذاب القبر؟ قال: من أثرالبول ،رواہ الطبرانی فی الکبیر. (مجمع الزوائد:۱/۸۵حدیث نمبر۱۰۳۵)

حضرت میمونہ بنت سعد رضی اللہ عنہا نے یہ عرض کیا یارسول اللہ! ہمیں یہ بتلایئے کہ قبر کا عذاب کس چیز سے ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا:"پیشاب کے اثر (چھینٹوں) سے"۔

ترمذی شریف میں ہے:

عن ابن عباس أن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم مرعلیٰ قبرین،فقال: إنهما یعذبان ومایعذبان فی کبیر،أما هذا فکان لایستترمن بوله وأما هذا فکان یمشی بالنمیمة. (ترمذی،باب التشدید فی البول: ۱/ ۲۱،مشکوٰۃ،باب آداب الخلاء:ص۴۲)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دوقبروں کے پاس سے گذرے،آپ نے فرمایا کہ ان دوقبروالوں کوعذاب ہورہاہےاوران کوبہت بڑی چیز کے بارے میں عذاب نہیں ہورہاہے،ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھااوردوسرا چغل خوری کرتا تھا۔

"**قوله ومایعذبان فی کبیر**": ان کو بڑی چیز کے بارے میں عذاب نہیں ہورہاہے،اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ دونوں چیزیں ایسی نہیں ہیں کہ ان سے بچنا بہت مشکل ہو،بہ آسانی بچ سکتے تھے،اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں کہ چغل خوری اور پیشاب سے بچنے کی دین میں اہمیت نہیں ہے اور یہ بڑا گناہ نہیں ہے۔

التعلیق الصبیح میں ہے:

(قوله ومایعذبان فی کبیر)أی أمرشاق علیهما،قال اللّٰہ تعالیٰ: وَاِنَّهَا لَکَبِیْرَۃٌ اِلَّا عَلَی الْخَاشِعِیْنَ،أی شاقة،والمعنی أنهما یعذبان فیما لم یکبرعلیهما ترکه، ولایجوز أن یحمل علیٰ أن الأمرفی النمیمة وترک التنزہ عن البول لیس بکبیر فی حق الدین کذا فی شرح المصابیح للتوربشتی . (التعلیق الصبیح:۱/۱۹۲۔۱۹۳،مرقات:۱/۳۴۷،مطبوعہ مکتبہ اشرفیہ،دیوبند)

پیشاب اور چغل خوری کی وجہ سے قبر میں عذاب ہوتا ہے،اس میں کیا مناسبت ہے؟

اس کے متعلق التعلیق الصبیح میں بحوالہ فتح الباری شرح صحیح بخاری بڑی عمدہ بات لکھی ہے:

(لطیفة)أبدی بعضهم للجمع بین هاتین الخصلتین مناسبة وهی أن البرزخ مقدمة للاٰخرة وأول مایقضی به یوم القیامة من حقوق اللّٰه تعالی الصلوٰة ومن حقوق العباد الدماء ومفتاح الصلوٰة التطهیر من الحدث و الخبث ومفتاح الدماء الغیبة والسعی بین الناس بالنمیمة ینشر الفتن التی یسفک بسببها الدماء ،کذا فی فتح الباری فی باب النمیمة من الکبائر من أبواب الأدب. (التعلیق الصبیح شرح مشکوٰة المصابیح:۱/۱۹۳)

مذکورہ عبارت کا خلاصہ اور مطلب یہ ہے کہ عالم برزخ عالم آخرت کا مقدمہ ہے(آخرت کی پہلی منزل ہے)اور قیامت کے دن حقوق اللہ میں سب سے پہلے نماز کا اور حقوق العباد میں خون (ناحق کسی کے خون بہانے) کا حساب اور فیصلہ ہوگا،اور نماز کی کنجی ناپاکی (نجاست حقیقی ہو یا نجاست حکمی) سے پاکی حاصل کرنا ہے(پاکی کے بغیر نماز نہیں ہوتی ہے،تو تطہیر نماز کا مقدمہ ہے)اور ناحق قتل بہانے کا (عمومی) سبب غیبت اور لوگوں کے درمیان چغل خوری کرنا ہے(تو غیبت اور چغل خوری ناحق خون بہانے کا مقدمہ ہے)اس مناسبت سے قبر(عالم برزخ) میں ان دونوں چیزوں سے نہ بچنے پر عذاب ہوتا ہے۔

مجمع الزوائد کی ایک اور حدیث ملاحظہ ہو:

عن شفی ابن ماتع الأصبحی عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم أنه قال: أربعة یؤذون أهل النار علٰی ما بهم من الأذی یسعون بین الحمیم والجحیم یدعون بالویل والثبور،یقول أهل النار بعضهم لبعض: ما بال هؤلاء قدآذون علٰی ما بنا من العذاب؟ قال: فرجل مغلق علیه تابوت من جمرورجل یجر أمعاء ه ورجل یسیل فوه قیحًا ودمًا و رجل یأکل لحمه، قال: فیقال لصاحب التابوت ما بال العبد قدآذانا علٰی ما بنا من الأذٰی؟ قال: فیقول: إن العبد مات وفی عنقه أموال الناس مایجد لها قضاءً أووفاءً، ثم قال للذی یجر أمعاء ه: ما بال العبد قد آذانا علٰی ما بنا من الأذٰی؟ فقال: إن العبد کان لایبالی أین أصابه البول منه لایغسله، ثم قال للذی یسیل فوه قیحًا ودمًا: وما بال العبد قدآذاناعلٰی ما بنا من الأذٰی؟ فیقول: إن العبد کان یأکل لحم الناس، رواه الطبرانی. (مجمع الزوائد:۱/۸۴،۸۵،حدیث نمبر:۱۰۳۲)

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے:حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جہنم میں چار قسم کے لوگ ہوں گے، دوسرے جہنمی ان سے پریشان ہوں گے اور ایک دوسرے سے کہتے ہوں گے کہ ہم خود تکلیف میں مبتلا ہیں،انہوں نے اپنی ہائے پکار سے ہماری تکلیف میں اضافہ کر رکھا ہے،ان میں سے ایک شخص انگاروں کے تابوت میں بند ہوگا،اور ایک شخص اپنی آنتیں کھینچتے ہوئے چلتا ہوگا اور ایک شخص کے منہ سے خون اور پیپ بہہ رہا ہوگا،اور ایک شخص اپنا گوشت کھا رہا ہوگا، جو شخص انگاروں کے تابوت میں بند ہوگا اسکے اس عذاب کی وجہ یہ ہے کہ اس کے ذمہ لوگوں کے مال

تھے (اور اسی حالت میں اس کا انتقال ہو گیا) اور اپنے پیچھے کچھ نہیں چھوڑا کہ جس سے لوگوں کا مال ادا کر دیا جاتا، اور جو شخص اپنی آنتیں کھینچ رہا ہوگا اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اس کو پیشاب لگ جاتا تو اس کی پرواہ نہ کرتا اور نہ اسے دھوتا، اور جس کے منہ سے خون اور پیپ بہہ رہا ہوگا اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کا گوشت کھاتا تھا۔

ان تمام احادیث کو مدنظر رکھا جائے اور پاکی کا پورا اہتمام کیا جائے، پیشاب لگ جانے کو ہلکا سمجھنا اور اس کو دھونے کا اہتمام نہ کرنا بہت سخت گناہ ہے، استنجا بھی اس طرح کیا جائے کہ پیشاب کے چھینٹیں نہ اڑیں اور قطرے بدن اور کپڑے پر نہ لگیں، قطرے بند ہونے کی جو تدبیریں ہیں مثلاً چلنا، کھنکھارنا، کلوخ (ڈھیلا) استعمال کرنا، تجربہ سے جو مفید معلوم ہوا سے اختیار کرے تاکہ دل بالکل مطمئن ہو جائے، غرض کہ اس سلسلہ میں بڑے اہتمام اور توجہ وفکر کی ضرورت ہے۔ اسے ہلکا ہرگز نہ سمجھا جائے، فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۱۲۹/۷ تا ۱۳۴)

اگر چھینک یا کھانسی پر پیشاب کے قطرات آئیں تو پاکی ناپاکی کا حکم:

سوال: زید کا لڑکا ۱۸/سال کا ہے، اسے چھینک آنے پر یا کھانسی کرنے پر، وزن اٹھانے پر، پیشاب کے قطرات نکل آتے ہیں، کیا وہ بغیر غسل کے نماز وقرآن پڑھ سکتا ہے؟

الجواب

پیشاب کی وجہ سے وضو واجب ہے نہ کہ غسل، ایسے لڑکے کو چاہیے کہ نماز سے پہلے یا قرآن چھونے سے پہلے وضو کرلے، زبانی قرآن پڑھنے کے لیے وضو کرنا ضروری نہیں، اگر پیشاب کے قطرات ہتھیلی کی گہرائی کے برابر پھیل گئے ہوں، تو کپڑے کے آلودہ حصہ کو بھی دھونا واجب ہوگا، اگر اس سے کم ہو، تو واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔(۱) فقط

(کتاب الفتاویٰ: ۴۷/۲)

جوتے میں پیشاب لگ کر خشک ہو جائے تو پاک ہوگا یا نہیں، دوبارہ تر ہونے پر کیا حکم ہے:

سوال: اگر جوتا پیشاب میں پلید ہو جائے اور خشک ہو جائے دھونے کے بعد یا قبل، اور جب پھر تر ہو جائے یا بھیگے ہوئے پاؤں ڈالے جائیں، تو پاؤں ناپاک ہو جاتے ہیں اور جوتے کی نجاست عود کر آتی ہے یا نہیں، اور جوتا خشک ہونے سے ایسی نجاست سے پاک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب

جوتے کی طہارت نجاست ذی جرم سے، رگڑنے سے ہو جاتی ہے اور غیر ذی جرم مثل بول کے دھونے سے پاک

(۱) الفتاویٰ الهندية: ۴۶/۱۔

ہوتا ہے اور بصورت **تطهير عن الدلک** کے پھر تر ہونے سے ناپاک نہ ہوگا۔ درمختار میں ہے:

"ثم هل يعود نجسًا ببله بعد فركه ؟المعتمد،لا". الخ. (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۶۳)

کتھے میں بچہ کا پیشاب گر جائے تو وہ کیسے پاک ہوگا:

سوال: کتھا پکا کر جمانے کو رکھا تھا۔ ابھی گاڑھا بھی نہ ہوا تھا کہ بچہ نے اوپر سے پیشاب کر دیا اور چند قطرے کتھے میں جا پڑے۔ اب وہ کتھا کس طرح پاک ہوسکتا ہے؟

الجواب

اس کتھے کے پاک ہونے کی وہی صورت ہوسکتی ہے، جو ناپاک تیل و گھی وغیرہ کے بارہ میں فقہا نے لکھی ہے:

"ويطهر لبن وعسل ودبس ودهن بغلي ثلثاً". (۲)

یعنی اس میں اس قدر جس قدر وہ چیز ہے پانی ڈال کر اس کو پکا دیں کہ پانی جل جاوے۔ اسی طرح تین دفعہ کریں۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۶۱-۳۶۲)

---

(۱) **الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، باب الأنجاس:۱/۲۸۵**، ظفیر

انسانی پیشاب:

۱۔ انسان، بوڑھا، جوان، مرد، عورت، لڑکا، لڑکی اور شیر خوار بچہ یا بچی کا پیشاب ناپاک ہوتا ہے۔

۲۔ پیشاب لگی ہوئی چیز یا پیشاب لگا ہوا ہاتھ سوکھنے کے بعد اگر تھوڑے پانی (یا بہنے والی چیز) میں پڑ جائے تو وہ ناپاک ہوجائے گا۔

۳۔ چھوٹے شیر خوار بچے اگر پانی میں ہاتھ ڈال دیں تو پانی ناپاک ہوجائے گا، کیوں کہ اکثر ان کا ہاتھ پیشاب میں لگ جاتا ہے، البتہ اگر یقین ہو کہ اس کے ہاتھ میں پیشاب نہیں لگا ہے تو ناپاک نہ ہوگا۔ (**غنية المستملي:۱۰۱**) یہی حکم بھیگے کپڑے یا برتن کے چھونے کا ہے۔

۴۔ اگر بچے جن کے ہاتھ کے پاک یا ناپاک ہونے کا علم نہ ہو اور ہاتھ سوکھا ہو کپڑے کو چھوئیں تو کپڑا ناپاک نہ ہوگا، اسی طرح دوسری کسی خشک چیز کو کو چھوئیں تو ناپاک نہ ہوگا۔

انسانی پیشاب کا حکم:

۱۔ انسانی پیشاب ناپاک ہوتا ہے اور یہ نجاست غلیظہ ہے، اگر کپڑا، بستر، فرنیچر، سیٹ، فرش، گدا، برتن، مٹی وغیرہ کسی بھی چیز میں لگ جائے، تو لگا ہوا حصہ ناپاک ہوجائے گا اور اس حصہ کا پاک کرنا ضروری ہوگا۔

۲۔ البتہ اگر یہ تھوڑے پانی یا کسی دوسری بہنے والی چیز میں پڑ جائے تو کل کا کل ناپاک ہوجائے گا، چاہے تھوڑا گرے یا زیادہ، البتہ سوئی کی نوک برابر چھینٹیں پڑ جائیں اور وہ محسوس بھی نہ ہو تو ناپاک نہ ہوگا۔

۳۔ لیکن کپڑے اور بدن وغیرہ میں پیشاب وغیرہ لگ جائے اور یہ چوڑائی لمبائی میں ایک سکہ سے کم ہو اور اسی حالت میں نماز ادا کر لی تو نماز ہوجائے گی، مگر مکروہ تحریمی کا ارتکاب ہوگا۔ (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۳۱ تا ۳۳، انیس)

(۲) **الدر المختار علىٰ هامش ردالمحتار، باب الأنجاس، مطلب في تطهير الدهن والعسل: ۱/۳۰۸**، ظفیر

انسان اور جانور کے پیشاب میں فرق:

سوال: انسان اور جانور کے پیشاب پاخانہ میں نجاست کے زاویے سے کیا فرق ہے؟ پالتو جانور اور درندہ جانور کے پیشاب پاخانہ میں کیا کوئی فرق ہے؟

هو المصوب

انسان اور جانور دونوں کا پیشاب ایک حکم رکھتا ہے (جبکہ جانور غیر ماکول اللحم ہو)، دونوں ناپاک ہوں گے۔(۱) ایک درہم سے زیادہ ہونے کی صورت میں نماز نہیں ہوگی، دونوں کی چھینٹوں سے بچنا چاہئے ورنہ عذاب قبر کا قوی اندیشہ ہے۔(۲) یہ اس صورت میں ہے جبکہ غیر ماکول اللحم جانور کا پیشاب ہو، ورنہ جس کا گوشت کھاتے ہیں، ان کے پیشاب کی نجاست خفیفہ ہوگی۔(۳)

کپڑے کی چوتھائی سے کم ہونے کی صورت میں نماز ہو جائے گی، چوتھائی کپڑا ناپاک ہونے کی صورت میں اس کو پہن کر نماز جائز نہ ہوگی، پاخانہ کے سلسلہ میں جانوروں کا حکم ایک ہوگا، یعنی ایک درہم سے زائد ہونے کی صورت میں نماز جائز نہ ہوگی، چاہے ماکول اللحم جانوروں کا ہی پاخانہ کیوں نہ ہو۔

تحریر: محمد طارق ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/ ۲۸۷و۲۸۸)

کتے کے پیشاب کا حکم:

سوال:۔ اگر کتا کسی برتن یا کنویں میں پیشاب کر دے تو اس برتن اور کنویں کے پانی کا کیا حکم ہے؟

الجواب

کتے کا پیشاب چونکہ نجاستِ غلیظہ ہے۔(۴)

---

(۱) کل ما یخرج من بدن الإنسان مما یوجب خروجه الوضوء أو الغسل فهو مغلظ کا لغائط والبول ......وبول ما لایؤکل لحمه والروث وأختاء البقر والعذرة ونجو الکلب وخرء الدجاج والبط والأوز نجس نجاسةً غلیظةً،هکذا فی فتاویٰ قاضیخان.(الفتاویٰ الهندیة ،الفصل الثانی فی الأعیان النجسة:۱/ ۴۶)

(۲) مر النبی صلی اللّٰه علیه وسلم علیٰ قبرین، فقال: إنهما لیعذبان وما یعذبان من کبیر، ثم قال: بلیٰ، أما أحدهما فکان یسعی بالنمیمة وأما أحدهما فکان لایستتر من بوله.(صحیح البخاری،کتاب الجنائز ،باب عذاب القبر من الغیبة و البول،حدیث نمبر:۱۳۷۸)

(۳) وبول مایؤکل لحمه والفرس وخرء طیر لایؤکل مخفف، هکذا فی الکنز.(الفتاویٰ الهندیة:۱/ ۴۶)

(۴) وبول ما لایؤکل لحمه والروث وأختاء البقر والعذرة ونجو الکلب وخرء الدجاج والبط والأوز نجس نجاسةً غلیظةً،هکذا فی فتاویٰ قاضیخان.(الفتاویٰ الهندیة ،الفصل الثانی فی الأعیان النجسة:۱/ ۴۶،انیس)

حیوانی پیشاب:

۱۔حیوانات میں کتا، بلی، خنزیر، گدھا، خچر، شیر، چیتا وغیرہ تمام حرام جانوروں کا پیشاب اور منی ناپاک (نجاست غلیظہ) ہے اور ان کا حکم وہی ہے جو انسانی پیشاب کا ہے۔

==

لہذا اگر پیشاب کا ایک قطرہ بھی کنویں یا برتن میں گر جائے، تو شرعاً کنویں اور برتن دونوں کا پاک کرنا ضروری ہے۔

قال ابن نجیمؒ:"وإنما ینجس ماء البئر کله بقلیل النجاسة لأن البئر عندنا بمنزلة الحوض الصغیر إلا أن یکون عشرًا فی عشرٍ" کذا فی فتاویٰ قاضیخان.(البحر الرائق، کتاب الطهارة: ج۱ص۱۱۰)(۱)

(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۸۰ و ۵۸۱)

حلال جانور کے پیشاب کا حکم:

سوال: حلال جانور کا پیشاب کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا ناپاک کتنی مقدار سے ہوگا؟ بینوا توجروا۔

الجواب ــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

حلال جانور کا پیشاب بدن یا کپڑے کے عضو مثلاً آستین وغیرہ کی چوتھائی سے کم میں لگا، تو نماز ہو جائے گی اور چوتھائی یا اس سے زیادہ میں لگا ہو تو نماز نہ ہوگی۔(۲)

قال فی الدر المختار: (وعفی دون ربع)جمیع بدن و(ثوب)ولو کبیرًا هو المختار،ذکره الحلبی ورجحه فی النهر علی التقدیر بربع المصاب کید وکم، وإن قال فی الحقائق وعلیه الفتویٰ(من)نجاسة(مخففة کبول مأکول)وفی رد المحتار:(قوله ولو کبیرًا الخ)اعلم أنهم اختلفوا فی کیفیة اعتبار الربع علیٰ ثلاثة أقوال،فقیل: ربع طرف أصابته النجاسة کالذیل والکم والدخریص إن کان المصاب ثوبًا وربع العضو المصاب کالید والرجل إن کان بدنًا وصححه فی التحفة والمحیط والمجتبیٰ والسراج وفی الحقائق وعلیه الفتویٰ(إلیٰ قوله)لکن ترجح الأول بأن الفتویٰ علیه. (رد المحتار،باب الأنجاس:۱/۲۹۶) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۲/ذی قعدہ ۸۶ھ۔(احسن الفتاویٰ:۲/۸۷)

== ۲۔البتہ چوہے کا پیشاب کپڑے میں لگ جائے تو جب تک وہ زیادہ نہ ہو معاف ہے،لیکن کھانے پینے کی چیزوں میں پڑ جائے تو ناپاک ہو جائے گا۔(الفتاویٰ التاتارخانیۃ:۱/۲۸۹)طہارت کے احکام ومسائل،انیس)

(۱) قال الحصکفیؒ:" (إذا وقعت نجاسة لیست بحیوان ولو مخففة أو قطرة بول أو دم أو ذنب فأرة(وبعد أسطر)ینزح کل مائها الذی کان فیها وقت الوقوع".(الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار،فصل فی البئر: ج ا ص ۲۱۱و۲۱۲)ومثله فی خلاصة الفتاویٰ، مسائل البئر: ج ا ص ۱۰)

(۲) حلال جانوروں کا پیشاب:

ا۔ایسے جانور جو حلال ہیں جیسے خصی،بکری،گائے،بیل،بھینس،اونٹ وغیرہ ان کا پیشاب اور منی ناپاک ہے،لیکن پیشاب نجاست خفیفہ(ہلکی نجاست)ہے۔

۲۔اس لیے اگر یہ پیشاب کسی کپڑے،فرش،دری،فرنیچر وغیرہ میں لگ جائے اور وہ کپڑے وغیرہ کے ایک چوتھائی سے کم ہو اور اسی کپڑے میں کوئی نماز ادا کرلے،تو نماز ہو جائے گی،مگر مکروہ ہوگی۔ ==

حلال جانور کے پیشاب اور بول و براز کا حکم:

سوال:۔حلال جانور جن کا گوشت کھایا جاتا ہو ان کا پیشاب اور بول و براز نجاستِ خفیفہ ہے یا نجاستِ غلیظہ؟ اور اگر یہ نجاست کپڑے کے ساتھ لگ جائے تو نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب

جن جانوروں کا گوشت حلال ہے تو ان کا پیشاب نجاستِ خفیفہ کے حکم میں ہے، البتہ گوبر نجاستِ غلیظہ ہے، نجاستِ خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے (مثلاً آستین) کے ربع کے مقدار سے کم میں لگا ہو تو یہ مانع صلوٰۃ نہیں، اس سے زیادہ مانع صلوٰۃ ہے، جبکہ نجاستِ غلیظہ ایک درہم سے زائد مانع صلوٰۃ ہے۔

قال الحصكفیؒ: "(وعفا)الشارع(عن قدر درهم)......(وهو مثقال)......(فی) نجس (كثيف) له جرم وعرض مقعر الكف فی رقيق من مغلظة كعذرة ودم وخمر وخرأ كل طير لايذرق فی الهواء كبط أهلی و دجاج وروث وخثی ء أفاد بهما نجاسة خرأ كل حيوان غير الطيور وعفی دون ربع جميع بدن و ثوب ولو كبيرًا من نجاسة مخففة كبول مأكول".

قال ابن عابدينؒ: قوله(ولو كبيرًا الخ)اعلم أنهم اختلفوا فی كيفية اعتبار الربع علیٰ ثلاثة أقوال، فقيل: ربع طرف أصابته النجاسة، كالذيل والكم والدخريص إن كان المصاب ثوباً وربع العضو المصاب كاليد والرجل إن كان بدناً.

وصححه فی التحفة والمحيط والمجتبیٰ والسراج وفی الحقائق وعليه الفتویٰ". (رد المحتار علی الدر المختار، باب الأنجاس: ج ا ص ۳۱۶ تا ۳۲۲)

وفی الهندية: "وكذلک الخمر والدم المسفوح ولحم الميتة وبول مالايؤكل والروث و أخثاء البقر والعذرة ونجو الكلب وخرأ الدجاج والبط والأوز نجس نجاسة غليظة " هكذا فی فتاویٰ قاضی خان(الهندية، الفصل الثانی فی الأعيان النجسة: ج ا ص ۴۶)(۱)(فتاویٰ حقانیہ جلد دوم صفحہ ۵۸۰)

== ۳۔ اور اگر کھیت، کھلیان وغیرہ میں دھان، گیہوں وغیرہ گاہتے وقت جانور پیشاب کر دیں، تو کوئی حرج نہیں۔

۴۔ اگر حلال جانوروں کا پیشاب تھوڑا یا زیادہ تھوڑے پانی یا کسی کھانے پینے وغیرہ کی چیزوں میں پڑ جائے تو وہ چیزیں ناپاک ہو جائیں گی۔

۵۔ حلال جانوروں کا پیشاب دوا کے طور پر استعمال کرنے کی اجازت ہے، بشرطیکہ کوئی جائز دوا اس کے قائم مقام نہ ہو، اس کے علاوہ نہیں، مگر اس سے پرہیز بہتر ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۲۸۷/۱ تا ۲۸۹) (طہارت کے احکام ومسائل: ص۳۳۔۳۴، انیس)

(۱) ومثله فی فتاویٰ قاضيخان علیٰ هامش الهندية، فصل فی النجاسة التی تصيب الثوب: ج ا ص ۱۸

حلال گوشت والے جانور کے پیشاب کا حکم:

سوال: ایک مقرر صاحب نے اپنی تقریر کے دوران ایک حدیث کے حوالے سے یہ بات کہی کہ ایک صحابی (جن کی نماز جنازہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھائی تھی) پر عذاب قبر کا احساس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوا، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے جو اس وقت موجود تھے دریافت فرمایا، تو جواب میں سب نے متقی و پرہیز گار بتلایا، بعد کو ان کی بیوی سے تفتیش پر معلوم ہوا کہ بہت ہی تنگ کمرہ میں رہائش کی وجہ سے جس میں بکریاں بھی باندھی جاتی تھیں، بکریوں کے پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہیں کر پاتے تھے۔

معاً یہ مسئلہ بتلایا کہ گائے، بیل، بھینس، بکری وغیرہ حلال جانوروں کا پیشاب کپڑے کے چوتھائی حصہ تک پڑ جائے تو بھی بلا صاف کئے نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

سامعین میں سے ایک شخص نے دونوں مسئلوں کو متضاد سمجھ کر تشریح کرنے کی استدعا کی، تو جواب میں مقرر صاحب موصوف نے صرف ایک حدیث مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کر کے تقریر ختم کر دی:

''ایک مریض صحابی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ کا دودھ اور پیشاب پینے کی ہدایت فرمائی''۔

سائل کے نزدیک مقرر صاحب موصوف نے آخری جواب دے کر اور ذہنی اضطراب میں مبتلا کر دیا۔

(الف) لہٰذا گذارش ہے کہ یہ بتایا جائے کہ کہیں مقرر نے حدیث کے بیان کرنے میں غلطی تو نہیں کی، اگر کی ہے تو کیا ان پر لازم نہیں آتا کہ سامعین تک حدیث کے حقیقی مفہوم پہونچانے کی کوشش کریں، اور اگر بیان صحیح ہے تو حلال جانوروں کے پیشاب کے کپڑے کے چوتھائی حصہ تک پڑ جانے سے بھی نماز پڑھی جا سکتی ہے، تو پھر انہیں چھینٹوں سے عذاب قبر کیوں ہوتا ہے؟

(ب) نیز یہ بتلایا جائے کہ حلال جانوروں کا پیشاب اب بھی پینے کے لیے استعمال کیا جا سکتا ہے؟ اور اگر کیا جا سکتا ہے، تو جو لوگ گائے کا پیشاب پیتے ہیں، ان پر ہم معترض کیوں کر ہو سکتے ہیں؟

الجواب

مقرر صاحب نے جو حدیثیں بیان کی ہیں صحیح ہیں، لیکن حلال جانوروں کے پیشاب کے چوتھائی کپڑے میں لگ جانے کی صورت میں نماز پڑھی جا سکنے کے متعلق جو مسئلہ بیان کیا ہے صحیح نہیں ہے، بلکہ چوتھائی کپڑے میں لگ جانے کی صورت میں نماز نہیں ہوگی۔

اور چوتھائی سے کم کی صورت میں نماز مکروہ تحریمی اور واجب الاعادہ ہوگی، ایسی حالت میں نماز پڑھنا گناہ ہے اور کپڑے کا دھونا واجب ہے۔

شرح وقایہ میں:

ومادون ربع ثوب مما خف كبول فرس ومايؤكل لحمه عفو وإن زاد لا. (ج ا ص ۱۳۹)(۱)

عمدۃ الرعایہ میں ہے:

(قوله أي بالنسبة إلٰى صحة الصلوٰة به لابالنسبة إلى الإثم) فإن إبقاء القدر المعفوعنه وأداء الصلوٰة به مكروه تحريمًا فيجب غسله. (ص ۱۳۹)(۲)

درمختار میں ہے:

كل صلوٰة أديت مع كراهة التحريم تجب إعادتها. (ج ا ص ۳۰۷)(۳)

(ب) اب ہرگز نہیں استعمال کیا جاسکتا، کیوں کہ حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

البحر الرائق میں ہے:

وأجاب في الهداية عن حديث العرنيين بأنه عليه السلام عرف شفاء هم فيه وحيًا وزاد شارحوها كالإتقاني والسكاكي جوابًا اٰخر بأن ذلك كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ بعد أن نزلت الحدود ألا ترى أن النبي صلى الله عليه وسلم قطع أيديهم وأرجلهم وسمل أعينهم حين ارتدوا واستاقوا الإبل وليس جزاء المرتد إلا القتل،فعلم أن إباحة البول انتسخت كالمثلة. (ج ا ص ۱۱۴)(۴)

مقرر صاحب کو مناسب تھا کہ مسئلہ کو صفائی سے بیان کر دیتے۔ **واللہ اعلم** (فتاویٰ احیاء العلوم جلد اول ص ۲۴۲-۲۴۳)

جائے نماز پر بکری پیشاب کردے:

سوال: جائے نماز مسجد پر دو ماہ سے کم عمر کی بکری کے بچہ نے پیشاب کیا، اس وقت ایک صاحب نماز پڑھ رہے

(۱) ترجمہ: نجاست خفیفہ جو چوتھائی کپڑے سے کم میں لگی ہو، جیسے گھوڑے اور ہر اس جانور کا پیشاب جس کا گوشت کھایا جاتا ہے، معاف ہے اور اگر زیادہ ہو تو نہیں۔

(۲) ترجمہ: قابل معافی مقدار کا باقی رکھنا اور اسی میں نماز پڑھ لینا مکروہ تحریمی ہے، اس کا دھونا واجب ہے۔

(۳) ترجمہ: جو نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی ہو وہ واجب الاعادہ ہوتی ہے۔

(۴) ترجمہ: حدیث عرنیین کا ہدایہ میں جواب دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بذریعہ وحی معلوم تھا کہ ان لوگوں کی شفا اسی میں ہے، اس کے علاوہ دیگر شارحین مثلاً اتقانی اور سکاکی وغیرہ نے ایک دوسرا جواب بھی دیا ہے وہ یہ کہ یہ حکم ابتداء اسلام میں تھا، پھر جب حدود شرعیہ کے متعلق احکام آ گئے تو یہ حکم منسوخ ہو گیا، اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتد ہونے پر اونٹ کو ہنکا لیجانے پر ان کے ہاتھ پاؤں کٹوائے اور ان کی آنکھوں میں سلائی پھروائی، حالانکہ مرتد کی سزا صرف قتل ہے، پس معلوم ہو گیا کہ جس طرح مثلہ کرنا منسوخ ہو گیا، اسی طرح ماکول اللحم جانور کے پیشاب کی اباحت بھی منسوخ ہو گئی۔

تھے، نماز پڑھنے والے صاحب کا کہنا ہے کہ یہ ایک دو دن قبل کا واقعہ ہے، ہم نے جائے نماز کو اور جائے نماز نکال کر اس کی جگہ کو دھویا ہے، اس سلسلہ میں بتائیں کہ کیا بکری کے بچہ کا پیشاب ناپاک ہے؟ سو جس نے اس جائے نماز پر نماز پڑھی کیا اس کی نماز مقبول ہوئی۔(محمد لطیف الدین، سنگاریڈی)

الجواب ــــــــــــــــــــ

بکری کا پیشاب بھی ناپاک ہے، خواہ دو ماہ ہی کی کیوں نہ ہو، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلق پیشاب سے بچنے کا حکم دیا ہے۔(۱) حرام اور حلال جانوروں میں صرف اس قدر فرق ہے کہ حرام جانوروں کا پیشاب نجاست غلیظہ ہے اور حلال جانور کا پیشاب جس میں بکری بھی داخل ہے، امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک نجاست خفیفہ یعنی کمتر درجہ کی نجاست ہے اور اسی پر فتویٰ ہے:

"وبول مایؤ کل لحمه ... مخفف.(۲)

پیشاب خشک ہونے کے بعد نظر نہیں آتا، ایسی نجاست کو فقہ کی اصطلاح میں نجاست غیر مرئیہ کہتے ہیں یعنی نہ دیکھی جانے والی ناپاکی۔ اس کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جہاں نجاست لگی ہو اسے تین بار دھویا جائے:

و إن كانت غير مرئية يغسلها ثلاث مرات.(۳)

لہذا اگر جائے نماز کو تین بار دھویا گیا تو جائے نماز پاک ہوگئی، اس کے بعد اس پر جو نمازیں پڑھیں گئیں وہ درست ہیں، جہاں تک اس زمین کی بات ہے تو اس پر پانی بہا دینا بھی کافی ہے بلکہ زمین کا خشک ہو جانا بھی کافی ہے بشرطیکہ اس جگہ نجاست کی بو باقی نہ رہے، ہاں جن لوگوں نے جائے نماز دھلنے سے پہلے نماز ادا کی ہے اور بکری کا پیشاب پوری جائے نماز کے اس حصہ پر رہا ہو جہاں اعضائے سجدہ رکھے جاتے ہیں، تو ان کو نماز لوٹا لینی چاہیے، جن حضرات کو علم نہ ہو پائے، امید ہے کہ خدائے کریم ان کی اس نماز کو قبول فرمالیں گے۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

(کتاب الفتاویٰ:۲/۸۸-۸۹)

کیا گاہتے وقت، بیل کے غلہ پر پیشاب کرنے سے، غلہ ناپاک ہو جائے گا:

سوال: غلہ گاہنے کے وقت یعنی جب اس پر بیلوں کو چلاتے ہیں، اگر بیل غلہ پر پیشاب کر دے، تو غلہ ناپاک ہو جائے گا یا کیا حکم ہے؟

---

(۱) عن أبی أمامة رضی اللّٰہ عنه عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال: اتقوا البول فإنه أول ما یحاسب به العبد فی القبر (الترغیب والترهیب:۱۴۱)

(۲) الفتاویٰ الهندیة:۱/۴۶۔

(۳) الفتاویٰ الهندیة:۱/۴۲۔

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

ناپاک ہوجائے گا، لیکن اگر اس کو شرکاء آپس میں تقسیم کرلیں، یا اس میں سے کچھ صدقہ کردیں یا کچھ پاک کرلیں یا کچھ فروخت کردیں، تو بقیہ پاک سمجھا جائے گا، شامی: ۲۱۸/۱ ۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۳۳/۵)

بیل وغیرہ غلہ گاہنے میں پیشاب کرے تو اس کا کیا حکم ہے:

سوال: سوال یہ ہے کہ غلہ گاہنے میں بیل پیشاب وغیرہ وہیں کرتے ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟ اور کہاں مذکور ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

قال فی ردالمحتار فی بیان المطہرات: وقسمه مثلي، الخ. (باب الأنجاس: ص ۳۲۳)

اس سے معلوم ہوا کہ تقسیم بھی بعض صورتوں میں مطہر ہے اور وہ یہی صورت ہے کہ بیل غلہ گاہنے میں پیشاب کردیتے ہیں، تو بعد تقسیم کے سارا غلہ پاک ہوجاتا ہے، کیونکہ شبہ ہوگیا کہ پیشاب اس میں ہے یا اس میں ہے، یقین نہ رہا کہ اسی میں ہے، اس لئے اب کا اس کا کھانا جائز ہے اور تقسیم کی صورت یہ ہے کہ یا تو غلہ میں چند شرکاء ہوں جو باہم اپنے حصص تقسیم کرلیں یا کوئی شریک نہیں، مگر غلہ میں سے کچھ فروخت کیا گیا یا کسی کو ہبہ کیا گیا یا مسکینوں کو دیا گیا تو اس سے بھی یہ بات یقینی نہ رہی کہ پیشاب کس حصہ میں ہے، زوال یقین نجاست کی وجہ سے طہارت کا حکم دیا گیا۔

و أما عند محمد فبول مايؤ كل لحمه طاهر فلاحاجة إلى القسمة. (۱) واللہ اعلم

۲۴/ ذی قعدہ ۴۸ھ ۔ (امدادالاحکام جلد اول ص ۳۹۹، ۴۰۰)

وہ غلّہ جس پر جانور پیشاب کرتے ہیں وہ کیسے پاک ہوگا:

سوال: دریں جا گندم وغیرہ اجناس بذریعہ نرگاواں از کاہ الگ می کشیدند ہماں وقت نرگاواں دروے بول و براز میکنند آں غلّہ بچہ طریق پاک خواہد شد؟(۳)

---

(۱) "(كما لو بال حُمرٌ) ...... (علىٰ) ......(حنطة تدوسها، فقسّم أوغسل بعضه) أو ذهب بهبة أوأكل أوبيع......(حيث يطهر الباقي)، وكذا الذاهب، لاحتمال وقوع النجس في كل طرف كمسألة الثوب". (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الأنجاس، قبيل مطلب في حكم الصبغ الخ: ۵۳۵/۱، سعید)

(۲) دیکھا جائے: ردالمحتار، باب الأنجاس، مبحث في بول الفأرة الخ: ج ۱ ص ۳۱۹، بیروت، انیس

(۳) خلاصۂ سوال: یہاں گندم وغیرہ غلہ جات جانوروں کے ذریعہ گاہتے ہیں، اس وقت جانور اسی غلہ میں پاخانہ پیشاب کردیتے ہیں، تو وہ غلہ کیسے پاک ہوگا؟ انیس

الجواب

آں غلّہ بعد تقسیم وغیرہ تصرفات پاک است۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۵۷) ☆

اس نیت سے کچھ غلہ وغیرہ صدقہ کرنا کہ بیل کے پیشاب پاخانہ سے ناپاک غلہ پاک ہو جائے:

سوال: زمیندار جودانہ وغلہ نکالنے کے وقت، تھوڑے سے دانے دانوں کے انبار میں سے، اللہ کے واسطے نکالتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بیل جو پیشاب و پاخانہ غلہ کوروندتے وقت کردیتے ہیں، ان کو یہ نکالے ہوئے کم وبیش دانے، پاک کردیتے ہیں جیسے کہ زکوٰۃ۔تحریر فرمایئے کہ نکالنے چاہیے یا نہیں اگر نکالنے چاہیے تو نکالنے کا کیا اندازہ ہو؟

الجواب

جوغلہ زمین دار اس نیت سے نکالتے ہیں کہ روندتے وقت بیلوں نے جو پیشاب و پاخانہ کردیا تھا اس کی طہارت ہو جائے، تو زمین داروں کا یہ فعل درست اور ٹھیک ہے۔اس ترکیب سے سارا غلہ پاک ہو جاتا ہے، جو سائل کو دیا اور جو باقی بچا ہے، اور غلہ کی اتنی مقدار نکالنا چاہیے جتنا کے اندازاً بیلوں کے پیشاب و پاخانہ سے خراب ہوا تھا۔

ولوبالت الحمرعلى الحنطة حال الدوس فذهب بعض الحنطة فالباقي طاهر وكذاالذاهب أيضًا.(كبيرى مجتبائى:ص ۲۰۳)(كما لو بال حمر)......(علىٰ) نحو(حنطة تدوسها فقسم أوغسل بعضه) أوذهب بهبة أوأكل أوبيع (حيث يطهر الباقي)وكذاالذاهب لاحتمال وقوع النجس فى كل طرف،درمختار،مختصرًا.(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی (کفایت المفتی:۲/۲۸۵۔۲۸۶)

---

(۱) وہ غلہ تقسیم وغیرہ کے بعد پاک ہے۔انیس

(كما لوبال حمر)خصها لتغليظ بولها اتفاقًا(علىٰ) نحو(حنطة تدوسها فقسم أوغسل بعضه) أوذهب بهبة أوأكل أوبيع كمامر(حيث يطهر الباقي) وكذا الذاهب لاحتمال وقوع النجس فى كل طرف كمسئلة الثوب(درمختار)قوله خصها الخ فيعلم الحكم فى غيرها بالدلالة،ابن كمال. (رد المحتار، باب الأنجاس،قبيل مطلب فى حكم الصبغ الخ: ۱/۳۰۲،ظفير)

☆ **کھلیان کا غلہ پاک ہے:**

سوال: خرمن گاہ میں جبکہ غلہ تیار کرتے ہیں، تو نرگاواں کا پیشاب اور گوبر غلہ گندم وغیرہ میں جذب ہوتا ہے، پھر غلہ کے جواز کی صورت کس طرح پر ہے؟

الجواب

جب وہ تقسیم ہوگیا سب کے حق میں پاک ہوگیا اگر کچھ اثر گوبر کا دیکھی تو صاف کردیوے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رشیدیہ کامل:ص ۲۴۶)

(۲) الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار،باب الأنجاس،قبيل مطلب فى حكم الصبغ الخ:۱/۳۲۸، بیروت، انیس

بلی وغیرہ کے پیشاب کرنے پر اناج کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: اگر اناج (غلہ) میں کوئی جانور بلی وغیرہ پیشاب کردے، تو اس کی پاکی کا کیا حکم ہے؟

هو المصوب

اگر بلی نے گیہوں وغیرہ جیسے اناج میں پیشاب کردیا ہو، تو جتنی مقدار میں پیشاب ہوا اور وہ غلہ پھولا نہ ہو، یعنی اس کے اندر پیشاب سرایت نہ کیا ہو، تو اسے تین بار دھو دینے سے پاکی حاصل ہو جائے گی۔

لیکن اگر چوہے یا اس جیسے چھوٹے جانور (جو گھروں میں رہتے ہیں) نے غلہ میں پیشاب کردیا تو یہ قابل عفو ہے:

أما بول الفأرة فالضرورة فيه غير متحققة، إلاّ علىٰ تلك الرواية الظاهرة المارة التى ذكرها الشارح أن عليها الفتوىٰ، لكن عبارة التاتارخانية: بول الفأرة وخرءها نجس، وقيل بولها معفو عنه، وعليه الفتوىٰ. (ردالمحتار، باب الأنجاس، مبحث فى بول الفأرة الخ: ۵۲۳/۱)

لیکن احتیاط اس میں ہے کہ پاکی حاصل کر لی جائے۔

تحریر: محمد مستقیم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۲۸۲/۱ و ۲۸۳)

دریائی جانور کے پیشاب کی پاکی ناپاکی کا مسئلہ:

سوال: دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے یا نہیں؟

الجواب

دریائی جانور کا پیشاب پاک ہے۔(۱)

جیسا کہ مائی المولد کی تشریح میں کتب فقہ درمختار وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے:

"فلو تفتت فيه نحو ضفدع جاز الوضوء به لا شربه".

اور اس سے پہلے ہے:

"ومائى مولد ولو كلب الماء و خنزيره كسمك وسرطان وضفدع الخ". (درمختار)(۲) فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۳۰۲/۱-۳۰۳)

---

(۱) بحری حیونات کے فضلے پاک ہیں:

(۱) پانی کے ایسے تمام جانور جیسے مچھلی، کیکڑا وغیرہ ان کے جسم سے نکلنے والا مادہ پاک ہے جیسے خون، رال وغیرہ نکلے یا ان کا بٹ نکلے۔

(۲) مینڈک جو پانی میں رہتے ہیں اور خشکی پر بھی رہتے ہیں ان کے کودتے وقت جسم سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے۔ (طہارت کے احکام و مسائل: ص ۲۰، انیس)

(۲) الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب المياه، قبيل مطلب حكم سائر المائعات: ۱۷۱/۱، ظفیر

بحری جانور کے پیشاب کا حکم:

سوال:　دریائی جانوروں کا پیشاب پاک ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ امر محقق نہیں ہے کہ دریائی جانوروں کو پیشاب ہوتا ہے۔ چنانچہ مچھلی ومینڈک جو کنوؤں میں یا چھوٹے تالابوں میں رہتے ہیں ان کو ناپاک نہیں قرار دیا جاتا۔ اور ماسوی مچھلی اور مینڈک کے جو دوسرے دریائی جانور غیر ماکول اللحم ہیں اگر ان کو پیشاب ہوتا ہے تو ناپاک ہے۔

لقوله عليه الصلوة والسلام: استنزهوا من البول. (۱)

وهذا القول لعمومه يشمل جميع الأبواب، مگر یہ مسئلہ مصرحہ فقہ کی کتابوں میں نظر سے نہیں گزرا۔ واللہ اعلم

حررہ خلیل احمد عفی عنہ (فتاویٰ مظاہر علوم: ۱/۷۵-۷۶)

مینڈک کا پیشاب:

سوال:　بول غوک پاک است یا نہ اگر ناپاک کدام ناپاک؟ (۲)

الجواب

فی الدر المختار، ج۱ص۲۹۳، **فی النجاسة الغليظة: وبول غير مأكول.**

پس بنابریں قاعدہ بول غوک نجس غلیظ است، البتہ درغوکے کہ در آب می ماند حکم نجاست نکردہ شود، **للضرورة.** (۳)

كما فی الدر المختار، مسائل البئر: (و لا نزح) فی بول فأرة فی الأصح، فيض.

وفی رد المحتار: ولعلهم رجحوا القول بالعفو للضرورة. (۴)

۹/ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ، تتمہ اولیٰ، صفحہ ۵۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/۱۲۱)

نجاست غلیظہ بقدر درہم کا دھونا واجب نہیں:

سوال:　نجاست غلیظہ گاڑھی، مثقال بھر کپڑے یا بدن پر لگ جائے تو کیا ازروئے طحطاوی ومراقی دھونا واجب نہیں؟ بینوا توجروا۔

---

(۱)　**رواه الدار قطنی:** ص۴۷، **عن حديث أبی هريرةؓ وقال: الصواب مرسل** (مطبع انصاری) محمد خالد غفرلہ

(۲)　خلاصۂ سوال:　مینڈک کا پیشاب ناپاک ہے یا نہیں، اگر ناپاک ہے تو کیسی ناپاکی ہے؟ انیس

(۳)　مینڈک کا پیشاب ناپاک ہے اور نجاست غلیظہ ہے، لیکن آبی مینڈک میں ضرورت کی وجہ سے پانی کو ناپاک نہیں کہیں گے۔ سعید احمد

(۴)　**الدر المختار مع رد المحتار، فصل فی البئر، قبيل مطلب فی الفرق بين الروث الخ۔** انیس

الجواب ـــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

مفتیٰ بہ قول عدم وجوب کا ہے۔(۱)

---

(۱)　کائنات کی اکثر چیزیں پاک ہیں اور صرف چند چیزیں ناپاک ہیں، اور جو ناپاک چیزیں ہیں ان سے بچنے کا حکم ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناپاک چیزوں میں ملوث ہونے سے خدا کی پناہ طلب کرتے ہوئے یہ دعا کرتے تھے:

''اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ناپاک وگندی اور خبیث چیزوں سے اور شیطان رجیم سے''۔(سنن ابن ماجہ حدیث نمبر:۲۹۸)

اور جب ضرورت کے وقت پاخانہ، پیشاب کی جگہ بیت الخلا میں جاتے تو اللہ کا نام اندر نہ لیتے اور نہ انگوٹھی لے کر جاتے جس پر اللہ تعالیٰ کا نام نقش تھا، بلکہ اس کو اتار کر رکھ دیتے تب جاتے، یوں تو ناپاک چیزوں سے اپنے بدن و کپڑے وغیرہ کو ہر وقت بچائے رکھنے کا اہتمام کرنا چاہیے، مگر خاص طور پر نماز کے لیے بدن و کپڑے اور نماز کی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے۔ ناپاک چیزیں یہ ہیں:

۱۔ جامد اور ٹھوس۔

۲۔ بہنے والی (مائع)۔

ان میں بعض دکھائی دینے والی ہوتی ہیں اور بعض دکھائی نہ دینے والی، اور حکم کے اعتبار سے ان دونوں کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ نجاست غلیظہ۔

۲۔ نجاست خفیفہ۔

ان دونوں قسم کی نجاستوں میں اس اعتبار سے فرق ہے کہ نجاست خفیفہ کو شریعت ہلکی و کم تر نجاست قرار دے کر اس کی بڑی مقدار لگنے میں صرف چھوٹی مقدار معاف کرتی ہے۔ اس کی تفصیل نجاستوں کو پاک کرنے کے ذیل میں آگے آرہی ہے۔ یہاں دونوں طرح کی نجاستوں کی تفصیل لکھی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حرام و ناپاک اشیا کے بارے میں کہا ہے:

ترجمہ:　''تو کہہ دے کہ میں نہیں پاتا ہوں اس وحی میں جو مجھ کو پہنچی ہے، کسی چیز کو حرام کھانے والے پر جو اس کو کھائے، مگر یہ کہ وہ چیز مردار ہو، یا بہتا ہوا خون ہو، یا گوشت سور کا کہ وہ ناپاک ہے، یا ناجائز ذبیحہ جس پر نام پکارا جائے اللہ کے سوا کسی اور کا، پھر جو کوئی بھوک سے بے اختیار ہو جائے نہ نافرمانی کرے اور نہ زیادتی کرے، تو تیرا رب بڑا معاف کرنے والا ہے۔(سورۃ الانعام:۱۴۵)

<u>مردار:</u>

۱۔ آیت میں پہلی چیز مردار کو حرام و نجس بتایا گیا ہے۔

مردار:　ہر ایسے مردہ جانور کو کہا جاتا ہے جس کے بدن میں بہتا ہوا خون ہو اور اس کو شرعی طریقہ پر ذبح نہ کیا گیا ہو، ایسے تمام مردار جانور حرام اور ناپاک (نجاست غلیظہ) ہیں۔

۲۔ البتہ ایسے کیڑے مکوڑے، مچھر، مکھی، جراثیم، چیونٹی وغیرہ جن میں بہنے والا خون نہیں ہوتا ہے، وہ مرنے کے بعد بھی ناپاک نہیں ہوتے ہیں۔(فتح القدیر:۱/۷۵، مراقی الفلاح:۱/۲۵)

<u>خنزیر:</u>

جانوروں میں خنزیر نجس عین ہے، وہ کسی حال میں پاک نہیں ہوتا ہے چاہے اس کو شرعی طور پر ذبح کرے یا نہ کرے، اس کا گوشت، اس کی ہڈی، چمڑا، بال سب ہی ناپاک (نجاست غلیظہ) ہوتے ہیں۔(فتح القدیر:۱/۷۵، مراقی الفلاح:۱/۲۵)

==

قال العلامة ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالىٰ تحت قوله(وإن كره تحريمًا): ...... والأقرب أن غسل الدرهم ومادونه مستحب مع العلم به والقدرة علىٰ غسله، فتركه حينئذ خلاف الأولىٰ. (رد المحتار،باب الأنجاس،قبيل مطلب فى طهارة بوله صلى اللّٰه عليه وسلم :۲۹۲/۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم ۔ ۷/محرم ۹۳ھ ۔ (احسن الفتاویٰ:۲/۹۵۔۹۶)

== خون:

۱) انسانی وحیوانی بدن سے نکلنے والا خون بھی حرام ونجس (نجاست غلیظہ) ہے۔

۲) اگر کسی حیوان میں اصلی خون نہ ہو، جیسے پانی میں پیدا ہونے والے حیوانات مچھلی، مینڈک، وغیرہ کا خون یا ان میں بہت کم خون ہو اور جس میں بہنے کی صلاحیت نہ ہو، جیسے مچھر، جوں وغیرہ کا خون اسے اللہ تعالیٰ نے نجس نہیں قرار دیا ہے، لیکن ان کو بھی دھو کر صاف کرنا چاہیے، البتہ کپڑے یا بدن میں لگ جائے اور اسی حالت میں کوئی نماز ادا کرے تو نماز ہو جائے گی۔

۳) اسی طرح حیوانات کے بدن کا وہ خون جو ذبح کے بعد ان کے گوشت، رگ، دل، طحال اور جگر میں باقی رہ جاتا ہے اور وہ بہنے والا نہیں ہوتا ہے، وہ ناپاک نہیں ہے۔

۴) البتہ اگر خون بہنے کے بعد گوشت میں لگ جائے تو وہ خون ناپاک ہوگا۔

۵) اگر طحال یا دل چیرنے کے بعد خون نظر آئے اور وہ بہے نہیں، تو نجس نہیں اور اگر بہہ جائے تو نجس ہوگا۔

۶) سام ابرص یا ایسا حیوان جس کے جسم میں خون ہوتا ہے اور اس کو چیرنے پر خون بہنے لگتا ہے تو وہ خون ناپاک ہے۔

۷) اسی طرح خون کا دھون بھی ناپاک ہوتا ہے، اگر وہ کپڑے یا کسی چیز میں لگ جائے تو ناپاک ہو جائے گا۔

۸) لیکن اگر گوشت میں الگ سے دم سائل نہ لگے اور وہ بغیر دھوئے اسی طرح پکا دیا جائے اور ہانڈی میں اس کی سرخی یا زردی لگ جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (الفتاویٰ التاتارخانیہ:۲۹۰/۱، ردالمحتار:۲۱۹/۱، البحر الرائق:۲۴۱/۱)

۹) اگر گوشت پر دم مسفوح (بہنے والا خون) لگ کر جم جائے تو وہ خون نجس ہوگا۔

۱۰) ذبح کرنے کے بعد حلق میں جو خون رہ جاتا ہے وہ بھی نجس ہے۔ (الطحطاوی:۸۳/۱)

۱۱) حیض ونفاس اور استحاضہ کا خون نجس ہوتا ہے۔

۱۲) نکسیر پھوٹنے یا فسد سے جو خون نکلتا ہے وہ بھی نجس ہوتا ہے۔ (البحر الرائق:۲۴۱/۱)

۱۳) دانت، حلق یا بلغم کے ساتھ نکلنے والا خون چاہے بہنے والا ہو یا نہ ہو نجس ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ:۲۹۴/۱، ردالمحتار:۲۱۹/۱)

۱۴) آنکھ آنے کے بعد اگر آنکھ سرخ ہو کر زخم کی طرح ہو جائے اور اس سے خون آنے لگے تو وہ نجس ہوگا۔
(ردالمحتار:۲۱۹/۱، البحر الرائق:۲۴۱/۱)

۱۵) ہر طرح کے زخم کا خون نجس ہوتا ہے۔ (البحر الرائق:۲۴۲/۱)

۱۶) شہید کے جسم پر جو خون لگا ہوا ہو وہ اس کے بدن و کپڑے کی حد تک پاک ہے، اگر دوسرے کے بدن یا کپڑے وغیرہ میں لگ جائے تو ناپاک ہوگا۔

۱۷) پیپ جو زخم سے نکلے یا پانی جو پھوڑے پھنسی سے بہے، وہ بھی ناپاک ہوتا ہے، مگر جو تھوڑا ہو اور نہ بہے اس کی نجاست معاف ہے۔

پاخانہ:

پاخانہ نجس وناپاک شیء ہے اگر کسی کے بدن یا کپڑے وغیرہ میں لگ جائے تو اس کو دھو کر صاف کرنا ضروری ہوگا۔ ==

نجاست غلیظہ کبھی خفیفہ بنتی ہے یا نہیں:

سوال: نجاست غلیظہ تھوڑی دھونے سے خفیفہ رہ جاتی ہے، یا کسی حد تک کیوں نہ دھوئی جائے غلیظہ ہی رہے گی؟

== رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''کپڑا پانچ نجس چیزوں کے لگنے سے دھویا جائے گا، پیشاب، پاخانہ، منی، خون اور قئے''۔ (سنن دار قطنی، حاشیہ ہدایہ: ۱/۵۷)

لیکن ہر طرح کے پاخانہ یا پرندوں کی بیٹ لگنے سے کپڑے کو دھونا واجب نہیں ہے، بلکہ بعض جانوروں اور پرندوں کی بیٹ کو پاک قرار دیا گیا ہے، یا ضرورت کی بنا پر ان کی ناپاکی کو معاف کر دیا گیا ہے۔

انسانی پاخانہ:

۱۔ البتہ انسانی پاخانہ ہر حال میں ناپاک ونجس ہوتا ہے (نجاست غلیظہ) چاہے کسی بڑے آدمی کا ہو یا چھوٹے بچہ کا، مرد کا ہو یا عورت کا اور چاہے سوکھا ہو یا گیلا۔

۲۔ انسانی پاخانہ کو فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے کہ وہ نجس چیز ہے۔

۳۔ البتہ انسانی پاخانہ سے گیس پیدا کرنا یا اس سے بجلی پیدا کرنا اور اس کی روشنی کو استعمال میں لانا جائز ہے۔

۴۔ لیکن انسانی پاخانہ کو جلانا اور اس پر ہاتھ سینکنا یا کھانا بنانا مکروہ ہے۔

حیوانی پاخانہ:

۱۔ حیوانی پاخانہ میں گوبر، لید وغیرہ بھی ناپاک ونجس ہوتا ہے، البتہ اس میں تفصیل ہے، بعض حیوانات کی لید نجاست غلیظہ ہوتی ہے اور بعض کی نجاست خفیفہ۔

نجاست غلیظہ:

۲۔ رینگنے والے حیوانات میں سانپ اور چھچھوندر کی بیٹ نجاست غلیظہ ہے۔

۳۔ اسی طرح مرغی، بطخ، لقلق وغیرہ حلال پرندوں کی بیٹ جو بہت بد بودار ہوتی ہے یا حرام پرندوں کی بیٹ بھی جیسے گدھ وغیرہ کی بیٹ بہت بد بودار ہوتی ہے یہ سب نجاست غلیظہ ہے۔

۴۔ چوپایوں میں خنزیر، کتا، بلی اور دیگر پھاڑ کھانے والے حرام جانوروں کی لید نجاست غلیظہ ہے۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۲۸۸)

نجاست خفیفہ:

۵۔ البتہ ایسے حلال جانور جو عام طور پر انسانی ماحول میں رہتے ہیں اور گھروں میں اور سڑکوں پر گوبر ولید کرتے ہیں، جیسے گائے، بیل، بھینس کا گوبر یا گدھا وگھوڑے کی لید یا بکری، خصی، بھیڑ، دنبہ وغیرہ کی مینگنی، یہ نجاست خفیفہ کے حکم میں ہے۔

۶۔ سڑکوں پر گوبر، لید وغیرہ سے جو مٹی ملی ہوتی ہے، وہ بھی ضرورۃً معاف ہے، گرچہ زیادہ لگ جائے، لیکن دھونا بہتر ہے۔

۷۔ چوہے کی مینگنی بھی ناپاک ہوتی ہے، لیکن اگر ایک دو مینگنی تیل، گھی، آٹا یا سرکہ میں گر جائے تو نجس نہ ہوگا، البتہ مزہ میں اگر اس کا اثر آجائے تو ناپاک ہو جائے گا اور اس کا کھانا جائز نہ ہوگا۔ (الفتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۲۸۸۔۲۸۹)

۸۔ اوپلے جو حیوانی لید و گوبر کے ہوتے ہیں ان کا استعمال جلانے کے لیے جائز ہے۔ (ردالمحتار: ۵/۴۶)

پیشاب:

پیشاب ناپاک ہے، اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ پیشاب سے بچو، کیوں کہ زیادہ تر قبر کا عذاب اسی سے ہوتا ہے۔ چونکہ پیشاب عذاب قبر کا باعث ہے اور وہ ناپاک ونجاست غلیظہ ہے، اس لیے اس سے بچنا ضروری ہے، البتہ بعض پیشاب پاک ہے، جیسے دریائی جانوروں کا پیشاب۔ (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۲۵ تا ۳۱، انیس)

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

نجاست غلیظہ جب تک بالکل اس کا ازالہ نہ کیا جاوے، نجاست غلیظہ ہی رہتی ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم:۱/۳۳۲)

نجاست غلیظہ کی قدر عفو کی تحقیق:

سوال: قمیص کی آستین پر چار پانچ چھینٹیں گندے پانی کی یا پیشاب کی یا اور کسی نجاست کی لگ گئیں، اور بھول کر اسی قمیص سے نماز پڑھ لی، تو نماز ہوگئی یا اعادہ واجب ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

اگر نجاست دلدار ہو، جیسے گوبر وغیرہ تو چھینٹوں کے مجموعہ کا وزن بقدر ایک مثقال=۵ ماشہ =۸۶ء۴ گرام ہو، یا اس سے کم ہو تو نماز ہو جائے گی، پھیلاؤ میں خواہ کتنا ہی زیادہ ہو، اور اگر پتلی نجاست ہو تو مثلاً نجس پانی یا پیشاب وغیرہ تو پھیلاؤ میں ہتھیلی کے گہراؤ کے برابر معاف ہے۔

حضرات فقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ نے ہتھیلی کے گہراؤ کی وسعت معلوم کرنے کے لیے یہ طریقہ لکھا ہے کہ چلو میں پانی بھر کر ہتھیلی کو پھیلا دیا جائے جتنی جگہ میں پانی ٹھہرا رہے اتنی وسعت مراد ہے، اکابر نے اس کی مقدار ایک روپیہ کے برابر تحریر فرمائی ہے، مگر آج کل دھات کا روپیہ بالکل غائب ہو چکا ہے اور ہتھیلی کی پیمائش آسان نہیں، اس لیے اس کی پیمائش کو ضبط کرنے کی ضرورت محسوس کر کے بندہ نے بطریق مذکور متعدد بار احتیاط سے پیمائش کی تو قطر=۱ء۱/۱۰ انچ ۲/۷۵ء۲ سنٹی میٹر ہوا، اس کے بعد اتفاق سے ایک روپیہ دھات کا مل گیا، تو اس کا قطر بھی اس کے مطابق پایا، لہذا درہم کی کل پیمائش مربع ۲/۱، قطر پائی=۹۵ء۰/۱ انچ =۹۴ء۵/ سنٹی میٹر ہوئی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۲۳/رجب ۹۱ھ (احسن الفتاویٰ:۲/۸۹)

مقدار درہم کی تشریح:

سوال: درہم کے عرض اور مقدار عفو میں کہ جس سے نماز ہو جاتی ہے، ذرا تردد ہے۔ آیا نجاست رقیقہ درہم سے کم اگر کپڑے کو یا بدن پر لگ جائے جس سے نماز ہو جاتی ہے، وہ آج کل کے سکہ کے موافق کس قدر ہوتی ہے، روپیہ کے برابر یا اٹھنی کے برابر یا چونی کے، اور قعر کف جو درہم کی مساحت فقہا تحریر فرما رہے ہیں۔ آج کل کے سکّوں میں سے تقریباً کس کے برابر ہوتی ہے۔ الغرض رقیق نجاست جس کے لگ جانے سے نماز ہو جاتی ہے، آج کل کے سکّوں میں سے تقریباً کس کے برابر سمجھیں۔

(۱) (وكذا يطهر محل نجاسة...... (مرئية)...... (بقلعها) الخ. (الدر المختار على صدر رد المحتار، باب الأنجاس، قبيل مطلب في حكم الصبغ الخ:۱/۳۰۳۔ ظفیر)

الجواب

قدر درہم نجاست غلیظہ معاف ہے، اور مقدار اس کی نجاست کثیفہ میں وزن مثقال یعنی ۴م ۱/۲ ماشہ ہے۔(۱)اور نجاست رقیقہ میں بقدر مقعر کف ہے، جوتقریباً ایک روپے کے دور کی برابر ہے اور شامی میں منقول ہے کہ ملامسکین نے اس کی یہ تشریح فرمائی ہے کہ ہتھیلی پر پانی ڈالا جائے ہتھیلی کو کھول کر اور پھیلا کر جس مقدار میں پانی ٹھہر جاوے وہ مقدارِ مقعر کف ہے اور وہی مراد ہے، سو ظاہر ہے کہ وہ مقدار ایک روپے کے برابر ہوتی ہے، اس کو تجربہ بھی کرلیا جاوے۔

قال ملامسکین :"و طریق معرفته أن تغرف الماء بالید ثم تبسط فما بقی فهو مقدار الکف الخ" باب الأنجاس. (شامی:۲۱۱/۱)(۲)فقط (فتاویٰ دار العلوم:۳۳۲/۱-۳۳۳)

نجاست غلیظہ کے قدر عفو سے زائد ہونے پر پاکی ناپاکی کا حکم:

سوال: ہماری مسجد کے امام فجر کی نماز میں مسجد کے اندر گئے ،فرش پر نجاست غلیظہ پڑی ہوئی تھی ،اس پر امام صاحب کا پیر پڑ گیا اور بائیں پیر میں نجاست اتنی لگ گئی کہ مسجد کی چٹائی پر اپنا پیر رگڑا۔ چٹائی پر قریب ڈیڑھ ہاتھ نجاست لگی ہوئی پائی گئی ،امام صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اپنے پیر کو رگڑ لیا تھا، چٹائی پر اور اسی طرح فجر کی نماز بنا پانی سے دھوئے پیر کے ،نماز فجر کی جماعت پڑھادی، کیا ایسی صورت میں امام اور مقتدیوں کی نماز درست ہوگئی۔ جب امام نے سلام پھیرا تو ۶ منٹ طلوع کے باقی تھے۔ ایک مقتدی جماعت کے بعد آیا تو گھڑی دیکھ کر اپنی نماز منفرد پڑھی۔ ایسی صورت میں نماز ہوئی کہ نہیں ،امام صاحب کہتے ہیں کہ میں نے اپنا پیر چٹائی پر رگڑ لیا تھا۔ غلاظت کے متعلق جو دو آدمی چٹائی دھونے کے لئے گئے تھے ان کا کہنا تھا کہ غلاظت بلی یا کتے کی تھی ،امام صاحب کہتے ہیں کہ جب میرا پیر اندھیرے میں غلاظت پر پڑا تو میں نے یہ سمجھا کہ یہ غلاظت چمگاڈر کی تھی تو میں نے چٹائی پر اپنا پیر رگڑ لیا۔ ایسی صورت میں نماز درست ہوئی یا فجر کی نماز کا اعادہ کرنا تھا۔

هو المصوب

صورت مسئولہ میں نجاست معاف مقدار سے زیادہ ہے، اسی لئے نماز نہیں ہوئی، اعادہ ضروری ہے۔(۳)

---

(۱) (وعفا) الشارع (عن قدر درهم)...... (وهو مثقال) عشرون قیراطًا (فی) نجس (کثیف) له جرم. (تنویر الأبصار مع الدر المختار علٰی صدر رد المحتار ،باب الأنجاس ،قبیل مطلب فی طهارة بوله صلی اللّٰه علیه وسلم:۲۹۱/۱-۲۹۲،ظفیر)

"وأفاد فی البحر :أن الدرهم هنا غیره فی باب الزکوٰة الخ" شامی. (رد المحتار ،باب الأنجاس، تحت قوله وهو مثقال:۱۹۳/۱-ظفیر)

(۲) رد المحتار ،قبیل مطلب فی طهارة بوله صلی اللّٰه علیه وسلم:۲۹۳/۱-ظفیر

(۳) (وعفا) الشارع (عن قدر الدرهم) ......وإن کره تحریماً فیجب غسله ومادونه تنزیهاً فیسن وفوقه مبطل فیفرض. (الدر المختار علٰی صدر الرد:۵۲۱/۱)

نوٹ: نجاست غلیظہ میں معاف مقدار ایک درہم یعنی ایک روپیہ کی مقدار ہے۔ (ناصر علی)

تحریر: محمد ظفر عالم ندوی، تصویب: ناصر علی ندوی۔ (فتاویٰ ندوۃ العلماء: ۱/۲۸۹و۲۹۰)

تطہیر اشیا کے طریقوں کی تعداد اور مکمل تفصیل:

سوال: تطہیر اشیا کے کیا کیا طریقے ہیں اور ان میں کیا تفصیل ہے؟

الجواب

تطہیر اشیا کے دس طریقے ہیں:

(۱) دھونا، جیسے ناپاک کپڑا وغیرہ اسی طریقے سے پاک کیا جاتا ہے۔

(۲) پھیر لینا۔ یہ طریقہ ان اشیا کے لئے مخصوص ہے جو شفاف ہوں، جیسے آئینہ، تلوار وغیرہ۔

(۳) فرک۔ کھرچنا، یہ طریقہ منی سے تطہیر کے لئے ہے۔ عالمگیریہ میں اس کو مطلق چھوڑا گیا ہے۔ لیکن ''العرف الشذی'' میں حضرت شاہ صاحبؒ نے اس طریقہ کو قرون اولیٰ کے ساتھ بایں وجہ مخصوص قرار دیا ہے کہ اس زمانہ میں منی بہت غلیظ ہوتی تھی، اور آج کل عام طور سے منی کی رقت شائع ہے، اس لئے منی رقیق کے لئے محض فرک کافی نہیں۔

(۴) ملنا اور رگڑنا، (حت و دلک) اور یہ طریقہ اس صورت کے لئے ہے جبکہ نجس چیز ثخین ہو اور نجاست متجسد (یعنی خشک ہونے کے بعد نظر آنے والی) ہو۔

(۵) سوکھ جانا، یہ حکم زمین اور اس میں گڑی ہوئی چیزوں کے لئے ہے، جیسے دیواریں، درخت، اینٹیں وغیرہ، یہ تمام چیزیں صرف سوکھ جانے سے پاک ہو جاتی ہیں۔

(۶) جلانا، گوبر اور نجس کیچڑ اس طریقے سے پاک ہو جاتے ہیں، اسی طرح اگر بکری وغیرہ کا سر جو خون میں لتھڑا ہوا ہو اس قدر جلایا جائے کہ خون بالکل زائل ہو جائے تو وہ طاہر ہو جاتا ہے۔

(۷) ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف تبدیل کر دینا استحالہ، مثلاً شراب کو کسی نئے مٹکے میں سرکہ بنا دینا، یہ بھی تطہیر کا سبب بن جاتا ہے۔

(۸) دباغت، خنزیر اور آدمی کے علاوہ تمام جانوروں کی کھالوں کو دھوپ میں رکھ کر یا نمک لگا کر مدبوغ کر لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتی ہیں۔

(۹) ذکاۃ یعنی حیوان کا ذبح کر دینا اس کی جلد کو پاک کر دیتا ہے اور گوشت کو بھی خواہ وہ حیوان غیر ماکول ہو۔

(۱۰) نزح، یعنی اگر کنویں میں نجاست گر جائے تو اس کی مناسبت سے کنویں کا پانی کھینچ لینا۔

یہ دس طریقے عالمگیریہ میں ص ۴۲ سے ۴۶ تک نقل کئے گئے ہیں، اور ابن وہبانؒ اور علامہ حصکفیؒ نے ان کے ساتھ چند چیزیں اور ملا کر انہیں اشعار میں جمع کر دیا ہے۔ ابن وہبانؒ کے اشعار علامہ شامیؒ نے نقل فرمائے ہیں:

و آخــر دون الــفــرک و الندف و الجفا ف و الـنحت قلب العين و الغسل يطور
و لا دبــغ تــخــلـيــل ذكــاء تــخلل ولا الــمسـح والـنزح الدخول التغوّر
وزاد شارحها بيتاً فقال:
وأكـل وقسـم غسـل بـعـض ونـحلـه ونـدف وغـلـي بيـع بـعـض تـقـور
(شامی:۱/۲۹۰)(۱)

علامہ حصکفیؒ نے انہی اشعار کو ذرا سا بدل کر فرمایا ہے:
وغســل ومسـح والـجـفـاف مـطـهـر ونـحـت وقـلـب الـعـين والحفر يذكر
و دبـغ و تـخـلـيـل ذكــاة تخلل وفـرک ودلک والـدخـول التغـور
تـصـرفـه فـي البـعض ندف ونزحها و نـا ر و غـلـي غـسـل بـعض تقور (۲)
مندرجہ ذیل طریقہ ہائے تطہیر مزید معلوم ہوئے:

(۱) کھودنا، اور یہ طریقہ زمین کو پاک کرنے کے لئے ہے۔

(۲) دخول، جس کی تفسیر علامہ ابن عابدینؒ نے یہ کی ہے کہ پاک پانی کا ایسے چھوٹے حوض میں داخل ہونا کہ جو ناپاک ہو گیا ہو، جبکہ ایک طرف سے اس کا پانی نکل رہا ہو اور نیا پاک پانی داخل ہو رہا ہو، تو اگر چہ حوض کا پانی قلیل ہو، لیکن پھر بھی وہ پاک ہو جاتا ہے۔ (كذا في رد المحتار: ۱/۲۹۰)

(۳) تغور، یعنی کنویں کا اتنا پانی خشک ہو جائے کہ جتنا نجاست گرنے کی وجہ سے نکالنا واجب تھا، تو یہ پانی نکالنے کے قائم مقام ہو جائے گا۔

(۴) تصرف، یعنی ایک نجس چیز میں تصرف کرنا، مثلاً گندہ ڈھیر میں سے کچھ ناپاک ہو جائے، تو اس کے اندر اکل، بیع، ہبہ، اور صدقہ وغیرہ کے ذریعہ تصرف کر لیا جائے تو وہ پاک ہو جاتا ہے۔

(۵) جوش دینا، جیسے کہ اگر تیل یا گوشت نجس ہو جائیں، تو ان کو جوش دے کر پاک کیا جا سکتا ہے۔

(۶) تقویر، یعنی جہاں جہاں نجاست ہے وہاں وہاں سے اس نجس چیز کا علیحدہ کر دینا، چنانچہ اگر جما ہوا گھی ناپاک ہو جائے، تو اس میں یہی طریقہ استعمال کیا جائے گا۔

یہ چھ طریقے مزید ملا کر کل سولہ طریقہ ہائے تطہیر معلوم ہوئے۔ (۳) واللہ سبحانہ اعلم
احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ (۴) ۱۱/۲/ ۹ ۱۳۷ھ۔ الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ (فتاویٰ عثمانی: ۱/۳۵۰-۳۵۱)

---

(۱) فتاویٰ شامیہ: ج۱/۳۱۵: ایچ ایم سعید
(۲) الدر المختار مع ردالمحتار، باب الأنجاس: ج۱/۳۱۵: ایچ ایم سعید
(۳) تطہیر اشیا کے مذکورہ طریقے فتاویٰ عالمگیریہ: ج۱ ص۴۱ تا ۴۵ (مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ) میں بھی موجود ہیں)

تبدیل ماہیت کی تعریف:

سوال: تبدیل ماہیت کی کیا تعریف ہے، اگر صابن بن جانے سے تبدیل ماہیت ہو جاتی ہے تو تریاق الافاعی میں بھی لحم افاعی کی تبدیل ماہیت ہو جانی چاہئے، کیونکہ جیسے صابن میں خواص اجزاء مفردہ باقی نہیں رہے، ایسے ہی تریاق الافاعی میں بھی نہیں رہے، ''فإن لحم الأفاعی سم والتریا ق علاج للسم'' اور اگر تبدیل خواص سے تبدیل ماہیت نہیں ہوتی، تو صابن بھی پاک نہ ہونا چاہئے، قد صرح الشامی بنجاسة تریاق الأفاعی، ص: ۳۱۱ جلد اول؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

درمختار میں ہے:

(لا) یکون نجسًا (رماد قذر) وإلا لزم نجاسة الخبز فی سائر الأمصار (و) لا (ملح کان حمارًا) و خنزیرًا و لا قذر وقع فی بئر فصار حمأة لانقلاب العین، به یفتیٰ. (۱)

علامہ شامی نے اس پر تحریر فرمایا ہے:

لأن الشرع رتب وصف النجاسة علٰی تلک الحقیقة وتنتفی الحقیقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فکیف بالکل؟ فإن الملح غیر العظم واللحم فإذا صار ملحًا ترتب حکم الملح، ونظیره فی الشرع النطفة نجسة وتصیر علقة وهی نجسة وتصیر مضغة فتطهر والعصیر طاهر فیصیر خمرًا فینجس ویصیر خلاً فیطهر فعرفنا أن استحالة العین تستتبع زوال الوصف المرتب علیها، انتهٰی. (۲)

اب غور طلب امر یہ ہے کہ کیا انقلاب عین طہارت کی علت ہے یا عموم بلویٰ، علامہ شامی رحمہ اللہ نے اس کا فیصلہ فرمایا ہے کہ اصل علت عموم بلویٰ ہے، علامہ شامی نے درمختار کے قول: **وإلا لزم نجاسة الخبز فی سائر الأمصار**، پر تحریر فرمایا ہے کہ!

''وظاهره أن العلة الضرورة وصریح الدرر وغیرها أن العلة هی انقلاب العین کما یأتی، لکن قدمنا عن المجتبیٰ أن العلة هذه وأن الفتویٰ علٰی هذا القول للفتویٰ، فمفاده أن عموم البلویٰ علة اختیار القول بالطهارة المعللة بانقلاب العین، فتدبر''. (۳)

صابن کے متعلق صاحب درمختار تصریح فرماتے ہیں:

(و) یطهر (زیت) تنجس (بجعله صابونًا) به یفتیٰ للبلویٰ. (۴)

---

(۱) الدر المختار علٰی هامش رد المحتار: ۱/۲۱۷، مصری

(۲) ردالمحتار: ۱/۲۱۷-۲۱۸، (باب الأنجاس، مطلب العرقی الذی یستقطر الخ، تحت قول الدر: لانقلاب العین الخ، انیس)

(۳) الدر المختار علٰی هامش رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/۲۱۷۔

(۴) الدر المختار علٰی هامش ردالمحتار: ۱/۲۱۰، باب الأنجاس، قبل مطلب فی طهارة بوله صلی اللّٰه علیه وسلم

اس سے واضح ہے کہ علتِ طہارتِ زیتِ نجس عمومِ بلویٰ ہے اور یہ عمومِ بلویٰ چونکہ فقہا کے نزدیک تریاق الافاعی میں متحقق نہیں ہوا، لہذا وہ ناپاک رہا۔ فقط

املاہ بلسانہ خلیل احمد عفی عنہ۔ (فتاویٰ مظاہر علوم: ۸۴/۱۔۸۵)

معجونات اور تریاق الافاعی میں کیا تبدیل ماہیت نہیں ہوتی:

سوال: صابن شحم نجس سے بنا ہوا پاک ہے۔ از روئے کتاب، وجہ اس کی تبدیل ماہیت بیان کی ہے۔ اگر یہ تبدیل ماہیت ہے، تو جملہ معجونات اور تریاق الافاعی میں بھی تبدیلی ہو جاتی ہے، کیونکہ صورت وخاصیت ہر دو جداگانہ پیدا ہو جاتی ہیں؟

الجواب

یہ تو کتب فقہ میں تصریح ہے کہ علت طہارت صابون میں تغیر وانقلاب عین ہے، جس جگہ یہ علت پائی جاوے گی؛ حکم طہارت دیا جاوے گا، مگر معجونات اور تریاق الافاعی میں یہ انقلاب بظاہر حاصل نہیں ہے اور غایت یہ کہ معجونات وغیرہ میں اگر یہ انقلاب مسلم ہوگا تو یہ ایسا ہوگا، جیسا کہ " **دبس مطبوخ إذا كان زبيبه متنجسًا** " میں بعض کا خیال ہوا۔ مگر شامی نے اس میں بحث کر کے اس کو حکم انقلاب عین سے خارج ٹھہرایا ہے۔

یوں تو ہر ایک مرکب میں خاصیت واثر جدا پیدا ہوتا ہے، مگر اس کو انقلاب عین نہ کہا جاوے گا۔ (۱) فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۳۰۲/۱)

حشرات الارض کا تیل بنانے سے تبدیل ماہیت ہوگئی یا نہیں:

سوال: حشرات الارض کا تیل بنالیا جائے تو تبدیل ماہیت کیوں نہیں، جب کہ صابن بنانے کو فقہا نے تبدیل ماہیت کہا ہے؟

الجواب

حشرات الارض کے تیل کا حکم پہلے مفصل گذر چکا ہے اور بیان کیا جا چکا ہے کہ تیل نجس کی تبدیل ماہیت نہیں ہوئی، بلکہ تیل اپنی ذات یعنی تیل ہونے پر اب بھی باقی ہے اور نہ اس میں کوئی تغیر ہوا ہے، یہاں تک کہ اس کا نام بھی نہیں بدلا، لہذا صابن پر قیاس نہیں کر سکتے، دیکھئے! اگر ناپاک گیہوں کو پیس کر آٹا بنالیا یا ناپاک آٹے کی روٹی پکالی، تو وہ پاک نہیں ہوگی۔

قلت: لكن قد يقال إن الدبس ليس فيه انقلاب حقيقة لأنه عصير جمد بالطبخ، وكذا

(۱) فيقال كذلك في الدبس المطبوخ إذا كان زبيبه متنجسًا الخ قلت: لكن قد يقال إن الدبس ليس فيه انقلاب حقيقة لأنه عصير جمد بالطبخ الخ. (رد المحتار، باب الأنجاس، قبيل قول الدر: وعفا الشارع الخ: ۲۹۱/۱، ظفیر)

السمسم إذا درس واختلط دهنه بأجزاءه ففيه تغير وصف فقط، كلبن صار جبنًا، وبر صار طحينًا، وطحين صار خبزًا، بخلاف نحو خمر صار خلاً، وحمار وقع فی مملحة فصار ملحًا، وكذا دردی خمر صار طرطيرًا، وعذرة صارت رمادًا وحمأة، فإن ذلک كله انقلاب حقيقة إلٰی حقيقة أخریٰ لامجرد انقلاب وصف كما سيأتی. واللّٰه أعلم. (رد المحتار: ۱/۲۱۰) (فتاویٰ مظاہر علوم: ۱/۸۷)

حلال جانور کے خون کا تیل اور اس کا حکم:

سوال: خون ذبح حلال جانور کا تیل نکالا جائے تو وہ پاک ہے یا نہیں، اور مذبوحہ اور مردار جانور کے خون میں کیا فرق ہے؟

الجواب

خون بہنے والا حلال جانور کا بھی ناپاک ہے اور اس سے جو تیل نکالا جاوے گا وہ بھی ناپاک ہوگا۔(۱) فقط

(فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۳۶)

حلال جانور کے جلے ہوئے تیل کا حکم:

سوال: جو جانور حلال ہو اس کو مع آنت وغیرہ کے اگر ایسا کرے (یعنی تیل میں جلائے) تو تیل پاک رہے گا یا نہیں؟

الجواب

نہیں۔(امداد، تتمہ اولیٰ، ص:۶) (امداد الفتاویٰ: ۱/۱۰۷)

مردار اور حرام جانوروں کے تیل کا حکم:

سوال: اگر تیل میں حشرات الارض یا کوئی نجس چیز جلا کر بالکل کوئلہ کرلیا جائے، تو اس تیل کا کھانا جائز ہے یا نہیں اور وہ تیل پاک ہے یا نہیں؟ مطلب یہ ہے کہ جیسے وہ اجزا کوئلہ ہوگئے جواب بشکل کوئلہ دکھائی دیتے ہیں، ایسے ہی تمام اجزاء مختلط بالدہن بھی جل گئے اور تبدیل ماہیت ہوگئی، تو پھر پاک وحلال کیوں نہ ہوں؟

الجواب

حشرات الارض اگر ایسے ہیں کہ ان میں دم سائل نہیں، تو ان کو تیل میں جلانے سے تیل ناپاک نہیں ہوتا، اس کا استعمال جائز رہتا ہے، اور اگر حشرات الارض ذی دم مسفوح ہیں، تو ان کو تیل میں ڈال کر جلانے سے تیل ناپاک ہوجائے گا اور اس تیل کا استعمال جائز نہ ہوگا، خواہ حشرات الارض زندہ تیل میں ڈالے گئے ہوں یا مرنے کے بعد،

(۱۔۲) (ودم) مسفوح من سائر الحيوانات إلا دم شهيد ما دام عليه، الخ. (الدر المختار علٰی صدر رد المحتار، باب الأنجاس، مبحث فی بول الفأرة، الخ: ۱/۲۹٤، ظفير)

کیوں کہ ملاقات نجس سے جب تیل نجس ہو گیا تو وہ ناپاک رہے گا، اگر چہ جو جانور اس میں ڈالا گیا ہے وہ جل کر کوئلہ ہو گیا ہو، مگر تیل نجس اپنی نجاست پر باقی ہے، اس کی نجاست کسی طرح زائل نہیں۔

چنانچہ اس پر ردالمحتار کی روایات ذیل دلالت کرتے ہیں:

وكذا لو وقعت (الفأرة) في العصير أو ولغ فيه كلب ثم تخمر ثم تخلل لا يطهر، هو المختار، بحر عن الخلاصة. (۱)

اور نیز خانیہ سے نقل کیا ہے:

والخل النجس إذا صب في خمر فصار خلاً يكون نجسًا لأن النجس لم يتغير. (۲)

بالجملہ صورت موضحہ میں جو نجاست دہن کا حکم کیا گیا ہے، وہ باعتبار ملاقات نجاست کے کیا گیا ہے اور بعد ملاقات نجس نفس تیل میں کوئی تغیر نہیں ہوا، پھر محض اس کے پکنے سے طہارت کا حکم نہیں کیا جاتا، ہاں غایۃ مافی الباب وہ حشرات الارض جو تیل میں جل کر کوئلہ ہو گئے ہیں وہ بوجہ تبدیل عین بہ نجاست میتہ ناپاک نہیں رہے اور ان کا حکم پاخانہ کے خاکستر کا ہو گیا ہے، لیکن تیل کی نجاست کی وجہ سے ان کا کوئلہ بھی ناپاک ہے۔ فقط واللہ اعلم

حررہ خلیل احمد عفی عنہ (فتاویٰ مظاہر علوم: ۱/۷۷-۷۸)

مردار اور حرام جانور کو تیل میں جلانے سے تیل ناپاک ہو گا یا نہیں:

سوال: کسی تیل میں ایک مردار حرام جانور مثلاً چوہا، چھچھوندر، نیولا وغیرہ جلا کر خاک کر دیا گیا ہے، تو اس تیل کی بیع وشرا، خرید وفروخت کرنی اور اس کی مالش کر کے اسے بغیر دھوئے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب

في الدر المختار: ونُجيز بيع الدهن المتنجس والانتفاع به في غير الأكل بخلاف الودك.

في رد المحتار: (قوله في غير الأكل): كالاستصباح والدباغة وغيرهما، ابن المالك. (ج: ٤/ص: ١٨٦)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اس تیل کی خرید وفرخت درست ہے اور بضرورت مالش بھی درست ہے، مگر بغیر دھوئے نماز درست نہیں۔ ۲۷/رجب ۱۳۲۷ھ (تتمہ اولیٰ، امداد ص ۳)

(از ترجیح الراجح حصہ رابع صفحہ: ۷۹)

تتمہ جلد ا صفحہ ۳۔ عنوان مسئلہ: "مردار حرام جانور کے تیل میں جلانے سے تیل ناپاک نہیں ہوتا ہے"۔

الصواب: ہوتا ہے، چنانچہ در ص ۶ مصرح است۔ (۱) (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۰۶)

---

(۱) ردالمحتار: ۱/۲۰۹۔

(۲) رد المحتار: ۱/۲۰۹، **باب الأنجاس**، بحث المطهرات.

(۱) یہ تتمہ ج ا ص ۳ پر درج عنوان کی اصلاح ہے، ورنہ جواب صحیح ہے کیونکہ جواب میں اس تیل کو ناپاک ہی کہا گیا ہے اور استدراک کنندہ نے جو ص ۶ کا حوالہ دیا ہے وہ تتمہ اولیٰ ص ۶ کا حوالہ ہے، اور وہاں جو مسئلہ درج ہے وہ یہاں (اس مسئلہ کے بعد) آ رہا ہے۔ سعید احمد پالنپوری

گرگٹ خون والے کو تیل میں جلانے سے اس تیل کا حکم:

سوال: ایک گرگٹ خون والا مع آنت وغیرہ کے تیل کنجد میں خوب جلا کر کوئلہ کرلیا جاوے تو وہ تیل پاک ہے یا نہیں؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

نہیں۔امداد، تتمہ اولیٰ، ص۶۔ (امداد الفتاویٰ: ۱/۱۰۷)

نجس چیز میں جوش دی ہوئی چیز پاک ہے یا ناپاک:

سوال: ہلدی کے ٹکڑے گائے بیل کے پیشاب میں یا گوبر میں ڈال کر جوش دے کر مٹی سے صاف کر کے دھوپ میں سکھایا جائے تو وہ پاک ہیں یا ناپاک؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

گوبر وغیرہ نجس چیز میں جوش دیئے ہوئے ہلدی کے ٹکڑے دھونے اور دھوپ میں رکھنے سے پاک نہیں ہوگا۔

حنطة طبخت فی خمر لا تطهر أبدًا، به یفتٰی . (الدر المختار مع الشامی، باب الأنجاس، مطلب فی تطهیر الدهن و العسل : ۱/ ۳۰۹) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۲/۹۶)

سانپ کا تیل نجس مغلظ ہے:

سوال: سانپ کا تیل پاک ہے یا ناپاک؟

الجواب ــــــــــــــــــــ

سانپ کا تیل نجس مغلظ ہے، (۱) اگر بدن پر مقدار درہم جگہ سے زیادہ پر لگایا جاوے، تو بدون دھونے کے پاک نہ ہوگا اور نماز نہ ہوگی۔ واللہ تعالیٰ اعلم (عزیز الفتاویٰ: ۱/۱۹۲)

مٹی کا تیل، پٹرول پاک ہے یا ناپاک:

سوال: پٹرول، مٹی کا تیل، اسپریٹ جو کہ عموماً جلانے کے لئے مشینوں میں استعمال ہوتا ہے، وائٹ آئل جو کہ مٹی کا تیل صاف کیا ہوا ہے جس میں بو نہیں ہوتی اور صاف کی ہوئی اسپریٹ جس میں بو نہیں جو کہ خوشبوؤں اور سر میں لگانے کے تیلوں میں استعمال ہوتی ہے پاک ہے یا ناپاک؟ ایسی خوشبوؤں کا استعمال جس میں وائٹ آئل اور اسپریٹ ہو کیسا ہے؟ حکم شرعی سے مطلع فرمادیں۔ (احقر الناس: محمد احسن)

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

مٹی کا تیل پاک ہے، بدبو دور ہونے کے بعد اس کا ہر جگہ جلانا اور دیگر استعمال میں لانا (جبکہ مضر نہ ہو) درست

---

(۱) ...(کسمک و سرطان)وضفدع،.........فلو تفتت فیه نحو ضفدع جاز الوضوء به لاشربه لحرمة لحمه.الخ. (الدر المختار متن رد المحتار، باب المیاه، مطلب فی مسئلة الوضوء من الفساقی: ۱/۱۸۳تا۱۸۵، بیروت، انیس)

ہے۔اسپریٹ، پٹرول، وائٹ آئل کے بھی اگر مٹی کے تیل کی طرح زمین سے چشمے نکلتے ہیں تو یہ بھی پاک ہیں اوران کا استعمال جائز ہے اور اگر شراب حرام سے بنتے ہیں اور کسی طریق سے بدبو دور کی جاتی ہے تو ناپاک ہیں اور بلا مجبوری کے استعمال ناجائز ہے۔(۱) فقط واللہ اعلم

حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ، معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور، ۱۴/۶/۵۶ھ

الجواب صحیح: سعید احمد غفرلہ۔صحیح: عبد اللطیف، مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (فتاویٰ محمودیہ: ۲۴۵/۵)

پٹرول کا حکم:

سوال: زید گھڑی سازی کا کام کرتا ہے، پُرزوں کی صفائی میں مٹی کا تیل اور پٹرول کا استعمال ہوتا ہے، صفائی کے وقت برش سے چھینٹیں کپڑوں پر آتی ہیں، اسی حالت میں نماز پڑھتے ہیں، تو یہ تیل پاک ہے یا نہیں؟ اگر اس سے نماز نہیں ہوتی ہے، تو پھر پاکی کا طریقۂ کار کیا ہوگا؟

الجواب ــــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

مٹی کا تیل اور پٹرول ناپاک نہیں، کپڑے پر لگنے سے کپڑا ناپاک نہیں ہوگا۔(۲) زیادہ مقدار میں لگ کر بدبو پیدا ہو جائے، تو ایسی صورت میں نماز کیلئے دوسرا کپڑا تجویز کر لیں، جس کو پہن کر نماز ادا کر لیا کریں، یا گھڑی سازی کے لئے کپڑا تجویز کر لیں، اس کو پہن کر گھڑی سازی کیا کریں، تاکہ بدبو اس کپڑے میں ہی رہے، نماز کے وقت صاف ستھرے کپڑے پہننا نماز و مسجد کے احترام کا تقاضہ ہے۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۴۶/۵)

مٹی کا تیل پاک ہے:

سوال: کروشین تیل پاک ہے یا ناپاک؟ اگر نجس ہے، تو نجاست خفیفہ ہے یا غلیظہ، بغیر دھوئے نماز درست ہوگی یا نہیں؟

---

(۱) وحكم سائر المائعات كالماء في الأصح، حتى لووقع بول في عصيرعشر في عشر لم يفسد". (الدر المختار)(وقال ابن عابدينؒ: (قوله: وحكم سائر المائعات الخ) فكل ما لايفسد الماء لايفسد غير الماء، وهو الأصح(محيط وتحفة)...... وسائر المائعات كالماء في القلة والكثرة يعني كل مقدارلو كان ماء يتنجس، الخ. (ردالمحتار، باب المياه: ۱۸۵/۱، مطلب حكم سائر المائعات كالماء، سعيد)

(۲) تقدم تخریجہ تحت عنوان ''پٹرول پاک ہے یا ناپاک''

(۳) قال الله تعالىٰ: ﴿يَا بَنِيْ آدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ .(سورة الأعراف: ۳۱)" فأنزل الله تعالىٰ هذه الآية، وحمل بعضهم الزينة علىٰ لباس التجمل، لأنه المتبادر منه الخ. وروى عن الحسن السبط رضي الله عنه أنه كان إذا قام إلى الصلاة لبس أجود ثيابه ، الخ. (روح المعاني: ۱۶۲/۵، مطبوعہ زکریا دیوبند)

الجواب

کروشین تیل معلوم نہیں کیا ہوتا ہے؟ اگر مراد مٹی کا تیل ہے تو وہ پاک ہے، اسی طرح اور کوئی تیل جو معدن سے نکلتا ہو وہ بھی پاک ہے۔(۱) واللہ سبحانہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۹/۱۱/۱۳۸۸ھ (فتویٰ نمبر ۱۴۳/۱۹/الف) الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ (فتاویٰ عثمانی: ج ۱ص ۳۵۱)

کولھو کا تیل پاک ہے یا نہیں:

سوال: جب کولھو میں سرسوں کا تیل نکالتے ہیں تو کچھ کپڑے کی ضرورت ہوتی ہے جو غیر قوموں سے جمع کر کے استعمال کرتے ہیں تو وہ تیل پاک ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب

وہ تیل پاک ہے۔ اول تو محض شبہ سے کوئی چیز ناپاک نہیں ہوتی، اگر نجاست یقینی ہو تو تقسیم کے بعد ہر ایک حصہ پاک ہو جاتا ہے۔(۲) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۶۹)

تیل کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: گھی اور تیل اگر نجس ہو جائیں، تو تطہیر کا طریقہ کیا ہے؟

الجواب

تیل کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو کسی برتن میں ڈال کر اتنا ہی پانی اس میں ڈال دیا جائے اور ہلا کر چھوڑ دیا جائے جب تک کہ تیل اوپر آ جائے، پھر برتن میں سوراخ کرے یا نتھار کر پانی علیحدہ کر دیا جائے۔ تین مرتبہ یہی عمل کرنے سے تیل پاک ہو جائے گا۔ (**كذا في العالمگيرية: ۱/۴۲**)(۳) **و الله أعلم**

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ، ۲۶/۱۱/۱۳۷۹ھ (۴) الجواب صحیح: بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ (فتاویٰ عثمانی: ج ۱ص ۳۴۸ و ۳۴۹)

---

(۱) کروشین تیل سے مٹی کا تیل مراد ہے، بنگلہ زبان میں مٹی کے تیل کو کہتے ہیں۔ محمد زبیر

(۲) (وبال حمر) خصها لتغليظ بولها علىٰ نحو حنطة تدوسها فقسم وغسل بعضه أو ذهب بهبة أو أكل أو بيع حيث يطهر الباقي وكذا الذاهب لاحتمال وقوع النجس في كل طرف (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/۳۲۰، ظفیر)

(۳) عالمگيرية، الباب السابع في النجاسة وأحكامها: ج ۱/۴۲۔ طبع مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔

وفي الدر المختار: ج ۱ص ۳۳۴۔ ایچ ایم سعید: ويطهر لبن وعسل ودبس ودهن بغلي ثلاثًا، وفي الشامية تحته: قال في الدرر: لو تنجس العسل فتطهيره أن يصب فيه ماء بقدره فيغلي حتى يعود إلىٰ مكانه والدهن يصب عليه الماء فيغلي فيعلو الدهن الماء فيرفع بشيء هكذا ثلاث مرات وهذا عند أبي يوسفؒ خلافاً لمحمدؒ وهو أوسع، وعليه الفتوىٰ.

(۴) یہ فتویٰ حضرت والا دامت برکاتہم کی تمرین افتا (درجہ تخصص) کی کاپی سے لیا گیا ہے۔ محمد زبیر عفی عنہ

جلیٹین پاک ہے یا ناپاک:

بعد سلام مسنون، ہم اہل سنت والجماعت کی ایک کمیٹی ہے جو" **الهيئة الوطنية لتوثيق الحلال**" کے نام سے موسوم ہے، ملکی پیمانے پر بیس سے زائد غذائی تنظیموں کی ہماری کمیٹی میں رکنیت ہے، ہم کچھ مطعومات کی 'الحلال' کہہ کر توثیق کرتے ہیں اور ہمارا یہ عمل سرکاری اور رسمی ہوتا ہے، جس سے ملک کے مسلمانوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

ابھی فی الحال **Gilletine** کے بارے میں مشکل درپیش ہے، جس کو میٹھی اور دودھ سے بنی ہوئی چیزوں میں استعمال کیا جاتا ہے، چونکہ **Gilletine** کا مأخذ وہ جانور ہیں جنہیں غیر اسلامی طریقہ سے ذبح کیا جاتا ہے۔

لہذا آپ کی خدمت میں چند سوالات پیش کرتے ہیں اور امید کرتے ہیں کہ آپ اہل سنت والجماعت کے مسلک کے مطابق اپنی رائے اور ارشادات سے نوازیں گے۔

(۱) جو **Gilletine** خنزیر کے گوشت یا ہڈیوں سے بنایا گیا ہو اس کے استعمال کرنے کی مسلمانوں کو گنجائش ہے؟

(۲) کیا غیر شرعی مذبوحہ گایوں سے بنایا ہوا **Gilletine** حلال ہے یا مشبوہ یعنی مشکوک؟

(۳) کیا حرام مادہ سے بنے ہوئے **Gilletine** کے بارے میں مذاہب اربعہ میں سے کسی امام کا کچھ اختلاف ہے؟

(۴) یہاں کچھ علما کی آراء حسب ذیل ہیں:

(الف) بعض حضرات کا کہنا ہے کہ تبدیل ماہیات یا انقلاب حقائق والے قانون سے حرام شے بھی حلال ہو جاتی ہے، کیا یہ رائے مذاہب اربعہ میں کسی امام کے یہاں مقبول ہے؟

(ب) کیا مذکورہ رائے پر عمل کرنے کے لیے کچھ شرائط کا پہلے پایا جانا ضروری ہے؟ یا علی وجہ العموم اس پر عمل کرنا ممکن ہے؟

(ج) بعض حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ مذکورہ قانون پر عمل کرنے کے لیے سبب حقیقی ''عموم بلویٰ'' ہے، جسے انگریزی اصطلاح میں **Public Pradicament** کہتے ہیں، لہذا جس صورت میں ''حالۃ العامۃ'' یا ''عموم بلویٰ'' نہ پایا جائے، وہاں انقلاب حقائق سے حلت کی رائے غیر مقبول ہوگی؟

(۵) کیا آپ بھی ''ورطۃ العامۃ'' اور ''عموم بلویٰ'' کی تعریف کر کے اس سلسلہ میں کچھ وضاحت فرمائیں گے؟

اخیر میں باری تعالیٰ سے آپ کی بقا کا سوال کرتے ہوئے ہم اور ہمارے علما بھائی سلام پیش کرتے ہیں اور شکریہ ادا کرتے ہیں۔فقط۔ **والسلام أخوكم في الله. الشيخ محمد سعيد نافلاخي. هيئة التوثيق الوطنية على الحلال**

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلياً و مسلماً

آپ کا سوال عربی میں ہے، جس کا تقاضا یہ تھا کہ میں عربی میں جواب تحریر کرتا، لیکن عادت نہ ہونے کی وجہ سے میرے لیے اردو میں جواب دینا زیادہ آسان ہے، چنانچہ اردو میں ہی جواب لکھ رہا ہوں۔

پہلے ایک بات اصولی طور پر پیش کرتا ہوں: مطہرات یعنی جن چیزوں اور طریقوں سے ناپاک چیز پاک کیا جاتا ہے

،ان میں بعض تو متفق علیہ ہیں،مثلاً: پانی،اور بعض مختلف فیہ ہیں،یعنی اس کے مطہر ہونے میں ائمہ کا اختلاف ہے،اسی قبیل سے انقلاب عین یا انقلاب ماہیت ہے،حنفیہ میں امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک انقلاب حقیقت اور استحالۂ عین سے نجاست وطہارت کا حکم بدل جاتا ہے، جب کہ امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں بدلتا۔

بدائع الصنائع میں ہے:

إن النجاسة إذا تغيرت بمضى الزمان أوتبدلت أوصافها تصيرشيئًا آخر عند محمد فيكون طاهرًا،وعند أبى يوسف لايصيرشيئًا آخرفيكون نجسًا،وعلٰى هذا الأصل مسائل بينهما،منها:الكلب إذا وقع فى الملاحة وانجمد والعذرة إذا أحرقت بالناروصارت رمادًا، وطين البالوعة إذا جف وذهب أثره والنجاسة إذا دفنت فى الأرض وذهب أثرها بمرور الزمان،وجه قول أبى يوسف أن أجزاء النجاسة قائمة فلا تثبت طهارة مع بقاء العين النجسة و القياس فى الخمرإذا تخلل أن لايطهر،لكن عرفناه نصًا بخلاف القياس،بخلاف جلد الميتة فإن عين الجلد طاهرة وإنما النجس ماعليه من الرطوبات وإنها تزول بالدباغ، وجه قول محمد أن النجاسة لما استحالت أوتبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة لأنها اسم لذات موصوفة فتنعدم بانعدام الوصف وصارت كالخمرإذا تخللت. (١)

شامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ اس مسئلہ میں امام محمد کے ساتھ ہیں:

(قوله لانقلاب العين): علة للكل وهذا قول محمد وذكرمعه فى الذخيرة والمحيط أباحنيفة(حلية)،قال فى الفتح:و كثيرمن المشائخ اختاروه وهوالمختار،لأن الشرع رتب وصف نجاسة علٰى تلك الحقيقة و تنتفى الحقيقة بانتفاء بعض الأجزاء مفهومها فكيف بالكل،فإن الملح غيرالعظم واللحم فإذا صارملحاً ترتب حكم الملح ونظيره فى الشرح النطفة نجسة وتصيرعلقة وهى نجسة وتصير مضغة فتطهر،والعصيرطاهرفيصيرخمرًا فينجس ويصيرخلاً فيطهر،فعرفنا أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها.آه. (٢)

اس مسئلہ میں فتویٰ امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر ہے،البتہ علامہ شامی نے اس مقام پر ایک بحث وتحقیق فرمائی ہے کہ امام محمد رحمہ اللہ کے قول پر مشائخ نے جو فتویٰ دیا ہے اس کی علت عموم بلویٰ ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں انہوں نے مجتبیٰ کی یہ عبارت نقل فرمائی:

وعبارة المجتبٰى:جعل الدهن النجس فى صابون يفتٰى بطهارته لأنه تغيروالتغير يطهرعند محمد وبه يفتٰى للبلوىٰ.آه.

(١) بدائع الصنائع.ايچ ايم سعيد كمپنى: ١/٨٥.
(٢) شامى كوئٹه،باب الأنجاس،مطلب العرقى الذى يستقطرالخ: ١/٢٣٩.

اس کے بعد آگے فرماتے ہیں:

ثم اعلم أن العلة عند محمد رحمه اللّٰه هي التغير و انقلاب الحقيقة و أنه يفتیٰ به للبلویٰ كما علم مما مر،ومقتضاه عدم اختصاص ذلک الحکم بالصابون فيدخل فيه كل ما كان فيه تغير و انقلاب حقيقة و كان فيه بلویٰ عامة،فيقال كذلک في الدبس المطبوخ إذا كان زبيبه متنجسًا و لاسيما أن الفأر يدخله فيبول و يبعر فيه وقد يموت فيه. الخ. (۱)

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ علت طہارت امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک انقلاب ماہیت ہے اور اس پر فتویٰ عموم بلویٰ کی وجہ سے دیا گیا ہے، جس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ حکم (ناپاک تیل سے بنائے گئے صابون کے ساتھ مخصوص نہیں ہے، بلکہ اس میں وہ تمام صورتیں (چیزیں) داخل ہیں جن میں انقلاب ماہیت ہوا ہو اور عموم بلویٰ بھی ہو۔

علامہ شامی کی اس بحث و تحقیق کا مطلب یہ ہوا کہ انقلاب ماہیت تو ہے لیکن عموم بلویٰ نہیں ہے، تو وہاں حکم طہارت جاری نہیں ہوگا، اسی چیز کو حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری نے ان الفاظ میں تعبیر فرمایا ہے:

''اب غور طلب امر یہ ہے کہ کیا انقلاب عین طہارت کی علت ہے یا عموم بلویٰ، علامہ شامی نے اس کا فیصلہ فرمایا ہے کہ اصل علت عموم بلویٰ ہے۔ علامہ شامی نے درمختار کے قول ''**وإلا لزم نجاسة خبز في سائر الأمصار**'' پر تحریر فرمایا ہے:

و ظاهره أن العلة الضرورة،وصريح الدرر وغيرها أن العلة هي انقلاب العين كما يأتي، لكن قدمنا عن المجتبیٰ أن العلة هذه و أن الفتویٰ علی هذا القول للبلویٰ،فمفاده أن عموم البلویٰ علة اختيار القول بالطهارة المعللة بانقلاب العين،فتدبر الخ''. (۲)

لیکن اس کا مطلب کوئی آدمی یہ نہ نکالے کہ جہاں صرف عموم بلویٰ ہو لیکن انقلاب ماہیت نہ ہو پھر بھی حکم طہارت جاری ہوگا، اس لیے کہ اصول افتا میں یہ بات مسلم ہے کہ عموم بلویٰ کسی ایسے قول کے لیے جو ائمۂ مذہب سے منقول ہو، وجہ ترجیح و تصحیح بن سکتا ہے، لیکن جو بات ائمۂ مذہب سے منقول ہی نہ ہو، اس کو گھڑنے کی عموم بلویٰ کی وجہ سے اجازت نہیں ہے، اس تفصیل سے آپ کے چوتھے سوال میں علما کے دو گروہ کے دو نظریے پیش کر کے جو نکات اٹھائے گئے ہیں ان کا حل بھی نکل آیا۔

استحالۂ عین کی وجہ سے نجاست پر طہارت کا حکم لگانے میں جتنی وسعت حنفیہ کے یہاں ہے، دیگر مذاہب فقہیہ میں نہیں ہے، ''**الفقه الإسلامي و أدلته**'' کی عبارت سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے:

الاستحالة: أي تحول العين النجسة بنفسها أو بواسطة كصيرورة دم الغزال مسكا،و كالخمر

(۱) شامی،باب الأنجاس، قبل قوله وعفا الشارع الخ: ۱/ ۲۳۱.

(۲) ردالمحتار،باب الأنجاس،مطلب العرقي الذي يستقطر الخ۔ فتاویٰ خلیلیہ موسوم بہ فتاویٰ مظاہر علوم: ۱/۱۱، شامی رشیدیہ: ۱/۲۳۹۔

إذا تخللت بنفسها أو بتخليلها بواسطة والميتة إذا صارت ملحًا أو الكلب إذا وقع في ملاحة و الروث إذا صار بالإحراق رمادًا والزيت المتنجس بجعله صابونًا وطين البالوعة إذا جف وذهب أثره والنجاسة إذا دفنت في الأرض وذهب أثرها بمرور الزمان وهذا عمل بقول الإمام محمد خلافاً لأبي يوسف،لأن النجاسة إذا استحالت وتبدلت أوصافها ومعانيها خرجت عن كونها نجاسة لأنها اسم لذات موصوفة فتنعدم بانعدام الوصف وصارت كالخمر إذا تخللت باتفاق المذاهب.

وتطهر الخمر ودنّها(وعائها)إذا تخللت بنفسها أو بنقلها من ظل إلىٰ شمس أو بالعكس عند غير الحنفية لأن نجاستها بسبب شدتها المسكرة قد زالت،من غير نجاسة خلفتها،كما تطهر الخمر إذا خللت عند المالكية ولا تطهر عند الشافعية والحنابلة بتخليلها بالعلاج كالبصل و الخبز الحار لأن الشيء المطروح يتنجس بملاقاتها،أما غير ذلک فهو نجس فلا يطهر نجاسة باستحالة ولا بنار،فرماد الروث النجس نجس،والصابون المعمول من زيت نجس ودخان النجاسة وغبارها نجس،وما تصاعد من بخار ماء نجس إلىٰ جسم صيقل أو غيره نجس،والتراب المجبول بروث حمار أو بغل ونحوه مما لا يؤكل لحمه نجس ولو احترق كالخزف،ولو وقع كلب في ملاحة فصار ملحًا أو في صبانة فصار صابونًا فهو نجس لكن استثنىٰ المالكية على المشهور رماد النجس ودخانه،فقالوا بطهارته على المعتمد.

وقيد الحنابلة طهارة الخمر بنقلها من مكان آخر بحالة غير قصد التخليل فإن قصد تخليلها بنقلها لم تطهر لأنه يحرم تخليلها فلا تترتب عليه الطهارة، وقال الشافعية لا يطهر شيء من النجاسات بالاستحالة إلا ثلاثة أشياء:الخمر مع إنائها إذا صارت خلا بنفسها،والجلد(غير جلد الكلب والخنزير)المتنجس بالموت يطهر ظاهره وباطنه بالدبغ وما صار حيوانا كالميتة إذا صارت دود الحدوث الحياة.(۱)

انقلاب حقیقت سے کیا مراد ہے؟اس کو سمجھنے کے لیے مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ رحمہ اللہ کی مندرجہ ذیل تحریر مفید ہے:

انقلاب حقیقت سے مراد یہ ہے کہ وہ شے فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہو جائے،جیسے شراب،سرکہ ہو جائے،یا خون مشک بن جائے،یا نطفہ گوشت کا لوتھڑا،وغیرہ وغیرہ کہ ان صورتوں میں شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ اور خون نے اپنی حقیقت دمویہ اور نطفہ نے اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہو گئے،حقیقت بدل جانے کا حکم اسی وقت دیا جا سکتا ہے کہ حقیقت اولیٰ منقلبہ کے آثار مختصہ اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ امثلہ مذکورہ میں پایا جاتا ہے کہ سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مختصہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں۔

(۱) الفقه الإسلامي وأدلته:۱/۱۰۰-۱۰۱۔

بعض آثار کا زائل ہوجانا یا بوجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں، جیسا کہ فقہا نے تصریح کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکالی جائے تو وہ روٹی ناپاک ہے، یا گھڑے دو گھڑے پانی میں تولہ دو تولہ شراب یا پیشاب مل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے۔ حالانکہ روٹی یا پانی میں اس قلیل المقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا۔ لیکن چونکہ شراب نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے اس لئے ناپاکی کا حکم باقی ہے اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزا کے ہے۔ چونکہ شراب کے اجزا کم تھے اور آٹے کے زیادہ اس لئے وہ روٹی میں محسوس نہیں۔ پس یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب۔

اسی طرح حقیقت منقلبہ کی بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں، جیسے شراب کے سرکہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے۔ (یا صابون میں قدرے دسومت روغن نجس کی باقی رہتی ہے)۔ کیونکہ رقت حقیقت خمریہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دہنیہ کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ پس انقلاب عین کی وجہ سے تبدل احکام کا حکم کرتے وقت بہت غور واحتیاط سے کام لینا ضروری ہے، کیونکہ بسا اوقات انقلاب واختلاط میں اشتباہ پیش آجاتا ہے۔ اور انقلاب کو اختلاط یا اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔ (کفایت المفتی: ۲/۲۸۴)

اب آپ کے سوالات کے جوابات بالترتیب پیش کرتا ہوں۔

(۱) اگر کیمیاوی عمل کے نتیجہ میں اس کی ماہیت بدل جاتی ہے بایں طور کہ مکمل طور پر انقلاب حقیقت ہوجاتا ہے، تو اس کا استعمال درست ہے، ورنہ نہیں۔

حضرت مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب مدظلہ تحریر فرماتے ہیں:

إن كان العنصر المستخلص من الخنزير تستحيل ماهيته بعملية كيماوية بحيث تنقلب حقيقته تمامًا، زالت حرمته ونجاسته وإن لم تنقلب حقيقته بقى علىٰ حرمته ونجاسته لأن انقلاب الحقيقة مؤثر فى زوال الطهارة والحرمة عند الحنفية.(۱)

(۲) اس کا بھی وہی حکم ہے جو نمبر ایک میں گذرا۔

(۳) جواب کے شروع میں اس کی تفصیل آچکی ہے۔

(۴) الف، ب، ج، اس کی تفصیل بھی شروع میں آچکی ہے۔

(۵) عموم بلویٰ کی مراد سمجھنے کے لیے عبارت ذیل مفید ہوگی۔

يراد بقول الفقهاء "ما تعم به البلوىٰ" تلك الأمور التى يتعذر أو يتعسر التحرز منها بحيث يصعب علىٰ المرأ التخلص أو الابتعاد عنه، وهذا السبب من أسباب التخفيف مظهر واضح من مظاهر التسامح واليسر فى الأحكام الشرعية خصوصًا فى العبادات والطهارات من النجاسات ولها أمثلة كثيرة:

(۱) بحوث فى قضايا فقهية معاصرة: ص ۳۴۱.

فيقال مثلاً لطين الشارع مما تعم به البلوىٰ أو المياه التى قد تنزل من الميازيب أمورًا تعم بها البلوىٰ أوسقوط ذرق الطيور أو العصافير أوبول مثلها على الثياب حين تنشر أوتعم على المساجد ومطاف الكعبة المشرفة و آثار النجاسة عشرزوالها وغبار الشوارع ودخان النجاسة ونحو ذلك.

وكخلاصته وعموم البلوىٰ يظهرفى موضعين:

الأول: مسيس الحاجة فى عموم الأحوال بحيث يعسر الاستفادة عنه إلا بمشقة زائدة.

الثانى: شيوع الوقوع والتلبس بحيث يعسر على المكلف الاحترازعنه أو الانفكاك منه إلا بمشقة زائدة، ففى الموضع الأول ابتلاء بمسيس الحاجة، وفى الموضع الثانى الابتلاء بمشقة الدفع الدلائل لاستنباط أحكام عموم البلوىٰ.

ويستنبط أحكام عموم البلوىٰ من الأحاديث و آثار الصحابة وأقوال التابعين كما هى مصرحة فى كتب الفقه وأصوله.

منها: كما جاء أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال فى الهرة، إنها ليست بنجس إنها من الطوافين عليكم والطوافات. رواه الخمسة وقال الترمذى: حديث حسن صحيح ووصفها بالطوافين والطوافات للدلالة علىٰ كثرة الابتلاء بها.

ومنها: عن عمرؓ قال: كانت الكلاب تبول وتقبل وتدبرزمان رسول الله صلى الله عليه وسلم فى المسجد فلم يكونوا يرشون شيئًا من ذلك. أخرجه البخارى، أبوداؤد والترمذى.

ومنها: خرج عمربن الخطاب وعمروبن العاص فى ركب حتى وردوا حوضًا فقال عمروبن العاص لصاحب الحوض ياصاحب الحوض! هل ترد حوضك السباع؟ فقال عمربن الخطاب يا صاحب الحوض لاتخبرنا فإنا نرد على السباع وترد علينا.(١)

وفيه أن ورودها لم يعتبر، لأن مالايمكن الاحترازعنه فمعفوعنه.

فبعد ملاحظة تلك النصوص والآثاروأمثالها مما يتعلق بتقرير أصل عموم البلوىٰ يقرر أن الأمرإذا عمت به البلوىٰ فإن للشارع فيه نظرًا يبتنى علىٰ شدة الحاجة إليه أومشقة التحرزمنه و من هنا قالوا: وإن عمت بليته خفت قضيته" وإن الأمرإذا ضاق اتسع. (كما فى الأشباه والنظائر لابن نجيم: ١/١١٧)

القاعدة الرابعة: وليتنبه ههٰنا أن عموم البلوىٰ يعتبرفيما لانص له وأما فى موضع النص فلا اعتبارله كما فى بول الآدمى فإن البلوىٰ فيه أعم ولكن لا اعتبارله فيه. (المصباح فى رسم المفتى ومناهج الإفتاء: ٢/٢٢ تا ٢٤) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد احمد عفی عنہ خانپوری۔ ۲۵ رمحرم الحرام ۱۴۲۰ھ۔ (محمود الفتاویٰ: ۱/۳۶۶ تا ۳۷۶)

---

(١) كمافى المنتقٰى شرح الموطأ للباجى: ١/ ٦٢.

گندے پانی سے بنا ہوا نمک حلال ہے:

سوال: ایک گندہ پانی ہے اس سے نمک بنتا ہے، آیا وہ نمک پاک ہوگا یا ناپاک؟ بینوا توجروا۔

الجواب ـــــــــــــــــــــــ باسم ملهم الصواب

گندے پانی سے بنایا ہوا نمک حلال ہے۔

قال ابن عابدين رحمه اللّٰه تعالىٰ: وقد ذكر العلامة ابن حجر رحمه اللّٰه فى باب الأنجاس فى التحفة أنه اختلف فى انقلاب الشيء عن حقيقته كالنحاس إلى الذهب هل هو ثابت؟ فقيل نعم لانقلاب العصاء ثعبانا حقيقة وإلا بطل الإعجاز، وقيل: لا، لأن قلب الحقائق محال، والحق الأول الخ، وقال بعد أسطر: وحاصله أنه إذا قلنا بإثبات قلب الحقائق وهو الحق جاز العمل به وتعلمه لأنه ليس بغش لأن النحاس ينقلب ذهبًا أو فضةً حقيقةً، وإن قلنا إنه غير ثابت لايجوز لأنه غش كما لايجوز لمن لايعلمه حقيقة لما فيه إتلاف المال أو غش المسلمين والظاهر أن مذهبنا ثبوت انقلاب الحقائق بدليل ماذكروه فى انقلاب عين النجاسة كانقلاب الخمر خلاً والدم مسكاً ونحو ذلك، والله أعلم (رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/۴۳۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

۴/صفر ۸۷ھ (احسن الفتاویٰ: ۲/۸۲)

پیشاب سے بنائے گئے نمک کا حکم:

سوال: بعض مقامات پر پیشاب کو پکا کر اس کی شوریت کو نکال کر نمک بنا دیا جاتا ہے، شرعی نقطۂ نظر سے اس نمک کا استعمال درست ہے یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ باللّٰہ التوفیق

پیشاب شوریت وغیر شوریت بجمیع اجزا نجس بعینہٖ اور غیر مباح الشرب والاکل ہوتا ہے، اس لیے شوریت نکال دینے کے بعد بھی بقیہ اجزا ناپاک و نجس ہی باقی رہیں گے اور ان کا استعمال ناجائز ہی رہے گا۔ (۱)

ہاں! اگر پیشاب نمک کی کان میں پڑ کر نمک بن جائے اور غیر متمیز ہو جائے تو "**الخلط استهلاک**" کے مطابق اس پر پیشاب کا حکم باقی نہ رہے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ العبد نظام الدین، مفتی دار العلوم دیوبند، الجواب صحیح: حبیب الرحمٰن خیر آبادی، مفتی دار العلوم دیوبند (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۱۱۴)

---

(۱) **(و) يرفع (أى الحدث) (بماء ينعقد به ملح لا بماء) حاصل بذوبان (ملح) لبقاء الأول علىٰ طبعيته الأصلية وانقلاب الثانى إلىٰ طبعيته الملحية. (الدر المختار علىٰ هامش رد المحتار، باب المياه: ۱/۱۲۱)**

کیا پیشاب فلٹر کرنے کے بعد بھی ناپاک رہے گا:

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ابھی کچھ ایام قبل روسی سائنس دانوں نے ایک شخص کو ہوا بند کوٹھری میں تجربہ کے طور پر بند کر دیا اور اس کے لیے سامان خورد ونوش کا کچھ انتظام کر دیا، لیکن کچھ ایام کے لیے پانی سپلائی نہ کیا تا کہ پانی کے بغیر زندگی کا تجربہ کر سکیں، چنانچہ ان لوگوں نے ایک برتن میں پیشاب کیا اور اس کے تمام اجزائے متعفنہ اور ضاریہ کو ایک مشین سے کشید کر کے ختم کرنے کے بعد مثل پانی کر دیا، جس طرح سمندری پانی کو کھارے سے تبدیل کر کے میٹھا بنا لیتے ہیں۔

غور طلب امر یہ ہے کہ یہ تقلیب ماہیت کے تحت آتا ہے یا نہیں، مع دلائل شرعیہ ونقلیہ ثابت فرمائیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــ باللّٰہ التوفیق

اس کشید کا حاصل تو صرف یہ ہے کہ پیشاب کے اندر سے اس متعفن اور مضرت رساں اجزا کو نکال دیا گیا اور باقی جو اجزا بچے وہ اسی پیشاب کے اجزا ہیں اور پیشاب بجمیع اجزا نجس العین اور نجس بنجاسۃ غلیظہ ہے اس لیے یہ باقی ماندہ اجزا بھی نجس العین اور نجس بنجاسۃ غلیظہ ہی رہیں گے۔(۱) اس میں تقلیب ماہیت کی کوئی صورت نہیں پائی گئی اس کو قلب ماہیت نہیں کہہ سکتے بلکہ یہ تجزیہ اور تخرجہ ہوا نہ کہ قلب ماہیت، قلب ماہیت تو یہ ہے کہ سابق حقیقت معدوم ہو کر نئی حقیقت و نئی ماہیت بن جائے، نہ پہلی حقیقت و ماہیت باقی رہے نہ اس کا نام باقی رہے، نہ اس کی صورت و کیفیت باقی رہے، نہ اس کے خواص و آثار و امتیازات باقی رہیں بلکہ سب چیزیں نئی ہو جائیں، نام بھی دوسرا، صورت بھی دوسری، آثار و خواص بھی دوسرے، اثرات وعلامات اور امتیازات بھی دوسرے پیدا ہو جائیں، جیسے شراب سے سرکہ بنا لیا جائے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر نظام الدین غفرلہ (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۱۱۵)

جو گندھک پیشاب میں پکالی جائے وہ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: اگر گندھک کو پیشاب میں پکایا جائے اور اس کو اتنا پکائے کہ پیشاب باقی نہ رہے، تو وہ گندھک پاک ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــــــــــــــ

وہ گندھک کبھی پاک نہ ہوگی۔

---

(۱) (و) یرفع (أی الحدث) (بماء ینعقد به ملح لا بماء...... ملح) لبقاء الأول علیٰ طبعیته الأصلیة وانقلاب الثانی إلیٰ طبعیته الملحیة. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب المیاه: ۱/۱۲۱)

كما في الشامي: وفي الخانية :" إذا صب الطباخ في القدرمكان الخل خمرًا غلطاً فالكل نجس لايطهر أبدًا، وماروى عن أبي يوسف أنه يغلي ثلاثاً لايؤخذ به و كذا الحنطة إذا طبخت في الخمر لاتطهر أبدًا الخ". (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۳۱۰/۱-۳۱۱) ☆

گوبر گیس اور پاخانہ کا گیس پاک ہے یا ناپاک، اوراس پر کھانا پکانا کیسا ہے:

سوال: گوبر یا پاخانہ کے گیس پر کھانا پکانا کیسا ہے، اوراس گیس کا استعمال کرنا درست ہے یا نہیں، اور یہ گیس پاک ہے یا ناپاک؟ بینوا توجروا۔

الجواب

گیس بن جانے میں ماہیت بدل جاتی ہے اور جب کہ اوپلے (چھانے) سے گوبر کی صورت میں جلا کر کھانا پکایا جاتا ہے، تو اس میں (گیس میں) نادرست ہونے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ اور فقہا کا انسانی پیٹ سے نکلنے والی ہوا (گیس) کو پاک کہنا اس گیس کے پاک ہونے کی واضح دلیل ہے۔

مراقی الفلاح میں ہے:

وإنما قيدناه من(نجس)لأن الريح طاهرعلى الصحيح والاستنجاء منه بدعة.(مراقي الفلاح مع الطحطاوي،فصل في الاستنجاء: ص ۲۵) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۳۳۵/۶-۳۳۶)

لید، گوبر سے کھانا پکانا اور پانی گرم کرنا کیسا ہے:

سوال: اگر وضو کے لئے حیوانات مثلاً بکری، گائے، بھینس، گھوڑا، اونٹ، اور آدمی کے گوبر و پاخانہ وغیرہ سے جلا کر پانی گرم کیا جائے یا روٹی پکائی جائے تو اس پانی سے وضو وغسل جائز ہے یا نہیں، اور وہ روٹی کھانی جائز ہے یا نہیں؟

(۱) **رد المحتار،باب الأنجاس، مطلب في تطهير الدهن و العسل:** ۳۰۹/۱ ظفیر

☆ **گندھک کو اگر پیشاب میں پکایا جاوے تو بھی پاک نہیں ہوتی:**

سوال: اگر گندھک پیشاب میں پکائی جاوے اوراس کو اتنا پکاوے کہ پیشاب باقی نہ رہے، تو وہ گندھک پاک ہو جاوے گی یا نہیں؟

الجواب

وہ گندھک کبھی پاک نہ ہوگی۔ **كما في الشامي: وفي الخانية:إذاصب الطباخ في القدرمكان الخل خمرًا غلطاً فالكل نجس لا يطهر أبدًا وما روى عن أبي يوسفؒ أنه يغلي ثلاثاً لايؤخذ به وكذا الحنطة إذا طبخت في الخمر لايطهر أبدًا،الخ. (رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب في تطهير الدهن و العسل:** ۳۳۴/۱، انیس) واللہ تعالیٰ اعلم

(عزیز الفتاویٰ: ۱۹۱/۱ و ۱۹۲)

الجواب

وہ پانی پاک ہے اس سے وضوء غسل درست ہے اور جو روٹی اس سے پکائی جائے وہ بھی پاک ہے، اس کا کھانا درست ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱۷۳/۱)

اُپلوں سے روٹی پکانا:

سوال: دیہاتوں میں اپلوں سے روٹی پکتی ہے، روٹی اپلوں سے مس بھی ہوتی ہے، تو کیا روٹی ناپاک ہوجاتی ہے؟

الجواب ـــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

روٹی سینکتے وقت اپلے سے لگ جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوگی، اپلہ خشک ہے۔ (۲) اس کا اثر روٹی پر نہیں آیا، روٹی کی تری نے اس کی نجاست کو جذب نہیں کیا، آگ کی گرمی مانع رہی۔ (۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیوبند، ۹۲/۶/۳ ھ۔ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۳۶/۵)

گوبر کے اُپلے استعمال کرنے اور بیچنے کا حکم:

سوال:۔ اکثر دیہاتوں میں گوبر کے اُپلے جلا کر کھانا وغیرہ تیار کیا جاتا ہے، اور بعض لوگ ان کو فروخت بھی کرتے ہیں، تو کیا گوبر کے اُپلوں کو جلانا اور فروخت کرنا جائز ہے؟

الجواب

فقہاء کرام کی وضاحت اور صریح عبارات سے معلوم ہوتا ہے کہ گوبر کے اُپلوں کو کھانا وغیرہ پکانے کے لئے جلانے اور فروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

لما قال العلامة ابن عابدينؒ:(تحت قوله كسرقين وبعر):قال ط:" والمراد أنه يجوز بيعهما و لوخالصين ".وفي البحرعن السراج:" ويجوز بيع السرقين والبعروالانتفاع به والوقود به".(رد المحتار: ج۵ ص۵۸، باب في البيع الفاسد،قبيل مطلب الآدمي مكرم الخ،والبحر الرائق: ج۶ ص۷۱، كتاب البيوع،باب البيع الفاسد. (فتاویٰ حقانیہ، جلد دوم، صفحہ ۵۸۸)

(۱) (لا)يكون نجسًا(رماد قذر)وإلا لزم نجاسة الخبز في سائر الأمصار(درمختار)المراد به العذرة والروث.(ردالمحتار،باب الأنجاس،مطلب العرقي الذي يستقطر الخ: ۲۷۱/۱،ظفیر)

(۲) ''اپلہ: گوبر، ایندھن کیلئے گوبر کے سکھائے ہوئے لڑے، تھاپی''۔ (فیروز اللغات، ص:۵۵، فیروز سنز، لاہور)

(۳) "وإذا سعرت المرأة التنور، ثم مسحته بخرقة مبتلة نجسة، ثم خبزت فيه، فإن كانت حرارة النار أكلت بلّة الماء قبل إلصاق الخبزبالتنور،لايتنجس الخبز". (التاتارخانية:۳۱۶/۱، تطهير النجاسات، إدارة القرآن، و كذا في المحيط البرهاني: ۲۳۱/۱،الفصل السابع في النجاسات وأحكامها، غفارية)

اوپلے جو حیوانی لید و گوبر کے ہوتے ہیں ان کا استعمال جلانے کے لیے جائز ہے۔ (ردالمحتار: ۴۶/۵) (طہارت کے احکام ومسائل: ص ۱۳۱، انیس)

گوبری کا حکم:

سوال: گوبری دینا جائز ہے یا نہیں، جس جگہ مرغی کی سرگین گر کر خشک ہوگئی ہو اور وہاں لوٹا خشک یا تر رکھ دے تو وہ لوٹا ناپاک ہے یا پاک، اگر مرغی کی سرگین سے احتیاط کرے تو ان کا پالنا چھوٹتا ہے۔ فقط۔

الجواب

گوبری دینا جائز ہے، مگر جب وہ گوبر نہ رہے تب تو پاک ہے اور اس سے پہلے پہلے نجس ہے، اگر ناپاک جگہ خشک ہوگئی اور نجاست کا اثر رنگ و بو، مزہ نہ رہا، تو پھر وہ جگہ پاک ہوگئی، اب وہاں تر چیز رکھنے سے ناپاک نہ ہوگی۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رشیدیہ کامل: ص ۲۴۶)

گوبر سکھا کر جلایا جائے اور وہ راکھ بن جائے تو وہ راکھ پاک ہے یا ناپاک:

سوال: ہمارے یہاں گوبر کو سکھا کر جلاتے ہیں، جب وہ جل کر راکھ بن جائے تو پاک ہے یا ناپاک؟ بینوا توجروا۔

الجواب

گوبر جب جل کر راکھ ہو جائے تو اس کی حقیقت، ماہیت، نام اور صفت وغیرہ سب بدل جاتا ہے۔ لہذا راکھ پاک سمجھی جائے گی۔

(لا)یکون نجسًا(رماد قذر). (الدرالمختار مع الشامی، باب الأنجاس مطلب العرقی الذی یستقطر الخ: ۱/۳۰۱) فقط واللہ اعلم بالصواب (فتاویٰ رحیمیہ: ۴/۲۵۶-۲۵۷)

مٹکا جس پر گوبر لگایا گیا ہو آگ میں جلنے کے بعد پاک ہے:

سوال: ایک بات قابل دریافت ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی مٹکے کی تلی کو بوجہ دراریں ہو جانے کے مٹی اور گوبر سے لیپ کر جس سے وہ دراریں بند ہو جاویں پانی گرم کیا جاوے، تو اس پانی سے وضو اور غسل جائز ہے یا نہیں؟

الجواب

چونکہ کچھ پانی اس نجاست تک پہنچے گا اور باقی پانی اس سے متصل ہوگا سب ناپاک ہو جاویگا، لیکن جب وہ گوبر دو چار بار آگ جلانے سے جل جاوے تو انقلاب ماہیت سے وہ پاک ہوگیا پھر پانی بھی پاک رہے گا، پس جلنے کے قبل اس میں پانی گرم کر کے گراتے جاویں اور جلنے کے بعد اس مٹکے کو پاک کر کے پھر استعمال میں لاویں۔

۱۳/ربیع الثانی ۱۳۳۳ھ۔ تتمہ ثالثہ ص ۲۹۔ (امداد الفتاویٰ جدید: ۱/۱۲۵)

اگر جلتے ہوئے تنور میں کتا گر کر مر جائے تو کیا حکم ہے:

(از اخبار سہ روزہ الجمعیۃ، مورخہ ۲۶؍اکتوبر ۱۹۲۵ء)

سوال: اگر جلتے ہوئے تنور میں کتا گرے اور جل کر مر جائے، تو اس تنور کا کیا حکم ہے؟

الجواب

جلتے ہوئے تنور میں کتا گر کر مر جائے تو جب کتا جل کر راکھ ہو جائے یا اس کو نکال کر پھینک دیا جائے۔ اس کے بعد تھوڑا سا توقف کر کے روٹی پکانے میں کوئی حرج نہیں۔ محمد کفایت اللہ غفرلہ (کفایت المفتی: ۲؍۲۹۲)

ناپاک تیل کا صابون پاک ہے یا ناپاک:

سوال: بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ ناپاک تیل کا اگر صابون بنالیا جائے تو پاک ہے، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب

یہ مسئلہ درمختار جلد اوّل صفحہ ۲۱۰ مطبوعہ مجتبائی میں بایں عبارت مذکور ہے:

"ویطهر زیت تنجس بجعله صابوناً، الخ".

اور وجہ اس کے پاک ہونے کی انقلاب عین ہے، شامی میں اسی قول کے تحت میں مذکور ہے:

"وعليه يتفرع ما لو وقع إنسان أو كلب في قدر الصابون فصار صابوناً يكون طاهرًا لتبدل الحقيقة". (رد المحتار، باب الأنجاس: جلد اول) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱؍۳۰۵)

صابن کو شبہ کی وجہ سے ناپاک نہیں کہا جائے گا:

سوال: خوشبودار نہانے اور کپڑے دھونے کے لئے صابن جو کمپنیوں میں تیار کئے جاتے ہیں، ان کے بارے میں سنا ہے کہ خنزیر کی چربی سے ترکیب دی جاتی ہے اور کیمیاوی ردعمل سے نمکیات میں تبدیل کر کے صابن میں ملایا جاتا ہے، تو اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

الجواب حامداً و مصلیاً

مردار کی چربی نجس ہے اور خنزیر نجس العین ہے، جب تک قلب ماہیت ہو کر حقیقت اور خواص کی تبدیلی نہ ہو جائے، استعمال جائز نہیں۔(۱)

---

(۱) **قال ابن عابدين: وعبارة المجتبىٰ: "جعل الدهن النجس في صابون، يفتىٰ بطهارته لأنه تغير والتغير يطهر عند محمد، ويفتى به للبلوىٰ آه". (رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/ ۳۱۶، سعيد، وكذا في حاشية الطحطاوي علىٰ مراقي الفلاح: ص۱۶۵، باب الأنجاس، قديمي)**

بلا تحقیق محض شبہ کی بنا پر صابن کو نجس کہنے کا بھی حق نہیں۔(۱) اگر نجس صابن کپڑے یا بدن میں استعمال کر کے دھوڈالا اور پاک کرلیا تو نماز درست ہوجائے گی، بدن اور کپڑے کو پاک کہا جائے گا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیو بند، ۸۹/۴/۱۶ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیو بند (فتاویٰ محمودیہ: ۲۴۱/۵)

ایسا صابون جس میں خنزیر کی چربی کا شبہ ہو:

سوال: آج کل ولایتی صابون عموماً استعمال کیا جاتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے ،اس وجہ سے اس کے استعمال میں تردد پیدا ہوگیا ہے۔ شرعی حکم سے مطلع فرما کر ممنون فرمایا جائے۔؟ واجرکم علی اللہ۔

الجواب

اول تو یہ امر محقق نہیں کہ صابون میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے۔ اگر چہ نصاریٰ کے نزدیک خنزیر کا استعمال جائز ہے اور انہیں اس سے کوئی پرہیز واجتناب نہیں ہے، لیکن پھر بھی یہ ضروری نہیں کہ صابون میں اس کی چربی ضرور ڈالی جاتی ہو۔ ظاہر ہے کہ یورپین کارخانے تجارت کی غرض سے صابون بناتے ہیں اور ایسے ذرائع مہیا کرتے ہیں جن سے ان کی مصنوعہ اشیا کی تجارت میں ترقی ہو۔

آپ نے اکثر یورپین چیزوں کے اشتہاروں میں یہ الفاظ ملاحظہ فرمائے ہوں گے کہ ''اس چیز میں بنانے کے وقت ہاتھ نہیں لگایا گیا، اس چیز میں کسی مذہب کے خلاف کوئی چیز نہیں ڈالی گئی۔ اس چیز کو ہر مذہب کے لوگ استعمال کر سکتے ہیں''۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان باتوں سے ان کا مقصود کیا ہوتا ہے؟ صرف یہی کہ اہل عالم کی رغبتیں اس چیز کی طرف مائل ہوں۔ اور ان کے مذہبی جذبات اور قومی خیالات ان اشیا کے استعمال میں مزاحم نہ ہوں اور ان کی تجارت ہر قوم میں عام ہوجائے اور یہی ہر تجارت کرنے والے کے لئے پہلا مہتم بالشان اصول ہے کہ وہ اپنی تجارت کو پھیلانے کے لئے ان لوگوں کے مذہبی جذبات اور قومی خیالات کا لحاظ کرے جن میں اس کی تجارت فروغ پذیر ہوسکتی ہے اور اس کے مال کی کھپت ہے، اہل یوروپ جو ہندوستان اور اکثر اطراف عالم میں اپنا مال پھیلانا چاہتے ہیں اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ مسلمان ہر حصہ عالم میں بکثرت موجود ہیں اور یہ کہ مسلمان خنزیر اور اس کے اجزا کے استعمال کو حرام مطلق سمجھتے ہیں۔ پس موافق اصول تجارت ان کا اولیں فرض یہ ہے کہ اشیاء تجارتی میں جن کی اشاعت وترویج ان کا مطمح نظر

(۱) ''من شک فی إنائه أو ثوبه أوبدنه أصابته نجاسة أم لا،فهو طاهرٌ مالم يستيقن، وكذا الآبار والحياض التی يستقی منها الصغار والكبار والمسلمون والكفار،وكذلک السمن والجبن،والأطعمة التی يتخذها أهل الشرک والبطالة الخ''. (الفتاویٰ التاتارخانية: ۱/۱۴۶، نوع فی مسائل الشک، إدارۃ القرآن کراچی، وكذا فی ردالمحتار: ۱/۱۵۱، نواقض الوضوء، سعيد)

ہے ایسی چیزیں نہ ڈالیں جن کی خبر ہو جانے پر مسلمان ان چیزوں کے استعمال کو حرام سمجھیں اور ان کی تجارت کو ایک بڑا صدمہ پہنچے۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ یوروپین اشیا میں ایسی چیزوں کا استعمال جو مسلمانوں کے نزدیک حرام ہیں غیر ممکن ہے۔ بلکہ غرض صرف یہ ہے کہ یقینی طور پر معلوم نہ ہونے کی صورت میں گمان غالب یہ ہے کہ اصول تجارت کے موافق وہ ایسی چیزیں نہ ڈالتے ہوں گے۔ پس صرف اس بنا پر کہ یہ چیزیں یوروپ سے آتی ہیں اور اہل یوروپ کے نزدیک خنزیر حلال ہے۔ یہ خیال قائم کر لینا کہ ان میں ضروری طور پر خنزیر کی چربی پڑتی ہوگی یا پڑنے کا گمان غالب ہے۔ صحیح نہیں۔ ہندو جن کے ہاتھ میں ہندوستان کی اکثری تجارت کی باگ ہے بہت سی ناپاک چیزوں کو پاک اور پوتر سمجھتے ہیں۔ گائے کا گوبر اور پیشاب ان کے نزدیک نہ صرف پاک بلکہ متبرک بھی ہے۔ باوجود اس کے ان کے ہاتھ کی بنی مٹھائیاں اور بہت سی خوردنی چیزیں عام طور پر مسلمان استعمال کرتے ہیں اور استعمال کرنا شرعاً جائز بھی ہے۔ یہ کیوں ؟ صرف اس لئے کہ چونکہ ہندو دکاندار جانتے ہیں کہ ہمارے خریدار ہندو مسلمان اور دیگر اقوام کے لوگ ہیں اور ہندوؤں کے علاوہ دوسرے لوگ گائے کے گوبر اور پیشاب کو ناپاک سمجھتے ہیں، اس لئے وہ تجارتی اشیا کو ایسی چیزوں سے علاحدہ اور صاف رکھتے ہیں تاکہ خریداروں کو ان سے خریدنے میں تأمل نہ ہو اور خریداروں کے مذہبی جذبات ان کی تجارتی اغراض کی مزاحمت نہ کریں۔

یہ ایک قاعدہ کلیہ ہے جس پر بہت سے جزئیات کا حکم متفرع ہوتا ہے۔ اور نہ صرف صابون بلکہ یوروپ کی تمام مصنوعات کی طہارت ونجاست اسی قاعدے کے نیچے داخل ہے۔ ولایتی کپڑے اور بالخصوص رنگین کپڑے جو مسلمان عموماً استعمال کرتے ہیں، کسے خبر ہے کہ ان رنگوں میں کیا کیا چیزیں ملائی جاتی ہیں اور کن پاک یا ناپاک اشیا کی آمیزش ہوتی ہے۔ لیکن قاعدۂ مذکورہ کی بنا پر ان چیزوں کا حکم بھی یہی ہے کہ جب تک یقینی طور پر یا بگمان غالب یہ ثابت نہ ہو کہ کوئی ناپاک چیز ملائی جاتی ہے، ناپاکی کا حکم نہیں دیا جا سکتا۔

طہارت ونجاست کے باب میں کتب فقہیہ میں بہت سی ایسی نظیریں موجود ہیں جن میں محض گمان اور شک کا کوئی اعتبار نہیں کیا گیا۔ ماہرین کتب فقہ پر یہ امر واضح ہے۔

ثانیاً: اگر اس امر کا ثبوت اور کوئی دلیل بھی موجود ہو کہ صابون میں خنزیر کی چربی پڑتی ہے، تاہم (تو بھی) صابون کا استعمال جائز ہے، کیونکہ صابون میں جو ناپاک تیل یا چربی پڑتی ہے وہ صابون بن جانے کے بعد پاک ہو جاتی ہے۔ روایات ذیل ملاحظہ ہوں:

(و)یطهر(زیت)تنجس(بجعله صابونًا). به یفتٰی للبلوٰی، کتنوررش بماء نجس. لابأس بالخبز فیه (درمختار).(۱)

(۱) الدرالمختارعلٰی صدرردالمحتار، باب الأنجاس: ۱/ ۳۱۵، ۳۱۶، بیروت، انیس

یعنی روغن زیتون ناپاک ہوجائے تو صابون بنالینے سے پاک ہوجاتا ہے۔اسی پر عموم بلویٰ کی وجہ سے فتویٰ دیاجاتا ہے، جیسے تنور میں ناپاک پانی چھڑک دیاجائے تو اس میں روٹی پکانے کا مضائقہ نہیں۔

جعل الدهن النجس فی صابون یفتیٰ بطهارته لأنه تغیر و التغیریطهرعند محمدؒ،ویفتیٰ به للبلوٰی اهـ(مجتبی، کذا فی رد المحتار)(۱)

یعنی ناپاک تیل صابون میں ڈال دیاجائے تو پاک ہوجاتا ہے، کیونکہ اس کی حقیقت پلٹ جاتی ہے اور حقیقت کا پلٹ جانا امام محمدؒ کے نزدیک پاک کردیتا ہے اور عموم بلویٰ کی وجہ سے اسی پر فتویٰ ہے۔

قد ذکر هذه المسئلة العلامة قاسم فی فتاواه، وکذا ما سیأتی متنًا وشرحها من مسائل التطهیر بانقلاب العین، وذکر الأدلة علیٰ ذلک بما لامزید علیه، وحقق ودقق کما هو دأبه رحمه اللّٰه تعالیٰ فلیراجع،ثم هذه المسئلة قد فرعوها علیٰ قول محمد بالطهارة بانقلاب العین الذی علیه الفتوٰی واختاره أکثر المشائخ خلافًا لأبی یوسف کما فی شرح المنیة والفتح وغیرهما.(رد المحتار)(۲)

یعنی اس مسئلہ کو علامہ قاسمؒ نے اپنے فتاویٰ میں ذکر کیا ہے اور اسی طرح وہ مسائل جو متن وشرح میں آگے آتے ہیں جن میں انقلاب عین پر پاکی کا حکم دیا گیا ہے۔اور علامہ قاسمؒ نے اس کے دلائل نہایت تحقیق وتدقیق سے بیان فرمائے جیسا کہ ان کا طریقہ ہے۔خداتعالیٰ ان پر باران رحمت نازل فرمائے۔پھر سمجھنا چاہئے کہ یہ مسئلہ فقہا نے امام محمدؒ کے قول پر متفرع کیا ہے کہ ان کے نزدیک انقلاب عین سے پاکی حاصل ہوجاتی ہے اور اسی قول پر فتویٰ ہے اور اسی کو اکثر مشائخ نے اختیار کیا ہے۔امام ابو یوسف کا اس میں خلاف ہے۔جیسا کہ شرح منیہ اور فتح القدیر میں مذکور ہے۔

یعنی فتح القدیر میں ہے کہ بہت سے مشائخ نے اس کو اختیار کیا ہے اور یہی مذہب مختار ہے۔کیونکہ شریعت نے وصف نجاست اس حقیقت پر مرتب کیا تھا اور حقیقت بعض اجزا کے منتفی ہوجانے سے منتفی ہوجاتی ہے، تو بالکل پلٹ جانے سے کیوں منتفی نہ ہو۔کیونکہ نمک گوشت اور ہڈی سے مغائر ہے۔پس ہڈی اور گوشت جب کہ نمک بن جائیں تو ان کو نمک ہی قرار دیا جائے گا۔

اور اس کی نظیر شریعت میں یہ ہے کہ نطفہ ناپاک ہے۔پھر وہ علقہ یعنی خون بستہ بن جاتا ہے، وہ بھی ناپاک ہے، پھر مضغہ یعنی گوشت بن کر پاک ہوجاتا ہے اور شیرۂ انگور پاک ہے۔پھر شراب بن کر ناپاک ہوجاتا ہے۔پھر سرکہ بن کر پاک ہوجاتا ہے۔اس سے ہم نے جان لیا کہ حقیقت کا پلٹ جانا اس وصف کے زوال کو مستلزم ہے جو اس حقیقت پر مرتب تھا۔

(۱۔۲) ردالمحتارباب الأنجاس: ۱/ ۳۱۵، ۳۱۶،بیروت،انیس

يجوز أكل ذلك الملح. (رد المحتار)

الحمار والخنزير إذا وقع في المملحة فصار ملحًا أو بئر البالوعة إذا صار طينا يطهر عندهما خلافًا لأبي يوسفؒ، كذا في محيط السرخسيؒ. (فتاویٰ عالمگیری)

اس نمک کا کھانا جائز ہے۔ گدھا یا خنزیر کان نمک میں گر کر نمک بن جائیں یا نجاست کا کنواں بالکل کیچڑ ہو جائے تو پاک ہو جاتا ہے۔ یہ امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کا مذہب ہے اور امام ابو یوسفؒ کا خلاف ہے۔

ولو أحرقت العذرة أو الروث فصار كل منهما رمادًا أو مات الحمار في المملحة وكذا إن وقع فيها بعد موته وكذا الكلب والخنزير لو وقع فيها فصار ملحًا طهر عند محمدؒ وأكثر المشائخ اختاروا قول محمدؒ وعليه الفتویٰ لأن الشرع رتب وصف النجاسة علىٰ تلك الحقيقة وقد زالت بالكلية فإن الملح غير العظم واللحم فإذا صارت الحقيقة ملحًا ترتب حكم الملح حتى لو أكل الملح جاز، ونظيره النطفة نجسة وتصير علقة وهي نجسة وتصير مضغة فتطهره. وكذا الخمر تصير خلاً. وعلىٰ قول محمد فرعوا طهارة صابون صنع من دهن نجس وعليه يتفرع ما لو وقع إنسان أو كلب في قدر الصابون فصار صابونًا يكون طاهرًا لتبدل الحقيقة، انتهىٰ مختصرًا. (غنية المستملي شرح منية المصلي)

ترجمہ: اگر پاخانہ یا گوبر جلا کر راکھ کر دیا جائے یا گدھا کان نمک میں گر کر مر جائے یا مر کر گر جائے، اسی طرح کتا یا خنزیر گر جائے اور نمک بن جائے تو امام محمدؒ کے نزدیک پاک ہو جاتا ہے اور اکثر مشائخ نے امام محمدؒ کے قول کو اختیار کیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے، کیونکہ شریعت نے نجاست کا حکم اس حقیقت پر لگایا تھا جو بالکلیہ زائل ہو گئی۔ کیونکہ نمک اور چیز ہے، ہڈی گوشت اور چیز ہے۔ پس جبکہ حقیقت نمک بن گئی تو نمک کا حکم اس پر لگ گیا۔ یہاں تک کہ اس کا کھانا بھی جائز ہو گیا۔ اور اس کی نظیر نطفہ ہے کہ وہ ناپاک ہے۔ پھر خون بستہ بن جاتا ہے وہ بھی ناپاک ہے پھر گوشت کا لوتھڑا بن جاتا ہے اور پاک ہو جاتا ہے۔ اسی طرح شراب کہ نجس ہے، سرکہ بن کر پاک ہو جاتی ہے اور امام محمدؒ کے اس قول پر اس صابون کی طہارت بھی متفرع ہے جو ناپاک تیل سے بنایا جائے اور اسی قول پر یہ مسئلہ بھی متفرع ہوتا ہے کہ انسان یا کتا صابون کی دیگ میں گر کر صابون بن جائے تو پاک ہو جائے گا کیونکہ حقیقت بدل گئی۔

ان روایات منقولہ سے امور ذیل بصراحت ثابت ہو گئے:

(۱)　انقلاب حقیقت سے طہارت ونجاست کا حکم بدل جاتا ہے۔

(۲)　یہ حکم طہارت بانقلاب حقیقت امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اکثر مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے۔

(۳)　صابون میں روغن نجس یا چربی کی حقیقت بدل جاتی ہے اور انقلاب عین حاصل ہو جاتا ہے۔(۱)

پس اب سوال کا جواب واضح ہو گیا کہ صابون خواہ کسی چیز کی چربی یا روغن نجس سے بنایا جائے صابون بن جانے کے بعد وہ پاک ہو جاتا ہے اور اس کا استعمال جائز ہے، کیونکہ انقلاب حقیقت کی وجہ سے وہ چربی چربی اور روغن روغن نہ رہا بلکہ صابون ہو کر پاک ہو گیا۔ جیسے مشک اصل میں خون ناپاک ہوتا ہے لیکن مشک بن جانے کے بعد وہ پاک اور جائز الاستعمال ہو جاتا ہے۔ پس ولایتی صابون کے استعمال کے لئے اس تحقیقات کی ضرورت نہیں کہ اس کے اجزا کیا ہیں؟ وہ پاک ہیں یا ناپاک؟ کیونکہ حقیقت صابونیہ اس کی طہارت کی کفیل ہے، جیسے کہ حقیقت مشکیہ اس کی طہارت کی ضامن ہے۔

اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ روایات مذکورہ سابقہ سے روغن نجس کے صابون کا پاک ہونا ثابت ہوتا ہے، لیکن ممکن ہے کہ یہ حکم روغن کے ساتھ خاص ہو کیونکہ اصل اس کی پاک ہے، ناپاکی باہر سے اسے عارض ہوئی ہے۔ پس اس سے خنزیر کی چربی کے صابون کا حکم نکالنا صحیح نہیں ہے، کیونکہ خنزیر اور اس کے اجزا نجس العین ہیں، تو اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ انقلاب عین سے پاک ہو جانا نجس العین اور غیر نجس العین دونوں میں یکساں طور پر جاری ہوتا ہے۔ خون بھی نجس العین ہے، مشک بن جانے سے پاک ہو جاتا ہے۔ خود خنزیر کا انقلاب حقیقت کے بعد پاک ہو جانا بھی روایات ذیل سے ثابت ہے۔

(و) **لا (ملح كان حمارًا) أو خنزيرًا ولا قذر وقع في بئر فصار حمأة لانقلاب العين، به يفتىٰ. (درمختار)**.(۲)

یعنی وہ نمک ناپاک نہیں جو دراصل گدھا یا خنزیر تھا اور وہ پلیدی بھی جو کنویں میں گر کر کیچڑ بن جائے ناپاک نہیں۔ کیونکہ انقلاب حقیقت ہو گیا۔ اسی پر فتویٰ ہے۔

(قوله لانقلاب العين): علة للكل وهذا قول محمدؒ وذكر معه في الذخيرة و المحيط أباحنيفةؒ. (حلية)

یعنی مصنف کا قول کہ انقلاب عین موجب طہارت ہے، یہ گدھے اور خنزیر کے نمک اور پلیدی کے کیچڑ بن جانے کے بعد پاک ہو جانے کی دلیل ہے۔ اور یہ امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے اور ذخیرہ اور محیط میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو بھی امام محمد رحمہ اللہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

قال في الفتح: وكثير من المشائخ اختاروه وهو المختار، لأن الشرع رتب وصف النجاسة علىٰ تلك الحقيقة وتنتفي الحقيقة بانتفاء بعض أجزاء مفهومها فكيف بالكل؟ فإن الملح

(۱)　درمختار اور مجتبیٰ کی مذکورہ بالا عبارتیں دیکھو۔ سعید

(۲)　الدر المختار علىٰ صدر رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب العرقي الذي يستقطر الخ: ۳۲۶/۱، بیروت، انیس

غير العظم واللحم، فإذا صار ملحًا ترتب حكم الملح،ونظيره في الشرع النطفة نجسة وتصير علقة وهي نجسة وتصير مضغة فتطهر، والعصير طاهر فيصير خمرًا فينجس ويصير خلاً فيطهر، فعرفنا أن استحالة العين تستتبع زوال الوصف المرتب عليها .(۱)

ان نصوص فقہیہ سے امور ذیل ثابت ہوتے ہیں:

(۱) گدہا، خنزیر، کتا، انسان، انقلاب حقیقت کے حکم میں سب برابر ہیں کچھ تفاوت نہیں۔

(۲) یہ کان نمک میں گر کر مریں یا مرے ہوئے گریں، دونوں حالتوں میں یکساں حکم ہے، یعنی میتہ جو بنص قرآنی حرام اور نجس ہے وہ بھی اسی حکم میں شامل ہے۔

(۳) انسان جس کے اجزا سے بوجہ کرامت انتفاع حرام ہے۔ اور خنزیر ومیتہ جن سے بوجہ نجاست انتفاع حرام ہے۔ انقلاب حقیقت کے بعد ان پر انسان اور خنزیر ومیتہ کا حکم باقی نہیں رہتا۔ بلکہ بعد انقلاب حقیقت پاک اور جائز الانتفاع ہو جاتے ہیں۔ جبکہ انقلاب، حقیقت طاہرہ کی طرف ہو۔

(۴) کان نمک میں گرنے اور صابون کی دیگ میں گرنے کا حکم یکساں ہے کہ یہ دونوں صورتیں موجب انقلاب حقیقت ہیں، جیسا کہ کبیری شرح منیہ کی عبارت میں صراحۃً مذکور ہیں۔

ان امور کے ثبوت کے بعد کوئی وجہ نہیں کہ خنزیر یا میتہ یا کتے کی چربی سے بنے ہوئے صابون کے جواز استعمال میں تردد کیا جائے۔

اور یہ شبہ کچھ وقعت نہیں رکھتا کہ خنزیر بنص قرآنی حرام اور نجس ہے۔ پس صابون بن جانے کے بعد اس کی طہارت کا حکم کرنا نص قرآنی کا معارضہ ہے۔ جواب اس کا یہ ہے کہ یہ معارضہ نہیں۔ نص قرآنی نے خنزیر یا میتہ کو نجس بتایا ہے۔ لیکن نمک یا صابون بن جانے کے بعد وہ خنزیر یا میتہ ہی کہاں رہے۔ دیکھو شراب بنص قرآنی حرام اور نجس ہے اور سرکہ بن جانے کے بعد باتفاق وہ پاک اور حلال ہو جاتی ہے۔ پس جس طرح کہ شراب منصوص النجاستہ پر سرکہ بن جانے کے بعد طہارت وحلت کا حکم کرنا نص قرآنی کا معارضہ نہیں۔ اسی طرح خنزیر کے صابون بن جانے کے بعد اس کی طہارت کا حکم نص قرآنی کا معارضہ نہیں۔

اصل یہ ہے کہ شریعت نے جس حقیقت پر نجاست کا حکم لگایا تھا، وہ حقیقت ہی نہیں رہی۔ اور بعد انقلاب جو حقیقت متحقق ہوئی وہ شریعت کے نزدیک پاک ہے۔ پس یہ حکم طہارت بھی حکم شرعی ہے نہ غیر۔

تنبیہ اول: یہ بات ضروری طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اگرچہ خنزیر ومیتہ وغیرہ کی چربی سے بنے ہوئے صابون کا استعمال جائز ہے لیکن کسی مسلمان کیلئے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ خنزیر وغیرہ کی چربی سے صابون بنائے

---

(۱) الدر المختار علیٰ صدر رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب العرقي الذي يستقطر الخ: ۳۲۷/۱، بیروت، انیس

کیونکہ قصداً ان چیزوں کو صابون بنانے کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں۔اور یہ الگ بات ہے کہ غیر مسلموں کے بنانے اور صابون بن جانے کے بعد استعمال جائز ہو جائے۔

تنبیہ دوم: انقلاب حقیقت سے حکم بدل جانے کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اس میں اتنی بات تو یقیناً ثابت ہے اور فقہا کی تصریحات بھی اس کے متعلق آپ ملاحظہ فرما چکے کہ جب انقلاب حقیقت ہو جائے تو حکم بدل جاتا ہے۔لیکن یہ بات ابھی تک قابل تحقیق ہے کہ انقلاب حقیقت سے مراد کیا ہے۔تو واضح ہو کہ انقلاب حقیقت سے مراد یہ ہے کہ وہ شے فی نفسہ اپنی حقیقت چھوڑ کر کسی دوسری حقیقت میں متبدل ہو جائے جیسے شراب، سرکہ ہو جائے یا خون مشک بن جائے یا نطفہ گوشت کا لوتھڑا وغیرہ وغیرہ کہ ان صورتوں میں شراب نے فی نفسہ اپنی حقیقت خمریہ اور خون نے اپنی حقیقت دمویہ اور نطفہ نے اپنی حقیقت منویہ چھوڑ دی اور دوسری حقیقتوں میں متبدل ہو گئے، حقیقت بدل جانے کا حکم اسی وقت دیا جا سکتا ہے کہ حقیقت اولیٰ منقلبہ کے آثار مختصہ اس میں باقی نہ رہیں جیسا کہ امثلۂ مذکورہ میں پایا جاتا ہے کہ سرکہ بن جانے کے بعد شراب کے آثار مختصہ بالکل زائل ہو جاتے ہیں۔

بعض آثار کا زائل ہو جانا یا بوجہ قلت آثار کا محسوس نہ ہونا موجب انقلاب نہیں جیسا کہ فقہا نے تصریح کی ہے کہ اگر آٹے میں کچھ شراب ملا کر گوندھ لیا جائے اور روٹی پکالی جائے تو وہ روٹی ناپاک ہے۔یا گھڑے دو گھڑے پانی میں تولہ دو تولہ شراب یا پیشاب مل جائے تو وہ پانی ناپاک ہے۔حالانکہ روٹی یا پانی میں اس قلیل المقدار شراب کا کوئی اثر محسوس نہ ہوگا۔لیکن چونکہ شراب نے ان صورتوں میں فی نفسہ اپنی حقیقت نہیں چھوڑی ہے اس لئے ناپاکی کا حکم باقی ہے اور محسوس نہ ہونا بوجہ قلت اجزا کے ہے۔چونکہ شراب کے اجزا کم تھے اور آٹے کے زیادہ اس لئے وہ روٹی میں محسوس نہیں۔پس یہ اختلاط ہے نہ کہ انقلاب۔

اسی طرح حقیقت منقلبہ کی بعض کیفیات غیر مختصہ کا باقی رہنا مانع انقلاب نہیں۔جیسے شراب کے، سرکہ بن جانے کے بعد بھی اس کی رقت باقی رہتی ہے۔یا صابون میں قدرے دسومت روغن نجس کی باقی رہتی ہے۔کیونکہ رقت حقیقت خمریہ کے ساتھ اور دسومت حقیقت دہنیہ کے ساتھ مختص نہیں ہے۔پس انقلاب عین کی وجہ سے تبدل احکام کا حکم کرتے وقت بہت غور و احتیاط سے کام لینا ضروری ہے کیونکہ بسا اوقات انقلاب و اختلاط میں اشتباہ پیش آ جاتا ہے۔اور انقلاب کو اختلاط یا اختلاط کو انقلاب سمجھ لیا جاتا ہے۔واللہ الموفق

تنبیہ سوم: اس انقلاب و اختلاط کے اشتباہ کا ہمارے اس مسئلہ صابون پر کوئی اثر نہیں ہے۔کیونکہ ہم نے تصریحات فقہا سے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ کسی چیز کا صابون بن جانا انقلاب حقیقت ہے نہ کہ اختلاط۔اس لئے اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔واللہ أعلم وعلمه أتم

كتبه الراجي رحمة ربه محمد كفاية الله غفر له. مدرس المدرسة الأمينية الواقعة بدهلى ۲۵/ شعبان ۱۳۳۴ هـ، هذا التحقيق صحيح. عزيز الرحمن عفى عنه مفتى مدرسه ديوبند ۲۴/ذى الحجة ۱۳۳۴ هـ. الجواب صواب. محمد أنور عفا الله عنه دار العلوم ديوبند (کفایت المفتی: ۲/ ۲۷۷ تا ۲۸۴)

ناخن میں صابون کی سفیدی پاک ہے:

سوال: بچہ کو دو پہر تک گود میں رکھتا ہوں اور وہ پیشاب کرتا ہے تو میں دو پہر کو صابن سے غسل کرتا ہوں، غسل کے بعد ناخن میں سفیدی صابن کی نظر آتی ہے، تو وہ سفیدی پاک ہے یا نہیں؟

الجواب ـــ

وہ سفیدی پاک ہے۔(۱) فقط (فتاویٰ دارالعلوم: ۱/ ۳۶۹)

نجس پانی سے پکی ہوئی روٹی یا دال کا حکم:

سوال: اگر نجس پانی میں روٹی یا دال پکائی تو کیا وہ پاک ہو سکتی ہے اور کس طرح ہو سکتی ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

پاک نہیں ہو سکتی۔(۲) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ: ۵/ ۲۳۴)

راستوں کی کیچڑ کا حکم:

سوال: راستوں کی کیچڑ کا کیا حکم ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

اگر یہ کیچڑ بارش کے پانی سے پیدا ہو، اور اس میں نجاست غلاظت محسوس نہ ہو تو یہ پاک ہے، شامی: ۱/ ۲۱۶۔(۳) فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ محمودیہ: ۵/ ۲۳۷)

راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے یا نہیں:

سوال: راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے یا نہیں؟

---

(۱) (وكذا يطهر محل نجاسة) الخ (مرئية)...... (بقلعها) الخ (و) يطهر محل (غيرها) أى غير مرئية (بغلبة ظن غاسل. (الدر المختار على صدر رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فى حكم الصبغ الخ: ۱/ ۳۰۳، ظفیر)

(۲) "وفى التجنيس: حنطة طبخت فى خمر، لا تطهر أبدًا". (ردالمحتار: ج ۱ ص ۲۱۲، انیس)

(۳) "(قوله: وطين شارع)...... وفى الفيض: طين الشوارع عفو وإن ملأ الثوب، للضرورة، ولو مختلطاً بالعذرات، وتجوز الصلاة معه آه، أقول: والعفو مقيد بما إذا لم يظهر فيه أثر النجاسة الخ". (رد المحتار: ۱/ ۳۲۴، مطلب فى العفو عن طين الشارع، سعید)

الجواب

راستوں کی کیچڑ پر مواضع ضرورت میں پاکی کا حکم کیا جائے گا، بشرطیکہ اس میں آثار نجاست ظاہر نہ ہوں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ، دہلی۔ (کفایت المفتی: ۲۸۶/۲)

راستوں میں جو گارا کیچڑ ہوجاتا ہے، اس کی چھینٹوں کا حکم:

سوال: راستوں میں جو کیچڑ اور گارا ہوا کرتا ہے، اس کی چھینٹیں جو سواری کے جانور کے باعث کپڑوں کو لگ جاتی ہیں، تو وہ پاک رہتے ہیں یا نہیں؟

الجواب

پاک ہیں، جب تک نجاست کیچڑ کی محقق نہ ہو۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بدست خاص، ص ۲۴۔ (باقیات فتاویٰ رشیدیہ: ص ۱۳۳)

گرے ہوئے پتے اور دریا کے کنارے کی کیچڑ پاک ہے یا نہیں:

سوال: زمین پر پتے وغیرہ پڑے رہتے ہیں اور لوگ نجس پا چلتے ہیں، پس وہ پتے وغیرہ یا دریا کے کنارہ کا کیچڑ پاک ہے یا نہیں؟

الجواب

وہ کیچڑ وغیرہ پاک ہے جب تک اس میں نجاست کا ہونا معلوم نہ ہو۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۳۴۴/۱)

چھینٹ اور بانات وغیرہ کا حکم:

جو چھینٹ یا بانات وغیرہ پختہ رنگ ہے، وہ تو ہر حال میں پاک ہے، اگرچہ اس میں نجاست پڑے کیوں کہ بعد رنگ کے اس کو دھو کر صاف کرتے ہیں، اور جو خام رنگ ہیں ان کا حال معلوم نہیں کہ اس میں کچھ نجس ڈالتے ہیں یا نہیں، لہٰذا اس پر حکم نجاست نہیں ہوسکتا کہ اصل شئ کی طہارت ہے۔ الأصل فی الأشیاء الإباحة. (۲)

ہاں! جس کو تحقیق ہوگیا کہ نجس اس میں پڑتا ہے اور نہیں دھویا جاتا ہے اس کو استعمال نہیں کرنا چاہیے، بندہ کو

(۱) الیقین لایزول بالشک. (الأشباه و النظائر، القاعدة الثالثة: ص ۷۵)

وطین شارع، وبخار نجس، وغبار سرقین، ومحل کلاب، وانتضاح غسالة لاتظهر مواقع قطرها فی الإناء عفو. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب فی العفو عن طین الشارع: ج ۱ ص ۲۹۹، ظفیر)

(۲) الأشباه و النظائر: ص ۸۷، انیس

محقق ہوا تو یہ ہے کہ بازار میں جو رنگ فلوس کو پوڑیہ فروخت ہوتی ہے اس میں شراب ہے اور بس، لہذا اس کی نجاست کا اظہار کیا گیا ہے، پوڑیہ جوتہ جو پاک ہے بوجہ عدم تیقن نجاست کے پاک ہے اور کسی جوتہ خاص میں مثلاً محقق ہو جاوے کہ نجس لگا ہے وہ ناپاک ہی ہووے گا، لہذا جوتہ کو پوڑیہ پر قیاس نہیں کر سکتے، تبدیل ماہیت بھی نہیں بلکہ ترکب نجس با طاہر ہے، جیسا نجس آب میں گوشت یا روٹی پکائی جائے اس کو تبدیل ماہیت نہیں کہتے۔(۱)

ملح خوک مضائقہ نہیں کہ مادہ وصورت ہر دو بدل گئی، سرکہ شراب میں، گوبر مٹی میں، سو یہاں تبدیل ماہیت ہے کہ وہ نہ مادہ سابق رہا، نہ صورت پہلی رہی۔(۲)

ترکب میں ماہیت نہیں پلٹی، ترکیب پیدا ہو جاتی ہے اس کا اعتبار نہیں، دھونے سے البتہ پوڑیہ کا رنگا کپڑا پاک ہو جاتا ہے۔ایک بات باقی ہے اگر وہ صاحب بنانے والے ملے تو تحقیق کروں گا، شاید اس میں کوئی صورت جواز پیدا ہو جائے، سو دیکھئے وہ کب ملتے ہیں، اب تو منع ہی کر دینا اچھا معلوم ہوتا ہے۔فقط واللہ تعالیٰ اعلم (فتاویٰ رشیدیہ کامل:ص ۲۴۷)

مصنوعی کھاد پاک ہے:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مصنوعی کھاد از روئے شریعت پاک ہے یا ناپاک، اس کو کسی زمین میں ڈالکر اس پر نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

(المستفتی محمد خورشید، رسالپوری، گنڈیری نوشہرہ۔۸؍ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ)

الجواب

مصنوعی کھاد پاک ہے۔لتبدل الذات.(۳) وھو الموفق (فتاویٰ دیوبند پاکستان، المعروف بہ فتاویٰ فریدیہ، جلد دوم:ص ۱۱۹)

بسکٹ جو نجاست میں گر جائے اس کی پاکی کا طریقہ:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے متعلق کہ ہمارے بسکٹ جو کہ کاغذ میں ملفوف تھے ایک دم اچانک غلیظ پانی میں گر پڑے فوراً ایک آدمی نے نیچے پہنچ کر اٹھا لئے، کھول کر دیکھا تو بعض پر چار، چھ دھبے یا ہلکی

---

(۱) وفی التجنیس: حنطة طبخت فی خمر لاتطهر أبدًا، به یفتیٰ. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، مطلب فی تطهیر الدهن والعسل، قبیل فصل الاستنجاء: ۱/۲۲۳)

(۲) (لا) یکون نجسًا (رماد قذر)...(و) لا (ملح کان حمارًا) أو خنزیرًا ولا قذر وقع فی بئر فصار حمأة لانقلاب العین، به یفتیٰ. (الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب العرقی الذی الخ: ۱/۲۱۷، انیس)

(۳) قال العلامة إبراهیم الحلبی: وأکثر المشایخ اختاروا قول محمد رحمه الله وعلیه الفتویٰ، لأن الشرع رتب وصف النجاسة علیٰ تلک الحقیقة وقد زالت بالکلیة فإن الملح غیر العظم واللحم، فإذا صارت الحقیقة ملحاً ترتب علیه حکم الملح وعلیٰ قول محمد فرعوا طهارة صابون صنع من دهن نجس وعلیه یتفرع ما لو وقع إنسان وکلب فی قدر الصابون فصار صابوناً یکون طاهراً لتبدل الحقیقة. (غنیة المستملی المعروف بالکبیری: ص ۱۸۶، فصل فی الأسار)

چھینٹیں تھیں اور بعض پر صرف کاغذ کی تری ہی پہنچی تھیں، اب سوال یہ ہے کہ ان کے پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے، کیا بسکٹوں کے تنور میں اس کو سینک کر پاک کر سکتے ہیں؟ **بینوا بالدلیل توجروا عند الجلیل.**

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ باللّٰہ التوفیق

محض سینکنے سے یہ بسکٹ پاک نہ ہوں گے، سینکنے سے نجاست کے اجزائے لطیفہ تو نکل سکتے ہیں، مگر اجزائے ثقیلہ و کثیفہ کا اخراج نہ ہوگا، اس لیے یہ سوال بے کار ہے، البتہ یہ طریقہ بہتر ہے کہ جس حصہ پر نجس پانی یا نجاست کا اثر (دھبہ وغیرہ) ہو اس کو کھرچ کر نکال دیا جائے اور بقیہ کو استعمال کر لیا جائے۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ الاحقر نظام الدین غفرلہ، مفتی دار العلوم دیو بند (منتخبات نظام الفتاویٰ: ۱/۱۱۶، ۱۱۷)

سور کاٹا گیا، اس کی نجاست دھوتے وقت، پانی تختوں پر پڑا، تو وہ کس طرح پاک ہوگا:

سوال: ایک مجوسی نے مارکیٹ میں، جس میں گوشت بکتا ہے، سور کاٹا، اور وہیں صاف کیا، مارکیٹ بحکم سرکاری روزانہ دھوئی جاتی ہے، چنانچہ جب وہ دھوئی گئی، تو وہی پانی تمام لکڑی کے تختوں پر بھی پڑا، اور انہیں تختوں پر گوشت بکتا ہے۔ لہٰذا صفائی کا کونسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ لوگوں کا شک رفع ہو؟

الجواب ــــــــــــــــــــــــــــ

شامی میں ذخیرہ سے منقول ہے:

"لو أصابت الأرض نجاسة فصب علیها الماء فجری قدر ذراع طهرت الأرض والماء طاهر بمنزلة الماء الجاری، ولو أصابها المطر وجریٰ علیها طهرت، ولو كان قلیلاً لم یجر فلا". شامی: ۱/۱۹۳۔(۲)

اس سے معلوم ہوا کہ صورت اس کے پاک ہونے کی یہ ہے کہ بہت سا پانی پاک اس پر بہایا جاوے اور اس کو دھویا جائے، تو پاک ہو جائے گا، اور جاری پانی میں اگر اختلاط نجاست ہو، تو وہ پاک ہی رہتا ہے۔ پس جن مواقع میں وہ پانی گذرے گا وہ مواقع پاک رہیں گے۔ فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۱۴)

---

(۱) ویؤیده: ویطهر المنی الجاف ولو منی امرأة علی الصحیح بفركه عن الثوب ولو جدیدًا مبطناً، وعن البدن بفركه فی ظاهر الروایة. (طحطاوی علیٰ مراقی الفلاح: ص ۸۹، باب الأنجاس وتطهیرها)

و هكذا فی الفتح: ۱/۱۳۶.

ومنها الحث والدلک، الخف إذا أصابته النجاسة إن كانت متجسدة كالعذرة والروث والمنی یطهر بالحث إذا یبست وإن كانت رطبة فی ظاهر الروایة لایطهر إلا بالغسل وعند أبی یوسف إذا مسحه علیٰ وجه المبالغة بحیث لایبقیٰ لها أثر یطهر وعلیه الفتویٰ لعموم البلویٰ. (الفتاویٰ الهندیة: ۱/۴۴، دار الفكر)

(۲) رد المحتار، باب المیاه، مطلب الأصح أنه لایشترط فی الجریان المدد: ۱/۳۴۷، ظفیر

پیر میں نجاست لگ جائے اور اسے دھودے، مگر مٹی لگی رہ جائے تو پاک ہوا یا نہیں:

سوال: اگر پیر میں مٹی لگی ہوئی تھی اس حالت میں پیر کو نجاست لگ جاوے، تو پیر پاک ہوا یا نہیں اور مٹی تر ہوئی پاک بدن یا کپڑے میں لگ گئی تو بدن اور کپڑا پاک ہے یا نہیں؟

الجواب

اس صورت میں پیر اور کپڑا پاک ہے۔ (۱) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۷۰)

ہاتھ پر نجاست لگنے کی صورت میں کتنی مرتبہ دھونا لازم ہے:

سوال: ہاتھ پر پیشاب لگ گیا، پانی سے اتنا دھویا جتنی دیر میں تین بار پانی ڈالا جاتا ہے، ہاتھ پاک ہو گیا یا الگ الگ دو مرتبہ اور دھوئیں؟

الجواب

صورت مسئولہ میں ہاتھ کو اتنا دھونا ضروری ہے کہ پیشاب کے ہاتھ سے چھوٹ جانے کا غالب گمان ہو جائے۔ الگ الگ تین مرتبہ پانی ڈالنا ضروری نہیں۔

لما فی الدر المختار: (و) يطهر محل (غيرها) أي غير مرئية (بغلبة ظن غاسل) ... (طهارة محلها) بلاعدد، به يفتىٰ. (۲) والله سبحانه اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ ۔ ۱۰/۹/۱۳۹۷ھ (فتویٰ نمبر ۹۳۶/۲۸، الف) (فتاویٰ عثمانی: ج ۱/۳۵۶)

نجاست کے دھونے میں مَلنا شرط ہے یا نہیں:

سوال: نجاست بدن کے متعلق جو تین بار دھونا کتابوں میں لکھا ہے، اس میں اس کی جگہ مَلنا بھی شرط ہے یا محض پانی ڈالنا ہی کافی ہے؟

الجواب

جس جگہ نجاست لگی ہوئی ہو اس کا ازالہ ضروری ہے، مَلنے سے ہو یا جس طرح ہو، اس کو دور کر کے پاک کرنا ضروری ہے۔ (۳) فقط (فتاویٰ دار العلوم: ۱/۳۰۶)

---

(۱) (وكذا يطهر محل نجاسة) أما عينها فلا تقبل الطهارة (مرئية)...... (بقلعها) أي بزوال عينها وأثرها ولو بمرة أو بما فوق ثلاث في الأصح. (الدر المختار على رد المحتار، باب الأنجاس، قبيل مطلب في حكم الصبغ الخ: ۱/۳۰۳، ظفیر)

(۲) الدر المختار على صدر رد المحتار، باب الأنجاس، مطلب في حكم الوشم: ۱/۳۳۱، طبع ایچ ایم سعید۔ محمد زبیر حق نواز

(۳) (يجوز رفع نجاسة حقيقة عن محلها)........... (بماء ولو مستعملاً)........... (أو بكل مائع طاهر قالع) الخ (ويطهر مني) أي محله (يابس بفرك)...... (وإلا)...... (فيغسل) بلا فرق (بين منيه)...... (ومنيها)...... (ولا بين ثوب)...... (وبدن على الظاهر) الدر المختار على هامش رد المحتار، باب الأنجاس: ۱/۲۸۴، ظفیر)

جوتے یا چپل وغیرہ کو وضوخانے میں دھونے کا حکم:

سوال: جوتہ اور چپل خراب ہو جائے اور گیلی مٹی لگ جائے یا خراب پانی میں گرجائے تو کیا وضو خانہ میں دھویا جا سکتا ہے؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــ

بہتر یہ ہے کہ اس قسم کی چیزوں کو مسجد کے وضوخانے کے بجائے کسی اور جگہ دھویا جائے۔لیکن اگر ضرورت کے وقت وہاں جوتے دھولئے جائیں تو مضائقہ نہیں،البتہ پھر اس جگہ کو صاف کر دینا چاہئے تا کہ نمازیوں کو تکلیف نہ ہو۔واللہ اعلم

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ۔۲۷/۹/۱۳۹۶ھ (فتویٰ نمبر ۲۲۸۳/۲۷) (فتاویٰ عثمانی:۱/۳۵۶)

ناپاک انگلی کو چاٹنے سے پاکی کا حکم:

سوال: ایک مسئلہ جو حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے اپنی کتاب ''بہشتی زیور'' میں مسائل کے بیان میں فرمایا ہے کہ:

''اگر انگلی میں کوئی نجاست لگ جائے تو اسے تین مرتبہ چاٹ لینے سے وہ پاک ہوجاتی ہے،لیکن چاٹنا منع ہے''۔

اس مسئلہ میں ایک رضا خانی صاحب کا یہ اعتراض ہے کہ نجاست میں سے تو پیشاب پائخانہ بھی ہے،تو اگر یہ بھی انگلی میں لگ جائے تو چاٹ لینے سے پاک ہوجائے گا،تو اس میں دوخرابی پائی گئی: اولاً یہ کہ انگلی پاک کرنے کیلئے منھ کو ناپاک کیا گیا اور ثانیًا یہ کہ پائخانہ وغیرہ کو کھانے کی ترکیب بتائی جارہی ہے یعنی اس میں پائخانہ کا کھانا پایا گیا۔اور ان کا کہنا یہ ہے کہ مناسب ترکیب تو یہ تھی کہ لعاب کو انگلی پر گرا کر کسی چیز سے انگلی کو صاف (پونچھ) کردیا جائے،تو کیا ان کا یہ اعتراض بجا ہے؟ اگر بجا ہے تو پھر صحیح تر مسئلہ کیا ہے؟

اگر ''بہشتی زیور'' میں تحریر کردہ مسئلہ اپنی جگہ پر صحیح ہے،تو پھر ان معترضین کا جواب کیا دیں،جبکہ معترض صاحب کا یہ دعویٰ بھی ہے کہ آپ حدیث وقرآن وفقہ میں سے کسی کے اندر یہ مسئلہ نہیں دکھا سکتے،اگر کسی کتاب میں ہو تو اس کا حوالہ بیان فرمائیں؟

الجواب ـــــــــــــــــــــــــ حامداًو مصلیاً

''بہشتی زیور'' میں جب صاف لفظوں میں موجود ہے ''لیکن ایسا کرنا منع ہے'' تو پھر معترض کا یہ کہنا کہ ''پائخانہ وغیرہ کھانے کی ترکیب بتائی گئی ہے'' یہ اس کی کج دماغی اور غوایت ہے کہ منع کرنے کو بھی ''ترکیب بتانا'' کہہ رہا ہے۔ایسے دماغ کو دراصل مسئلہ سمجھنے میں غلطی نہیں ہوتی بلکہ ان کو صحیح بات کا بھی مطلب بتلا کر گمراہ کیا کرتا ہے۔اس مسئلہ کی دلیل کتب فقہ میں موجود ہے:

" إذا أصاب الخمر يده فلمسه ثلاث مرات تطهره بريقه كما يطهرفمه بريقه الخ".(منية: ص ٦٢)(١)

"والصبى إذابال علٰى ثدى الأم ثم مص الثدى مرارًا يطهر، كذا فى فتاوىٰ قاضى خان الخ".(فتاوىٰ عالمگیری. ص ٢٨)(٢) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود غفرلہ، دارالعلوم دیو بند۔(فتاویٰ محمودیہ:۲۳۹/۵)

جوتا رگڑنے سے پاک ہوجاتا ہے:

سوال: ایک شخص بوٹ جوتہ استعمالی ٹخنوں سے اوپر تک کا باوضو پہن کر شکار میں گیا راستہ میں اس کی تلی پر نجاست گارہ گوبر وغیرہ لگ گئی، جب وقت نماز کا ہوا جوتے کے اتارنے میں دقت معلوم ہوئی کہ پٹیاں کھولے اور موزہ اتار کر جوتہ اتارے، اس وجہ سے اس نے جوتے کی تلی کو گھاس پر رگڑ کر خوب صاف کرلیا اور جوتہ پہنے ہوئے نماز ادا کی تو اس کی نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب

فى الدرالمختار:(ويطهرخف ونحوه) كنعل(تنجس بذى جرم)هو كل مايرى بعد الجفاف و لومن غيرها كخمروبول أصابه تراب، به يفتىٰ ،بدلك يزول به أثرها.(٣)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں جوتہ پاک ہوجاوے گا۔(۴)

۱۳/صفر ۱۳۳۰ ہجری، تتمہ اولیٰ ص ۸۔(امدادالفتاویٰ:۱۲۲/۱)

(١) " إذا أصابت النجاسة بعض أعضائه ولحسها بلسانه،حتى ذهب أثرها، يطهر، وكذا السكين إذا تنجس،فلحسه بلسانه أو مسحه بريقه،ولولحس الثوب بلسانه حتى ذهب الأثر،فقد طهر". (الفتاوىٰ العالمگيرية:٤٥/١، مما يتصل بذلك مسائل،رشيدية،وكذا فى فتاوىٰ قاضى خان: ٢٢/١، فصل فى النجاسة الخ، رشيدية)

(٢) الفتاوىٰ العالمكيرية: ٤٥/١، الباب السابع فى النجاسة، رشيدية، وكذا فى فتاوىٰ قاضى خان: ٢٣/١، فصل فى النجاسة الخ،رشيدية)

(٣) الدرعلٰى صدرالرد،باب الأنجاس: ٣٠٩/١، ٣١٠،بيروت،انيس

(٤) عن أبى هريرةؓ عن النبى صلى اللّٰه عليه وسلم بمعناه قال: إذا وطى الأذى بخفيه فطهورهما التراب. (ابوداؤد، باب فی الأذی یصیب النعل ص ٦٧، نمبر ٣٨٦، مستدرک حاکم: ٢٧٢/١ (٥٩١) صحیح ابن خزیمہ: ٥٣٧/٤ (١٦٥٦) انیس)

عن أبى سعيد الخدريؓ .... إذا جاء أحدكم إلى المسجد فلينظر،فإن رأى فى نعليه قذرًا أو أذىً فليمسحه وليصل فيهما. (أبوداؤد،باب الصلوة فى النعل ،ص ١٠٤، نمبر ٦٥٠/مسند أحمد،مسند أبى سعيد الخدريؓ ٥١٩/٣، نمبر ١١٤٦٧/صحیح ابن حبان: ٥٦٠/٥، نمبر ٢١٨٥) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ مٹی سے رگڑنے کے بعد جوتا یا موزہ پاک ہوجائے گا۔انیس

سونف وغیرہ کو پاک کرنے کا طریقہ:

سوال: نجاست کو جذب کرنے والی اشیا جیسے: زیرہ، کلونجی، سونف وغیرہ، اگر ناپاک ہو جائیں تو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

الجواب ــــــــــــــــــــ حامداً و مصلیاً

ان کو پانی میں بھگو دیا جائے، کچھ دیر بعد جب خشک ہو جائیں تو دوسرے پانی میں بھگو دیا جائے پھر کچھ دیر بعد خشک کر کے تیسرے پانی میں بھگو دیا جائے، اس طرح تین مرتبہ کرنے سے ایسی چیزیں بھی پاک ہو جائیں گی۔(۱) فقط واللہ تعالیٰ اعلم

حررہ العبد محمود عفا اللہ عنہ، دار العلوم دیوبند، ۲۰/۶/۸۷ھ

الجواب صحیح: بندہ نظام الدین عفی عنہ، دار العلوم دیوبند، ۲۶/۶/۸۷ھ (فتاویٰ محمودیہ: ۲۴۳/۵)

×××

(۱) ”وإذا تنجس ما لاينعصر بالعصر كما إذا تشربت .... وانتفخت من الخمر عند أبي يوسف............ والحنطة تنقع في الماء حتى تشرب الماء كما تشرّبت الخمر، ثم تجفف يفعل كذلك ثلاث مرات ويحكم بطهارتها وإن لم تنتفخ تطهر بالغسل ثلاثًا و التجفيف في كل مرة يشترط أن لا يوجد طعم الخمر ولا ريحها الخ“. (الفتاوىٰ العالمگيرية: ۴۳/۱، مطبوعہ دار الکتاب، دیوبند)

﴿يٰبَنِىۡ اٰدَمَ قَدۡ اَنۡزَلۡنَا عَلَيۡكُمۡ لِبَاسًا يُّوَارِىۡ سَوۡاٰتِكُمۡ وَرِيۡشًا، وَلِبَاسُ التَّقۡوٰى ذٰلِكَ خَيۡرٌ﴾

(سورۃ الاعراف:۲۶)

اے آدم کی اولاد!

ہم نے اتاری تم پر پوشاک جو ڈھانکے تمہاری شرمگاہیں

اور اتارے آرائش کے کپڑے اور پرہیزگاری کا لباس سب سے بہتر ہے''۔